خُطباتِ اسلم

پنجم

اصلاحِ ظاہر و باطن کا حسین امتزاج

دعوتِ فکر و عمل کا ایک عظیم شاہکار

افادات

مفکرِ ملت حضرت مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ

(خلیفہ حضرت اقدس مفتی مظفر حسین صاحبؒ)

مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور

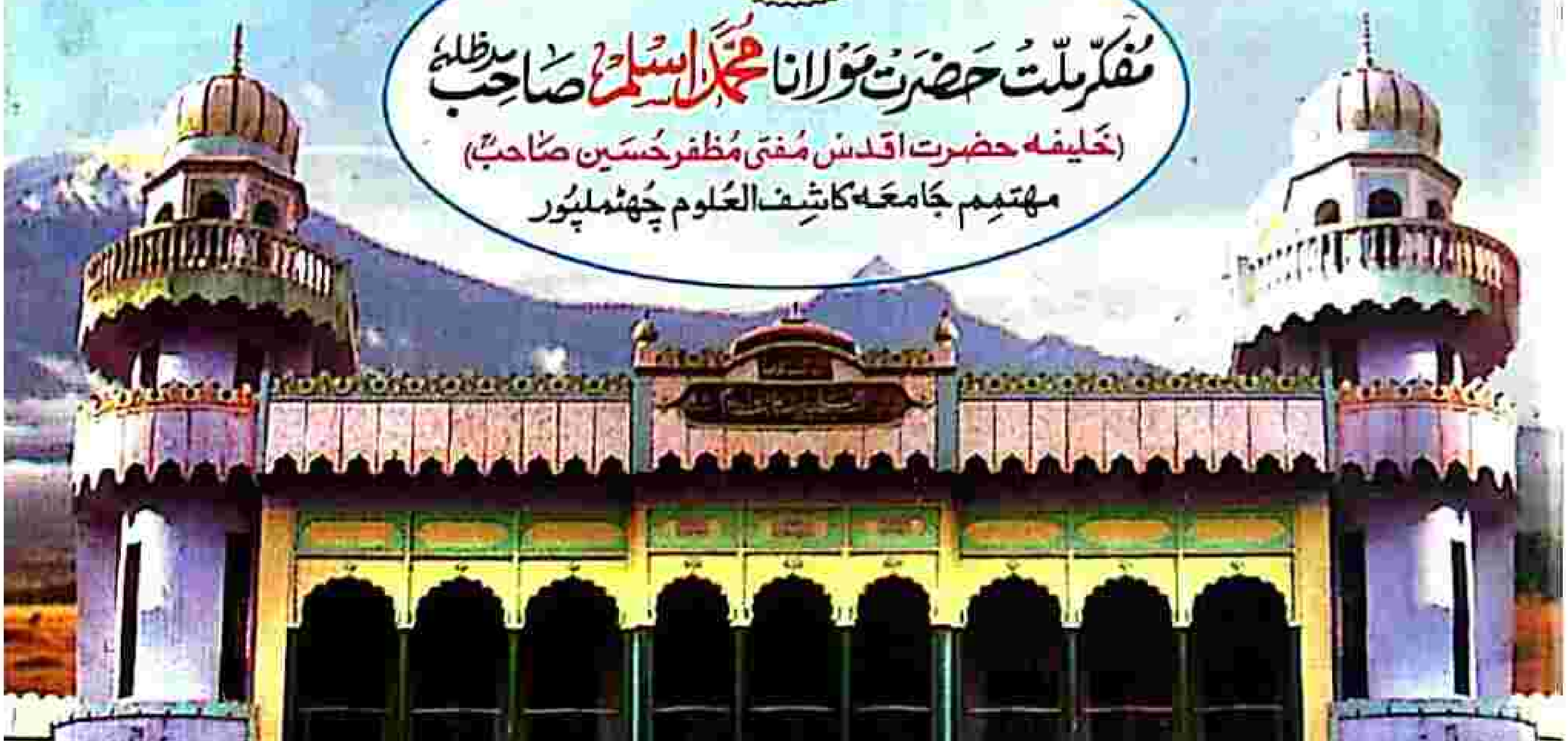

مُرتب محمد ناظم قاسمی

شائع کردہ

شریف بک ڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور ضلع سہارنپور

Scanned by CamScanner

○—— فکرانگیز خطبات کا جامع مرقع
○—— اصلاح ظاہر وباطن کا حسین امتزاج
○—— دعوتِ فکر وعمل کا عظیم شاہکار

خطباتِ اسلم

جلد پنجم

افادات

مفکر ملت حضرت اقدس الشاہ مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی
خلیفہ اجل فقیہ الاسلام حضرت اقدس الشاہ مفتی مظفر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ

مرتب
مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی
معتمد تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور سہارنپور

ناشر

شریف بکڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور
ضلع سہارنپور (یوپی) پن:247662

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تفصیلات

نام کتاب	: خطبات اسلم (جلد پنجم)
مرتب	: مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی معتمد تعلیمات جامعہ کاشف العلوم
سن اشاعت	: مئی ۲۰۰۸ء
تعداد	: گیارہ سو (۱۱۰۰)
کمپوزنگ	: ایم سرور عالم قاسمی؛ شعبہ کمپیوٹر جامعہ کاشف العلوم
ناشر	: شریف بکڈپو چھٹمل پور، فون: 09456615608-0132-2782272

ملنے کے پتے

مکتبہ البلاغ دیوبند☆ دار الکتاب دیوبند☆ مکتبہ نعیمیہ دیوبند
کتب خانہ رشیدیہ سہارنپور☆ مکتبہ علمیہ سہارنپور
مکتبہ یادگار شیخ سہارنپور
مکتبہ اسلم چھٹمل پور☆ صدائے اسلام کیسٹ سینٹر چھٹمل پور
کتب خانہ عبداللہ کاکوزئی ترکیسر، سورت، گجرات

☆☆☆

اِقْرَأْ كِتَابَكَ
كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ
عَلَيْكَ حَسِيْبًا

(القرآن)

Scanned by CamScanner

فہرست مضامین

کیا.........................؟	کہاں......؟
فہرست مضامین	۴
ارشادگرامی	۱۸
کلمات تبریک	۱۹

اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ

کیا.........................؟	کہاں......؟
اللہ کے رنگ میں رنگ جاؤ	۲۲
ایمان واسلام کی ستر شاخیں	۲۳
اسلام کی امتیازی شان	۲۴
آیت کا شان نزول	۲۵
مکمل اسلام کا مزہ	۲۶
اسلام تمام انبیائے کرام کا دین ہے	۲۶
آیت کریمہ کا دوسرا ٹکڑا	۲۷
شیطان نے بتدریج عابد کو ہلاک کردیا	۲۸
شیطان کی عیاریاں	۳۲
بلعم بن باعورا کا عبرتناک انجام	۳۳
بلعم بن باعوارا کی شیطانی چال	۳۵
آخری گذارش	۳۶

دین سراپا خیرخواہی ہے

کیا.........................؟	کہاں......؟
مذکورہ حدیث کا مفہوم	۴۰
خیرخواہی کا مطلب	۴۰
اللہ کے لئے خیرخواہی	۴۱
قرآن کے لئے خیرخواہی	۴۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیرخواہی	۴۲
محبت کی مثال	۴۴
عظمت کی مثال	۴۵
حکمرانوں کے لئے خیرخواہی	۴۶
حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی نصیحت	۴۶
حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا مکتوب	۴۷
عام مسلمانوں کے لئے خیرخواہی	۴۷
شیخ الحدیثؒ اورامت کی خیرخواہی	۴۸
حضرت تھانوی اورامت کی خیرخواہی	۴۸
ہمارے علاقہ کے مشہور خلفاء	۴۹
حضرت نانوتوی اورامت مسلمہ کی خیرخواہی	۴۹
عمل سے نہ ہوتو دل سے ہی خیرخواہی کرے	۵۰
دین سراپا خیرخواہی ہے	۵۱

Scanned by CamScanner

فدائیان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کیا.....؟	کہاں.....؟
آیت کریمہ کا پس منظر	۵۶
عشق نبوی کے پیکر	۵۷
عشق نبی ایمان کامل کی علامت	۵۸
ایک اللہ والے کا عشق	۵۹
فدائیان نبوت کے کارنامے	۵۹
حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ولولہ انگیز تقریر	۶۰
جنگ احد اور صحابہ کی جاں نثاری	۶۲
جنگ احد میں صحابہ کی وفا شعاری	۶۳
حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی جواں مردی	۶۴
دوران معرکہ ادب واحترام کا لحاظ	۶۵
ایک اور فدایانہ نمونہ	۶۵
حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعاء	۶۶
جان نثار صحابہ کی بے نظیر محبت واطاعت	۶۶
صحابہ کرام میں اطاعت اور فرمانبرداری کی جھلک	۶۷
حد درجہ سنتوں کا اتباع	۶۸
سنت سے محبت	۶۸
ہمارے اسلاف کیا تھے اور ہم کیا ہیں	۷۰

کیا.....؟	کہاں.....؟
اطاعت کے ایسے نمونے کہاں ملیں گے	۷۰
بے مثال جذبہ اطاعت	۷۱
یہ ہے نبی کی محبت	۷۲

آقائے مدنی ﷺ سے محبت کی وجوہات

کیا.....؟	کہاں.....؟
وجوہات محبت	۷۶
محبت کے چار اسباب	۷۶
محبت کا پہلا سبب جمال	۷۷
حضرت عائشہ صدیقہ کی نظر میں آپ کا جمال	۷۸
حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے آپ کا جمال دیکھا	۷۹
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال حضرت ابوہریرہ کی نظر میں	۷۹
نزدیک ودور میں آپ ﷺ کے جمال کا اثر	۷۹
آپ ﷺ کے جمال میں رعب ودبدبہ	۸۰
آپ ﷺ کے جمال میں عجیب مہک اور خوشبو	۸۰
حضرت انسؓ کی نظر میں آپ کا خوشبودار حسن وجمال	۸۰
آپ ﷺ کا خوشبودار پسینہ مبارک	۸۰
آپ ﷺ کا بدن خوشبوؤں سے معطر تھا	۸۱
حسن کے پرستار حیوان ونباتات بھی ہوتے ہیں	۸۲

Scanned by CamScanner

کیا.....................؟	کہاں.....؟
ایک صحابی نے آپ ﷺ کے حسن وجمال پر آنکھیں نچھاور کردی	۸۲
پیغمبر ﷺ کا حسن وجمال قرآن کے ہر ہر صفحہ پر بکھرا پڑا ہے	۸۳
آپ ﷺ نے اپنے حسن کی خود تعریف فرمائی	۸۳
آپ ﷺ کے حسن وجمال پر ایک شبہ اور اس کا جواب	۸۴
قابل اعتماد علماء کی تحقیق	۸۴
آپ ﷺ کے حسن وجمال پر بھی اعتقاد ضروری ہے	۸۵
محبت کا دوسرا سبب کمال	۸۶
اصل کمال کمال علمی ہے	۸۷
رکانہ پہلوان کا واقعہ	۸۹
آپ ﷺ کے اخلاق امت کے لئے بے مثال نمونہ	۹۰
امت کے لئے ایک سبق	۹۱
آپ ﷺ کے اوصاف جلیلہ	۹۲
ام جمیل کا قبول اسلام	۹۳
آنحضرت ﷺ کا ہر خاص وعام سے تعلق	۹۴
نبی ﷺ کے دس سالہ خادم	۹۴
تیسرا سبب نوال (احسان)	۹۵
آپ ﷺ کے احسانات کی چند جھلکیاں	۹۶
آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین کا لقب ملا	۹۶
لقب من جانب اللہ ملتے ہیں	۹۶
حضرت تھانویؒ کا لقب	۹۷

کیا.....................؟	کہاں.....؟
دوسرا لقب حبیب اللہ	۹۷
پیغمبر ﷺ کا احسان کس کس کے لئے	۹۷
امت مسلمہ پر ایک عظیم ترین احسان	۹۹
چوتھا سبب قرابت	۱۰۱
ایک سبق آموز واقعہ	۱۰۳
محبت کے دو درجے	۱۰۴

خاموشی میں نجات ہے

کیا.....................؟	کہاں.....؟
زبان ایک عظیم نعمت ہے	۱۰۸
زبان کی اہمیت	۱۰۹
زبان کی قدر کیجئے	۱۱۰
زبان کی کرشمہ سازیاں	۱۱۰
زبان کا صحیح استعمال	۱۱۱
زبان پر کنٹرول ضروری ہے	۱۱۲
زبان کو صحیح جگہ استعمال کیجئے	۱۱۳
زبان دودھاری تلوار ہے	۱۱۴
لفظ لفظ بولئے اور حرف حرف سوچئے	۱۱۴
ایک ہوشمند خاتون کی گفتگو	۱۱۵
خاموشی میں نجات ہے	۱۱۶

Scanned by CamScanner

کیا.....؟	کہاں.....؟
زبان کا صحیح اور مفید استعمال	۱۱۸
کسی غم زدہ کو تسلی دینا	۱۱۹
زبان ذریعہ تعلیم وتبلیغ	۱۱۹
حضرت ابوبکرؓ کی خاموشی	۱۲۱
زبان کے فتنوں سے بچو	۱۲۲
مبالغہ آمیزی بڑا گناہ ہے	۱۲۳
زبان کو غیبت سے بچایئے	۱۲۳
غیبت کا کفارہ	۱۲۵
عورتوں میں زبان کا بے جا استعمال	۱۲۶
جہنمیوں میں اکثریت عورتوں کی ہوگی	۱۲۶
زبان کی حفاظت پر جنت کی ضمانت	۱۲۷
زبان تمام اعضاء کی سردار ہے	۱۲۸
ایک اعتراض اور اس کا جواب	۱۲۸
حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ اور بسیار گوئی سے پرہیز	۱۲۹
آخری بات	۱۳۰

بھیک مانگنے والوں سے خطاب

کیا.....؟	کہاں.....؟
اسلام پیشہ گداگری کے مخالف ہے	۱۳۲
آپ ﷺ کا سوال نہ کرنے پر بیعت لینا	۱۳۳
بھیک ایک کاروبار	۱۳۴
تاجر بھی سائل بن گئے	۱۳۴
حضرت تھانویؒ کا مشاہدہ	۱۳۵
غیر مسلم مسلمان کو خوشی سے بھیک دیتا ہے	۱۳۶
اونٹ کے منہ بھیک کے ٹکڑے لگ گئے	۱۳۷
ضرورت اور مستحق ادارے محروم رہ جاتے ہیں	۱۳۸
بروز قیامت بھیک مانگنے والوں کا حشر	۱۳۸
سوال کرنے پر وعید	۱۳۹
مستغنی سائل کے لئے وعید	۱۴۰
غنی کون ہے	۱۴۰
نیک بختوں سے سوال کرو	۱۴۱
ہر وقت اور ہر جگہ سوال کرنا مناسب نہیں	۱۴۲
سب سے زیادہ بخشش کا دن	۱۴۳
سوال نہ کرنے والوں کے لئے جنت کی بشارت	۱۴۳
آنحضرت ﷺ نے ابوذرؓ سے سوال نہ کرنے کا عہد لیا	۱۴۳

Scanned by CamScanner

کیا.....؟	کہاں.....؟
سوال نہ کرنے میں نبی ﷺ کا انتہائی مبالغہ	۱۴۵
سوال کرنے والوں کے لئے نبی ﷺ کی تعلیمات	۱۴۵
صرف تین طرح کے لوگوں کے لئے سوال کرنا جائز ہے	۱۴۶
سوال نہ کریں تو کیا بھوکے مرجائیں؟	۱۴۷
آسان علاج	۱۴۸
اپنی تمام ضروریات اللہ کے سامنے رکھیں	۱۴۸
بہت جلد مالدار بننے کا مجرب نسخہ	۱۴۸
ایک عبرت آموز واقعہ	۱۵۰
تمام اسباب مشیتِ ایزدی کے تابع ہیں	۱۵۳
تمام دنیا کے قلوب اللہ کے قبضہ وقدرت میں ہیں	۱۵۳
اللہ ہی سے مدد مانگو	۱۵۴
نہ مانگنے پر اللہ کی ناراضگی	۱۵۵
خطیب کا آخری پیغام	۱۵۵

کسب حلال

کیا.....؟	کہاں.....؟
کسب حلال ایک مستقل عبادت ہے	۱۶۰
حضرات انبیاء علیہم السلام کے لئے دو ہدایتیں	۱۶۰
عام مؤمنین کے لئے دو ہدایتیں	۱۶۱

کیا.....؟	کہاں.....؟
عام مسلمانوں کے لئے ہدایات	۱۶۲
حلال کی تعریف	۱۶۳
طیب کی تعریف	۱۶۳
حلال روزی کمانا ایک فرض ہے	۱۶۳
حلال روزی کمانے والا اللہ کا دوست ہے	۱۶۳
مبارک ہو تم کو اے اہل ہنر	۱۶۴
پسندیدہ پیشے	۱۶۴
پہلا درجہ جہاد	۱۶۵
دوسرے نمبر پر تجارت کا درجہ ہے	۱۶۵
تیسرے نمبر پر زراعت ہے	۱۶۵
پہلا اصول اصلاح نیت	۱۶۶
دوسرا اصول محنت ومشقت	۱۶۷
محنت ضروری ہے	۱۶۷
ایک خوبصورت مثال	۱۶۷
انتھک محنتیں	۱۶۸
حضرت عمر فاروق ﷺ کا فرمان	۱۶۸
جانوروں میں محنت کا جذبہ	۱۶۸
تیسرا اصول خوش اخلاقی اور نرمی	۱۶۹
چوتھا اصول سچ بولنا جھوٹ سے بچنا	۱۶۹
پانچواں اصول امانت کا لحاظ اور خیانت سے اجتناب	۱۷۰

Scanned by CamScanner

کیا.....؟	کہاں.....؟
چھٹا اصول حقوق اللہ کی پاسداری	۱۷۰
حضرات صحابہ کی تجارت	۱۷۱
خلیفہ ثانی ؓ کی تمنا	۱۷۲
حضرت عبدالرحمان بن عوف ؓ کو تجارت نے مالدار بنادیا	۱۷۲
تیس ہزار دینار کا صدقہ	۱۷۳
موسم حج میں تجارت	۱۷۴
تاجر حضرات بہترین داعی ہیں	۱۷۴
لیکن ہمارا حال تو بہت برا ہے	۱۷۵
مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا	۱۷۵
کم از کم اسلام تو بدنام نہ ہو	۱۷۶
دوسرا ذریعہ زراعت اور کاشتکاری	۱۷۶
کاشتکاری کی نسبت معمولی نہیں	۱۷۷
تیسرا ذریعہ دستکاری	۱۷۷
انبیائے کرام اور دستکاری	۱۷۸
ہمارے اسلاف کی دستکاری	۱۷۸
حدیث کے ایک بہت بڑے استاذ	۱۷۹
فقہ حنفی کے مشہور عالم امام قدوریؒ	۱۷۹
چوتھا ذریعہ مزدوری	۱۷۹
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مزدوری کا مشہور واقعہ	۱۸۰
مزدوری کی فضیلت واہمیت	۱۸۱

کیا.....؟	کہاں.....؟
مزدوری انبیاء کی سنت ہے	۱۸۱
جس نے محنت کی اس نے پایا	۱۸۲
ہمارے نبی ﷺ نے بھی مزدوری کی ہے	۱۸۲
ہاتھ سے معذور رکشہ چلا رہا ہے	۱۸۳
اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے	۱۸۴
حلال میں برکت بھی ہے لذت بھی	۱۸۴
دیوبند کے ایک بزرگ کا مشہور واقعہ	۱۸۵
حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ کا بیان کردہ واقعہ	۱۸۵
عمل صالح کے لئے اکل حلال ضروری ہے	۱۸۷
انبیائے کرام علیہم السلام کے پیشے	۱۸۹

برکت والی روزی

کیا.....؟	کہاں.....؟
انسان حریص اور لالچی ہے	۱۹۳
روزی من جانب اللہ مقدر ہے	۱۹۴
ابو حازم تابعیؒ اور توکل علی اللہ	۱۹۴
میرا مال میرا مال	۱۹۵
مال ودولت میں انسان کا اصل حصہ	۱۹۵
کثرت مال کی حرص اچھی چیز نہیں	۱۹۷

Scanned by CamScanner

کیا.....؟	کہاں.....؟
رزق انسان کی تلاش میں رہتا ہے	۱۹۷
حصول رزق کا صحیح راستہ	۱۹۸
اللہ تعالیٰ کھانے کمانے سے منع نہیں کرتا	۱۹۸
آسمان اور زمین کی برکتیں	۱۹۹
آج دنیا سے برکت اٹھ گئی	۲۰۰
ایک بزرگ کا واقعہ	۲۰۱
برکت کی مختلف صورتیں	۲۰۲
غزوۂ تبوک کے موقع پر کھانے میں برکت	۲۰۳
حضرت عمرؓ کی آواز میں برکت کا ظہور	۲۰۴
حضرت نانوتویؒ کی دعاء میں برکت	۲۰۵
مہمان نوازی سے مال میں برکت	۲۰۶
قرآن میں برکت کا اصول	۲۰۶
برکتوں کا ظہور حسن نیت پر موقوف	۲۰۶
ایثار میں برکت	۲۰۷
ہارون رشید کے صاحبزادہ کا عجیب وغریب واقعہ	۲۰۸
حسن سلوک میں برکت	۲۱۰
صالح فرزند کی روزی میں برکت	۲۱۱
مدارس کا تعاون کرنا باعث برکت ہے	۲۱۳
ایک دینار کی برکت	۲۱۴
حج وعمرہ کی برکت	۲۱۴

کیا.....؟	کہاں.....؟
زکوۃ کی برکت	۲۱۴
ماں کی خدمت میں روحانی برکت	۲۱۶
تمام برکتیں تقوی وتوکل میں مضمر ہیں	۲۱۷

مسافران حرم کو خطاب

کیا.....؟	کہاں.....؟
اس مقدس سرزمین پر فرشتوں کو رشک ہے	۲۲۰
روضۂ اقدس پر حاضری کی فضیلت	۲۲۰
بیت اللہ پر ہر وقت رحمتوں کا نزول	۲۲۱
بڑے دربار کی حاضری	۲۲۲
روحانی رخت سفر لیجئے	۲۲۲
ایک حاجی سے ملاقات	۲۲۳
حضور ﷺ کا فرمان حاجیوں کے نام	۲۲۳
حضرت جندع بن ضمرہ لیثی ؓ اور حسن نیت کا صلہ	۲۲۵
حسن نیت بڑی عجیب چیز ہے	۲۲۶
حسن نیت پر ایک ایمان افروز واقعہ	۲۲۷
حج میں ایک قدم چلنے پر سات کروڑ نیکیاں	۲۲۹
ایک حاجی چار سو آدمیوں کی شفاعت کریگا	۲۲۹
کثرت حج سے تنگ دستی دور ہوتی ہے	۲۳۰
حج مقبول کی علامتیں	۲۳۱

Scanned by CamScanner

ارشادگرامی

حضرت اقدس علامہ قمرالدین صاحب مدظلہ العالی
محدث دارالعلوم دیوبند
خلیفہ ومجاز حضرت اقدس مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ ہردوئی

حامدا ومصلیا امابعد. الحمدللہ عصرحاضر میں تدریسی، تصنیفی، تالیفی کاموں میں دن بدن ترقی ہورہی ہے، ماشاءاللہ خطابت وصحافت کا سلسلہ بھی اندرون وبیرون ممالک اہل علم حضرات نے مفید اور اچھوتے انداز میں شروع کررکھا ہے، جس سے دین کا بڑا اچھا کام ہورہا ہے، خطابت وتقریر کی اثرانگیزی واثرپذیری سب کے نزدیک مسلم ہے، دنیا میں جتنے بھی انبیائے کرام آئے، سب کے سب اپنے زمانہ کے انتہائی فصیح وبلیغ اور جادو بیاں مقرر تھے، اسی لئے دعوت وتبلیغ کے لئے زبان وبیان کی مہارت کو انتہائی کارگر ہتھیار مانا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ان من البیان لسحرا.

ماشاءاللہ ہمارے علاقہ سہارنپور کے معروف ومشہور ادارہ جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور کے مہتمم حضرت مولانا محمد اسلم صاحب دامت فیوضہم کے خطبات بھی بمصداق حدیث مذکور انتہائی سلیس، سادہ، دل نشین اور زود اثر ہوتے ہیں، جن سے ملک وبیرون ملک کے بیشمار لوگوں نے استفادہ کیا ہے، اور یہ مبارک سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ عزیز گرامی مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی نے ان مفید خطبات کی ترتیب کا بیڑہ اٹھایا ہے، جس کی چار جلدیں شائع ہوکر عوام وخواص کے درمیان مقبولیت حاصل کرچکی ہیں، اور یہ اس مبارک سلسلہ کی پانچویں کڑی ہے جو آپ حضرات کے سامنے ہے، دعاء گوہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مبارک سلسلہ کو تادیر جاری وساری فرماکر مخلوق خدا کو اس کے فیض سے سرفراز فرمائے۔ آمین

(حضرت علامہ) محمد قمرالدین (صاحب مدظلہ)
استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند
۲۸/ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

کلمات تبریک

مسیح الزماں حضرت الحاج حافظ محمد یامین صاحب مدظلہ العالی
خلیفہ ومجاز حضرت اقدس شاہ عبدالستار صاحب نانکوی قدس سرہ العزیز
مہتمم مدرسہ نافع العلوم ڈھالہ چورہ ضلع سہارنپور (یوپی)

حامدا ومصلیا امابعد:

گرامی قدر حضرت الحاج مولانا محمد اسلم صاحب دامت برکاتہم کے خطبات برابر تیس سال سے سن رہاہوں، ماشاءاللہ آپ کے خطبات مردہ دلوں کے لئے مسیحا ثابت ہوئے ہیں، آپ کا بے نظیر طرز تکلم، زور بیاں، سوز دروں اور تقریر کی سادگی وسلاست خاص وعام میں یکساں مقبول ہے، آپ کی تقاریر میں فکر آخرت موجزن رہتا ہے۔

میری دیرینہ تمنا تھی کہ حضرت مولانا کی تقاریر کو شائع کیا جائے، ماشاءاللہ ہمارے محترم مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی زید فضلہ ناظم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم نے ان کو مرتب فرماکر شائع کیا ہے، جو علمی، اصلاحی، تبلیغی اور دعوتی کام کرنے والے علمائے کرام اور اصحاب منبرومحراب کے لئے ایک گراں قدر ذخیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اس پانچویں جلد کو بھی سابقہ جلدوں کی طرح مقبول فرماکر اس کے فیض کو عام فرمائے اور خطیب محترم نیز مرتب خطبات کے لئے ذخیرۂ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین یارب العالمین

فقیر محمد یامین غفرلہ
خادم مدرسہ نافع العلوم ڈھالہ چورہ سہارنپور
۲۹/ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

Scanned by CamScanner

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا
ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّة

بقرہ پ ۲

بسم الله الرحمن الرحيم

اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا .مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ. وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ. وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا......اَمَّابَعْدُ..

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ(القرآن)

Scanned by CamScanner

مسلمانو اٹھو اب ہم جگانے تم کو آئے ہیں
یہ ہم پیغام خالق کا سنانے تم کو آئے ہیں
صدائیں مسجدوں میں گونج اٹھی اللہ اکبر کی
مگر تم سو رہے ہو ہم جگانے تم کو آئے ہیں

گرامی قدر حضرات اور برادران اسلام! آج کی اس پررونق مجلس اور نورانی محفل میں جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی، اس پر مختصر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

میرے پیارے بچو اور نوجوانو، بزرگو اور دوستو، ایمان واسلام کے شیدائیو، دین متین کے متوالو...... حضرت حق جل مجدہ وعم نوالہ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کی پیروی نہ کرو، کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، آیت شریفہ میں دعوت دی جارہی ہے، کہ تم پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ، یعنی تمہارے ہاتھ پاؤں، آنکھ، ناک، کان، دل ودماغ سب کا عمل اسلام کے مطابق ہو، ایسا نہ ہو کہ ہاتھ اور پاؤں سے تو احکام بجالا رہے ہوں، مگر دل اور دماغ اس پر مطمئن نہ ہوں، یا دل اور دماغ سے تو اس پر مطمئن ہوں، مگر ہاتھ پاؤں اور اعضاء وجوارح کا عمل اس سے باہر ہو تو سمجھ لو کہ ''اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّۃً'' پر عمل نہیں ہو رہا ہے، کیونکہ اسلام کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا جارہا ہے۔

اللہ کے رنگ میں رنگ جاؤ

میرے محترم دوستو...... اسلام تو یہ چاہتا ہے کہ ظاہراً، باطناً، انفراداً،

اجتماعاً، اعتقاداً، عبادتاً غرضیکہ زندگی کے ہر ہر شعبہ میں اسلام کا رنگ چڑھنا چاہیئے، ارشاد ربانی ہے: ''صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عَابِدُوْنَ'' اللہ کے رنگ سے اچھا کوئی رنگ نہیں ہے، حضرات مفسرین نے لکھا کہ رنگ سے مراد دین ہے، یعنی مذہب اسلام سے اچھا کوئی مذہب نہیں...... اسی لئے کہا جارہا ہے کہ لوگو تم اللہ کے رنگ کو لازم پکڑ لو، اور اپنے ظاہر وباطن کو اللہ کے رنگ سے رنگ لو، اور وہ رنگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ومحبت اور رضا وتسلیم کا رنگ ہے، یعنی مکمل اسلام کو اختیار کرلو، اس سے بہتر کوئی دین ومذہب نہیں، اللہ تعالیٰ نے آیت شریفہ میں مذہب اسلام کو اپنا رنگ قرار دیکر اس کی نسبت اپنی ذات کی طرف کی جو مذہب اسلام کے لئے ایک امتیاز ہے۔

ایمان واسلام کی ستر شاخیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں، افضل ان میں لا الہ الا اللہ کہنا، اور ادنیٰ ان میں راستہ سے ایذا اور تکلیف دینے والی چیز ہٹانا ہے، اسی طرح علماء نے لکھا ہے کہ ایمان واسلام کی اول چیز اللہ پر ایمان...... اور آخری چیز آخرت پر ایمان لانا ہے...... گویا کہ درمیان میں جتنی چیزیں ہیں رسالت، کتابیں، اچھی بری تقدیر وغیرہ وغیرہ سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔

معلوم ہوا کہ اسلام صرف چند عقائد یا صرف چند عبادات یا چند معاملات کا نام نہیں، بلکہ ایک جامع اور مکمل نظام حیات ہے، ایک مرتب ومنظم دستور زندگی ہے، زندگی کے ایک ایک شعبہ اور گوشہ پر حاوی ہے، ایسا

Scanned by CamScanner

نہیں ہے کہ کوئی شخص توحید تو لے لے اسلام سے اور عبادت کے لئے مسجد، مندر، کلیسا، سب کو یکساں سمجھ بیٹھے، یا رسالت پر تو ایمان لے آئے، اور اخلاق وعادات کے ضابطے گوتم بدھ اور گرونانک سے لینے جائے، یا کسی اور دین یا کسی اور نظریہ کی پیوندکاری اس کیساتھ کرے، یہ ہرگز ممکن نہیں

ع ایں خیال است ومحال است وجنوں

اسلام کی امتیازی شان

حضرات گرامی......اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جو ایک اصول وعقیدہ اور مسلکِ زندگی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، اور لفظ اسلام نہ تو پیغمبر اسلام کی طرف منسوب ہے نہ کسی خاص قوم اور مخصوص جماعت کی طرف، بلکہ وہ اپنے اندر ایک امتیازی شان رکھتا ہے، چنانچہ دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں، ان تمام کے نام یا تو ان مذاہب کے داعی اول کے ناموں پر ہیں، یا ملکوں کے ناموں پر، یا طبقوں اور نسلوں کے ناموں پر رکھے گئے ہیں، جو ان مذاہب کے ناقص اور مسخ شدہ ہونیکی دلیل ہے، مثال کے طور پر یہودی مذہب ہے، اس کی نسبت یہودا کی طرف ہے، جو خاندان نبوت کے ایک فرد تھے، عیسائی مذہب اسکی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے، اسی طرح پارسی مذہب ہے، اس کی نسبت فارس (ملک ایران) کی طرف ہے، ہندویت ملک ہند کی طرف منسوب ہے، برہمنیت ایک مخصوص طبقہ اور مخصوص نسل کی طرف منسوب ہے، بدھ مت بانی مذہب گوتم بدھ کے نام سے موسوم ومشہور ہے، ایسے ہی جینی مذہب جین کی طرف منسوب ہے وغیرہ وغیرہ۔

مگر میرے بھائیو اور دوستو......ان سب کے برخلاف مذہب

اسلام ہے جو اپنے نام میں بھی امتیازی شان کا دعویدار ہے، اور اپنے کام میں بھی مثالی شان رکھتا ہے، اسلام ایسا مذہب ہے جو کسی فرد یا جماعت کے ساتھ منسوب نہیں، بلکہ وحی الٰہی، اللہ کی براہ راست رہنمائی اور اس کے دئے ہوئے احکام وعقائد، اور شریعت ونبوت کی طرف منسوب ہے، یہی چیز اس کی جامعیت وآفاقیت اور ہمہ گیریت کی دلیل اور واضح علامت ہے، ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ . ایک دوسری جگہ فرمایا: وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْآخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ.

دوستو اور بزرگو......ان آیات سے معلوم ہوا کہ اسلام ایسا دینؔ ہے جس میں کسی شخصیت یا تنظیم کی کارفرمائی نہیں ہے، بلکہ یہ دین اللہ کا بھیجا ہوا نظام زندگی ہے۔

آیت کا شان نزول

جو آیت کریمہ خطبہ میں تلاوت کی گئی، اس کا شان نزول بھی یہی ہے کہ اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، چنانچہ عبداللہ بن سلام اور دیگر علمائے یہود نے اسلام لانے کے بعد آنحضرت ﷺ سے یہ درخواست کی کہ ہم کو احکام کی تعمیل کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی اجازت دے دی جائے کہ شریعت موسویہ کے مطابق ہفتہ کی تعظیم اور اونٹ کے گوشت اور دودھ سے پرہیز کرتے رہیں، اور توریت کی بھی تلاوت کرتے رہیں، گویا کہ مقصد یہ تھا کہ شریعت موسویہ پر بھی عمل ہوتا رہے، اور شریعت محمدیہ پر بھی، حالانکہ قاعدہ اور دستور یہ ہے کہ ایک دین میں داخل ہونے کے بعد دوسرے دین کی طرف نظر نہ رکھنا چاہئیے، قرآن مجید کی موجودگی میں تورات وانجیل کی اتباع نہ کرے، ناسخ کے ہوتے ہوئے منسوخ کی اتباع کرنا بدعت اور ضلالت

Scanned by CamScanner

ہے، پس اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

مکمل اسلام کا مزہ

دوستو! ایمان واسلام کا مکمل مزہ اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب ہم مکمل طور پر سوفی صد 100% اسلام میں داخل ہو جائیں، ایک سیدھی سادی مثال کے ذریعہ میں آپ کو سمجھاؤں...... ہماری مائیں اور بہنیں، سالن پکاتی ہیں، مرغ اور قورمہ بناتی ہیں، اگر اس میں مصالحہ جات کی کمی پائی گئی، یا مصالحہ جات تو موجود، مگر گھی معدوم، تو دوستو! ایسی صورت میں مرغ اور قورمے کا مزہ، اس کی لذت اور ذائقہ سب خراب ہو کر رہ جائیگا، نہ کھانے والون کو مزہ آئیگا، اور نہ کھلانیوالوں کو تسلی ہوگی، اسلئے جب تک ایمان واسلام سے مکمل طور پر وابستگی نہیں ہوگی تو ایمان واسلام کا معتدبہ نفع ظاہر نہیں ہوگا۔

اسلام تمام انبیائے کرام کا دین ہے

دوستو! اسلام تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ہے، کسی خاص نبی کا دین نہیں، قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے فرمایا: "اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ" ترجمہ: اے ابراہیم مسلم بن جاؤ، ابراہیم نے کہا کہ میں مسلم بن گیا، اللہ نے فرمایا اگر مسلم بن گئے ہو تو اعلان کرو "قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ" ترجمہ: اے ابراہیم کہہ دو کہ میری نماز، میرا حج، میرا مرنا اور جینا سب اللہ کے لئے ہے، مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے، اور میں اس آج کے دور میں اول مسلم ہوں، معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ بھی مسلم تھے، اور اسلام لیکر دنیا میں تشریف لائے۔

☆ حضرت یوسفؑ علیہ السلام فرماتے ہیں: "تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ" ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھے وفات بھی مسلم بنا کر دیجئے، کہ مرتے دم تک میں اسلام پر قائم رہوں، گویا کہ یوسفؑ کا دین بھی اسلام ہی تھا۔

☆ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ اے بیٹو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین اسلام کو منتخب کیا ہے، پس تمہاری موت اسلام ہی کی حالت میں آنی چاہیئے: "وَوَصّٰى بِهَا اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ"

☆ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے کہا: "وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ" اے مسیح علیہ السلام آپ گواہ رہیں ہم سب مسلمان ہیں۔

☆ حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملکہ بلقیس ایمان لاتی ہے تو کہتی ہے: "اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" میں اس سے پہلے گناہ گار تھی، مگر اب میں سلیمانؑ کے ساتھ اسلام لاتی ہوں، معلوم ہوا کہ حضرت سلیمانؑ کا دین بھی اسلام ہے۔

غرضیکہ کوئی پیغمبر ایسا نہیں جسکی طرف اسلام منسوب نہ کیا گیا ہو۔

نبی کریم ﷺ بھی اسلام لیکر آئے قرآن میں ہے: "اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ" دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

آیت کریمہ کا دوسرا ٹکڑا

حضرات گرامی...... آیت شریفہ کا دوسرا ٹکڑا ہے "وَلَا تَتَّبِعُوْا

Scanned by CamScanner

خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ. اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ "شیطان کے قدموں کا اتباع نہ کرو اسلئے کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

دوستو! اور بزرگو میرے نوجوان بھائیو، اور عزیز طلباء.......... یہ شیطان روز ازل ہی سے انسان کا دشمن ہے، اس کے حیلوں اور مکر وفریب سے بچتے رہنا چاہئے، اس کے حیلے، بہانے عورتوں کے حیلوں، بہانوں سے کہیں زیادہ خطرناک ہیں، حالانکہ عورتوں کے مکر وفریب بھی مشہور ہیں، مگر شیطان سے کم...... بہت کم اس لئے ہمیں اس شیطان رجیم سے پناہ مانگنی چاہئے، یہ جوں ہی موقع پاتا ہے، حملہ کردیتا ہے، نہ اچھے کو دیکھتا ہے نہ بُرے کو، نہ ولی کو دیکھتا ہے نہ غیرولی کو، حتی کہ عابدوں زاہدوں کی عبادت میں خلل انداز ہوجاتا ہے، عابدوں کے ایمان واسلام پر ڈکیتی ڈال دیتا ہے۔

شیطان نے بتدریج عابد کو ہلاک کردیا

بنی اسرائیل کے ایک عابد زاہد کا قصہ جو حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنی ایک مجلس میں سنایا، آپ حضرات کو سنانا چاہتا ہوں۔

فرمایا: کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد زاہد، دیانت وامانت کا پیکر، انتہائی مخلص اور دیندار شخص تھا، لوگ اس کے معتقد تھے، کوئی پانی پڑھواتا، کوئی دعاء کراتا، ہر وقت لوگوں کا ایک ہجوم رہتا تھا، دو بھائیوں کو ایک سفر درپیش ہوا ان کی ایک نوجوان بہن تھی، فکر ہوئی کہ اس بہن کو کس کے پاس چھوڑیں، ہمارا سفر کئی برس کا ہے، پتہ نہیں کب واپسی ہو، سوچ وفکر کے بعد مشورہ ہوا کہ عابد زاہد کے پاس چھوڑدیں، ہم سبھوں کو ان پر مکمل اعتماد ہے، چنانچہ ان

دونوں بھائیوں نے درخواست کی کہ ہمیں ایک ضروری سفر درپیش ہے، آپ ہماری بہن کو اپنے پاس رکھ لیں، بزرگ صاحب نے صاف انکار کردیا، کہ ایسا نہیں ہوگا، دونوں بھائی بہت اصرار کررہے ہیں، کئی روز ہوگئے، پھر بدرجہ مجبوری بزرگ صاحب نے کہا کہ ہماری خانقاہ کے کونے میں ایک حجرہ ہے، اس میں چھوڑ دو، وہ چھوڑ کر چلے گئے، بزرگ صاحب نے اس نوجوان لڑکی کے کھانے پینے کا نظم اس طرح کیا کہ کچھ دن تک کھانا خدام لے کر جاتے رہے، پھر بزرگ صاحب نے سوچا کہ وہ لڑکی میری میزبانی میں ہے، مجھے کھانا پہونچانا چاہئے، اب خود بزرگ صاحب کھانا کمرے کی دہلیز پر رکھ کر آتے، وہ کھاکر برتن دہلیز پر رکھدیتی، اگلے دن پھر جاتے، تو برتن اٹھالاتے، یہ سلسلہ مہینوں جاری رہا، پھر شیطان نے عابد کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اس کی حیثیت ایک مہمان کی ہے، صرف کھانا پہونچادینا اور چلے آنا یہ تو غلط طریقہ ہے، مہمان کے ادب واحترام کے خلاف ہے، کم ازکم اس کے پاس جاکر کھانا رکھنا چاہئے، تاکہ کچھ موانست اور ہمدردی ظاہر ہو، بس عابد نے پھر یہ کیا کہ کھانا کمرہ میں خود پہونچاتا، اور چلا آتا، یہ سلسلہ چند دن رہا، پھر شیطان نے عابد کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ یہ طریقہ بھی اچھوت اقوام کا ہے کہ کھانا رکھدیا، اور چلے آئے، بلکہ ایک دو بات بھی کرنی چاہئے، تاکہ اس کے دل میں انسیت پیدا ہو، اور وہ جو وحشت اور اجنبیت محسوس کررہی ہے کہ کوئی میرا اپنا نہیں ہے، کس سے بولوں کس سے بات کروں، وہ ختم ہوجائے، لہذا دوچار باتیں بھی تو کرلینی چاہئے، اب عابد صاحب نے دوچار باتیں کرنا بھی شروع کردی، اختلاط بڑھا، قدرتی طور پر

ایک میلان اور رغبت پیدا ہوئی، اب عابد صاحب بجائے دو منٹ کے دس منٹ بیٹھنے لگے، اور بے تکلفی کی باتیں بھی ہونے لگیں، نتیجہ یہ ہوا کہ قربت اور محبت بڑھنے لگی، پھر شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ دو چار باتوں سے موانست پیدا نہیں ہوگی، بلکہ دو چار گھنٹے بیٹھنا چاہئے، تاکہ توحش ختم ہو جائے اور موانست پیدا ہو جائے، چنانچہ پھر عابد صاحب نے گھنٹوں باتیں کرنا شروع کردی، کچھ ہنسی مذاق کی باتیں بھی ہونے لگی، ادھر ادھر کے قصے بھی ہونے لگے، نتیجہ یہ ہوا کہ تعلق بڑھتا چلا گیا، یہ جو حدیث میں ہے کہ اجنبی عورت کیساتھ خلوت جائز نہیں ہے اس کی یہی مصلحت ہے، کہ آدمی کا شیطان آدمی ہوتا ہے، ممکن ہے کہ بڑھتے بڑھتے بے تکلفی ہو جائے، اور پھر برائی کا خیال پیدا ہو جائے۔

دوستو! بس خلاصہ یہ ہے کہ وہ عابد برائی میں مبتلا ہو گیا، بدکاری سرزد ہو گئی، اور لڑکی حاملہ ہو گئی، اب عابد کو رسوائی کا ڈر ہوا کہ یہ بات ظاہر ہوگی تو میرا تقدس اور وقار جو لوگوں کے درمیان بنا ہوا ہے، وہ سب ختم ہو جائیگا، اور جب بات کھلے گی، تو لوگوں کا جو رجوع ہے وہ بھی ختم ہو جائیگا، بس ذہن میں یہ بات آئی کہ اسے قتل کر کے کہیں دفن کر دیا جائے تاکہ یہ بات چھپی رہے، چنانچہ اس لڑکی کو قتل کر دیا، اور خانقاہ سے باہر ایک گڈھا کھود کر اس میں دفن کر دیا، بالآخر اسی دوران اس لڑکی کے بھائی آگئے، بڑے شوق سے آئے، خوشی خوشی آئے، کہ عابد صاحب کے پاس سے اپنی بہن کو لیکر جائیں گے، بہر حال عابد صاحب سے اپنی بہن کا مطالبہ کیا عابد صاحب بولے کہ ان کا تو انتقال ہو گیا، قبر بھی بتلا دی کہ یہ قبر ہے، بھائیوں کو بہت صدمہ ہوا، بے حد رنج وغم ہوا۔

دوستو اسی پر بس نہیں بلکہ اب شیطان نے ان کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ تم قبر کو جاکر اچھی طرح سے دیکھو، وہ قبر کوئی ضابطہ کی بنی ہوئی نہیں تھی، جب یہ بھائی اچھی طرح غور سے دیکھنے کے لئے گئے تو دیکھا کہ قبر پر مکھیاں بیٹھی ہیں، حالانکہ قبر پر مکھیاں نہیں بیٹھا کرتی...... معلوم ہوتا ہے کہ لاش کچھ قریب ہی ہے، پھر شیطان نے وسوسہ ڈال دیا کہ قبر کھود کر دیکھو، اس میں ہے بھی یا نہیں، بہر حال قبر کو کھودا گیا تو لاش قتل کی ہوئی تھی، اس لئے کہ لاش کے ٹکڑے ٹکڑے نظر آئے، اب متعین ہو گیا کہ عابد نے ہی اس کو قتل کیا ہے، پھر کیا تھا اب بھائیوں نے شور مچایا کہ عابد نے ہماری بہن کو قتل کر دیا ہے اور ہم کو بتایا گیا کہ کسی مرض میں انتقال ہو گیا، حالانکہ وہ مقتولہ ہے۔

بہر حال ان بھائیوں نے شہر کے لوگوں کو جمع کیا اور عابد صاحب سے معلوم کیا کہ سچ بتلاؤ ماجرا کیا ہے، چور کے دل میں چور ہی ہوتا ہے، اس نے صاف صاف پوراواقعہ بتلا دیا، آخر کار لوگوں نے پاؤں میں رسی ڈال کر سارے شہر میں گھمایا، سب تھو تھو...... کرتے رہے، حتی کہ اس کی خانقاہ بھی مسمار کر دی گئی، اتنے غیض وغضب کا اظہار ہوا کہ خانقاہ کے آثار ونشانات سب کچھ مٹا دئے، اسی پر بس نہیں بلکہ اس کو پھانسی دی گئی۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! دیکھ لیا آپ نے کہ شیطان نے کس کس انداز سے عابد پر حملہ کیا، شیطان نے عابد سے یہ نہیں کہا کہ تو بدکاری کر، زناکاری کر، اگر شیطان یہ کہتا تو یہ عابد اور بزرگ ہرگز ہرگز بدکاری نہ کرتا بلکہ دینی پیرایہ میں کہا کہ موانست پیدا ہوگی، توحش رفع ہوگا، مہمان کی مہمان نوازی ضروری ہے، گویا کہ رفتہ رفتہ لاکر اس کو زناکاری تک پہنچا دیا۔

Scanned by CamScanner

شیطان کی عیاریاں

میرے محترم بزرگو اور باوقار دوستو! قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اسے دشمن ہی سمجھو: ''اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا '' اس سے دوستی مت کرو، سانپ بچھو سے تو دوستی ہو سکتی ہے اس لئے کہ یہ زیادہ سے زیادہ کاٹ کھائیں گے، مگر شیطان انسان کی جان کے ساتھ ساتھ اس کی عزت وآبرو کا بھی دشمن ہے، اس کے ایمان کا بھی دشمن ہے وہ ہمیشہ ایسے ہی اسباب پیدا کرتا ہے کہ آدمی ذلیل ہو جائے، علم والوں میں علمی وسوسے اور دولت والوں میں دولت کے وسوسے، تجارت والوں میں تجارت کی بڑھوتری کے وسوسے ڈالتا رہتا ہے، غرضیکہ ہر لائن میں آدمی کو برباد کرنا چاہتا ہے، حضرات علماء نے لکھا ہے کہ شیطان زوردار حملہ دو راستوں سے کرتا ہے، ایک شہوت بطن سے اور ایک شہوت فرج (شرمگاہ) سے شہوت بطن سے آدمی مرغوباتِ نفس کو بٹورتا ہے، جیسے کھانا پینا، حرص وطمع کرنا، حرام وحلال میں تمیز نہ کرنا اور شہوت فرج کے راستے سے آدمی ایسا مغلوب العقل ہو جاتا ہے کہ شیطان کے پھندے سے نکلنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، شیطان دفعتًا اور ڈائرکٹ (DIRECT) یہ نہیں کہتا کہ بدکاری کر، بلکہ دینی اور مہذب پیرایہ میں ایسے اسباب پیدا کریگا کہ آدمی اس نتیجہ پر خود بخود پہونچ جائیگا، شہوت فرج کے راستے سے بنی اسرائیل کے عابد پر جو حملہ ہوا آپ نے بخوبی سن لیا، شہوت بطن کے ذریعہ بھی شیطان زبردست حملہ کرتا ہے، اس کے متعلق بھی ایک عبرت ناک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں واقعہ صحیح ہے، قرآن نے بیان کیا ہے: ''وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيْ آتَيْنَاهُ آيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ '' (سورہ اعراف)۔

بلعم بن باعورا کا عبرتناک انجام

میرے پیارو اور نوجوان دوستو! حضرات مفسرین نے اس آیت کریمہ کے تحت بلعم ابن باعورا کا ذکر کیا ہے، جو بنی اسرائیل کے اندر ایک زبردست مستجاب الدعوات اور صاحب کشف وکرامات شخص تھا، اس نے بعض شریروں کے بہکانے سے رشوت لیکر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے لئے بددعاء کی تھی، جس کے نتیجہ میں اس کی کرامات چھن گئی، اور راندۂ درگاہ ہوگیا، نیز کتے کی طرح اس کی زبان نکل آئی دنیا میں ذلیل اور آخرت کے اندر عذاب عظیم کا مستحق ہوا۔

گرامی قدر بزرگو اور دوستو! بلعم ابن باعورا کے واقعہ کی تفصیل حضرات مفسرین نے اس طرح بیان کی کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قوم عمالقہ (جبارین) سے جہاد کرنے کا حکم دیا تو حضرت موسیٰ ایک جم غفیر لیکر ملک شام یعنی علاقۂ کنعان کے اندر پہنچ گئے، اب کچھ کنعانی لوگ بلعم ابن باعورا کے پاس پہونچے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت تیز مزاج آدمی ہیں، اور ان کے پاس لشکر بھی بہت ہے، وہ اس لئے آئیں ہیں کہ ہم کو ہمارے ملک سے نکالدیں، اور ہم کو قتل کردیں، اور ہماری جگہ بنی اسرائیل کو آباد کردیں، آپ کو اسم اعظم بھی معلوم ہے، آپ مستجاب الدعوات بھی ہیں اسلئے آپ ہمارے لئے دعاء کردیجئے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو ہمارے مقابلہ میں پسپا کردیں، بلعم نے جواب دیا ارے کمبختو! افسوس صد افسوس تم کیسی بات کہتے ہو وہ اللہ کے نبی ہیں، ان کے ساتھ فرشتے اور مؤمن ہیں، میں ان کے خلاف بددعاء کیسے کرسکتا ہوں ان کا مقام

Scanned by CamScanner

جو اللہ کے یہاں ہے وہ بھی میں جانتا ہوں، اگر میں تمہارے کہنے کے موافق بددعا کردوں تو میری دنیا و آخرت دونوں تباہ ہوجائیں گی، کنعانیوں نے بے حد اصرار کیا کہ آپ بددعا کردیں، تو بلعم ابن باعورا نے کہا کہ اچھا میں استخارہ کرتا ہوں، خدا سے مشورہ کرلوں، بلعم کا قاعدہ تھا کہ جب تک اللہ کی طرف سے خواب میں اجازت نہیں ملتی تھی، بددعا نہیں کرتا تھا، چنانچہ انہوں نے استخارہ کے بعد کنعانیوں سے کہا کہ اللہ کی طرف سے بددعا کی اجازت نہیں ملی ہے، اس لئے میں بددعا نہیں کروں گا، یہ انکاری جواب سن کر قوم عمالقہ نے بلعم ابن باعورا کو کوئی بڑا ہدیہ پیش کیا جو درحقیقت رشوت تھی، بلعم نے یہ ہدیہ قبول کرلیا، پھر اس کی قوم کے لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے، کہ آپ ضرور یہ کام کردو الحاح و اصرار کی حد نہ رہی، بعض روایات میں ہے کہ اس کی بیوی نے مشورہ دیا کہ جب تم نے یہ رشوت قبول کرلی ہے تو ان کا کام کردیجئے۔

دوستو اور بزرگو...... سمجھو بس بیوی کی شکل میں شیطان پیچھے پڑ گیا، اس وقت بیوی کی رضا جوئی اور مال کی محبت نے اسے اندھا کردیا، اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کے خلاف بددعا شروع کردی۔

چنانچہ بلعم ایک خچر پر سوار ہوکر کوہ چیستان پر چڑھا تا کہ بنی اسرائیل کے لئے بددعا کرے، مگر پہاڑ پر چڑھا ہی تھا کہ خچر بیٹھ گیا، بلعم نے اتر کر خچر کو مارا، خچر اٹھ کھڑا ہوا، بلعم پھر سوار ہوگیا، مگر زیادہ نہ چلا تھا کہ پھر بیٹھ گیا، بلعم نے پھر اسے مارا، اب اللہ نے خچر کو بات کرنے کی طاقت عطا فرمادی، اور خچر نے اللہ کی طرف سے حجت تمام کرتے ہوئے کہا کمبخت! تو کہاں جارہا ہے؟

کیا تجھے میرے سامنے ملائکہ نظر نہیں آتے، جو مجھے لوٹا رہے ہیں، تو اللہ کے نبی اور مؤمنوں کے خلاف بددعا کرنے جارہا ہے، بلعم نے پھر بھی خچر کو نہیں چھوڑا، بلکہ اس پر سوار ہوکر کوہ چیستان پر بددعا کرنے کے لئے پہنچ گیا، لیکن اس وقت قدرت الٰہیہ کا عجیب کرشمہ یہ ظاہر ہوا کہ وہ جو کلمات بددعاء حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کے لئے کہنا چاہتا تھا، اس کی زبان سے وہ الفاظ خود اپنی قوم جبارین کیلئے نکلے، لوگ چلا اٹھے کہ تم تو ہمارے لئے بددعا کررہے ہو، بلعم نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار سے باہر ہے، میری زبان اس کے خلاف پر قادر نہیں ہے، یہ اللہ کی طرف سے ہے، میں واقعۃً مجبور ہوں مگر اب بھی قوم نہ مانی، برابر الحاح و اصرار کرتی رہی، کہ بددعا کرو، حتیٰ کہ بلعم ابن باعورا کی زبان سینہ پر لٹک گئی، تو بلعم نے کہا کہ میری دنیا و آخرت خراب ہوگئی، تم نہیں جان رہے ہو، اب دعاء تو میری چلتی نہیں البتہ ایک چال اور مکر تمہیں بتاتا ہوں، جس کے ذریعہ تم موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر غالب آسکتے ہو۔

بلعم ابن باعورا کی شیطانی چال

میرے محترم دوستو اور بزرگو! بلعم نے یہ چال بتلائی کہ تم اپنی حسین لڑکیوں کو مزین اور خوبصورت بنا کر بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دو، اور ان کو یہ تاکید کردو کہ بنی اسرائیل کے لوگ جو کچھ کریں کرنے دیں، رکاوٹ نہ بنیں، یہ لوگ مسافر ہیں، مدت سے نکلے ہوئے ہیں، اس تدبیر سے ممکن ہے کہ یہ لوگ حرام کاری میں مبتلا ہوجائیں گے، اور اللہ کے نزدیک حرام کاری انتہائی مبغوض ہے، جس قوم میں یہ عادت ہو، اس پر ضرور قہر و عذاب نازل ہوتا ہے، وہ قوم کبھی فاتح و کامران نہیں ہوسکتی، چنانچہ قوم عمالقہ نے اپنی خوبصورت اور حسین لڑکیوں کو کچھ سامان تجارت دے کر بنی اسرائیل میں بھیج

Scanned by CamScanner

دیا، ایک کنعانی لڑکی جس کا نام کشتی بنت صور تھا ایک اسرائیلی سردار کی طرف سے گذری، اس سردار کا نام زمری بن شلوم تھا، یہ زمری اس لڑکی پر ریجھ گیا، اور اٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا، اور اس کو حضرت موسیٰ کے پاس لیکر گیا، اور کہنے لگا کہ آپ یہی فرمائیں گے کہ یہ لڑکی تیرے لئے حرام ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہاں...... یہ لڑکی تیرے لئے حرام ہے، تو اس کے قریب بھی نہ جا، وہ زمری شخص بولا، خدا کی قسم اس معاملہ میں...... میں آپ کی بات نہیں مانوں گا، چنانچہ اس لڑکی کو لیکر خیمہ کے اندر چلا گیا، اور وہاں اس سے زنا کاری کا کرتا تھا، کہ بنی اسرائیل میں خدا نے فوراً سخت قسم کا طاعون بھیج دیا، جس سے ستر ہزار آدمی ایک گھنٹہ کے اندر مر گئے، جس شخص نے یہ بری حرکت کی تھی، اس جوڑے کو بنی اسرائیل نے قتل کر کے منظر عام پر لٹکا دیا، کہ سب لوگوں کو عبرت حاصل ہو، چنانچہ بنی اسرائیل نے توبہ کی، دعائیں کی، تو یہ طاعون دفع ہوا۔

دوستو! تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی کہ اے اللہ بلعم سے اسم اعظم اور ایمان چھین لیا جائے، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی دعا کے سبب اس کی معرفت اس طرح سلب کر لی، اور ایمان اس طرح کھینچ لیا، جس طرح سانپ اپنی کینچلی سے باہر نکل آتا ہے، اور کینچلی سے اسے کوئی تعلق نہیں رہتا، یا جیسے بکری کی کھال اتار لی جاتی ہے، کہ گوشت پوشت سے اس کو کوئی تعلق نہیں رہتا۔

آخری گذارش

بزرگو اور دوستو! اور پیارے بچو...... دیکھ لیا آپ نے کہ شیطان کیسی

کیسی تدبیروں کے ساتھ انسان کے پیچھے لگا رہتا ہے، کیسے کیسے اہل اللہ، اولیاء، اور صلحاء کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے، مسجدوں، مدرسوں، خانقاہوں، تنظیموں، اداروں کے نظام کو درہم برہم کر کے چھوڑ دیتا ہے، دو واقعے آپ حضرات کے سامنے بیان کئے گئے ہیں، دونوں خانقاہی اور اسرائیلی بزرگ تھے، اس لئے آدمی ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے، اور شیطان کے شر سے پناہ مانگتا رہے، اسکے مکر و فریب سے ہر وقت چوکنا رہے، اس کے مکر نے اچھے اچھوں کو پچھاڑ دیا ہے، بڑے بڑے متقی، پرہیزگاروں کے تقوی و تقدس کو خاک میں ملا دیا ہے، اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قرآن کریم میں متنبہ فرمایا: ”کہ شیطان کی پیروی مت کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے“ اس کی کسی بات کو نہ مانو، بلکہ اسلام کی رہنمائی میں زندگی گذارو، اور مکمل طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ، ایمان و اسلام کو مضبوطی سے پکڑ لو، ایمان کی ہر ہر شاخ اور ہر ہر حصہ پر عمل پیرا ہو جاؤ، کیونکہ شیطان بری طرح تمہارے پیچھے پڑا ہوا ہے، قرآن متنبہ کر رہا ہے:

”یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً. وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ. اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ“

دعا کیجئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ اور توفیق عطا فرمائے، شیطان کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

دین میں خیر خواہی اور خیر خواہی میں دین ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین سراپا خیر خواہی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ. وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّابَعْدُ.

فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ. اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ. (سورہ مائدہ آیت (۹۱)

وَفِى الْحَدِيْثِ الشَّرِيْفِ عَنْ اَبِىْ رُقَيَّةَ تَمِيْمِ بْنِ اَوْسٍ

الدَّارِمِیّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ قُلْنَا: لِمَنْ یا رسول اللہ؟ قَالَ: لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِھِمْ (رواہ مسلم)

بزرگان محترم اور عزیز دوستو! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی اور مسلم شریف کی ایک حدیث پیش کی ہے، جن میں دین کو سراپا خیرخواہی بتایا گیا ہے، اور اس عنوان کو بڑے واضح اور دل نشین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

مذکورہ حدیث کا مفہوم

حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ سرکار مدینہ محمد عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا: دین سراپا خیرخواہی ہے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کس کے لئے خیرخواہی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''للہ عزوجل'' اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے خیرخواہی ہے، ولکتابہ اور اس کی کتاب کے لیے خیر خواہی ہے، ولرسولہ اور اس کے رسول کے لئے خیرخواہی ہے، ولائمۃ المسلمین اور مسلمانوں کے پیشواؤں اور حکمرانوں کے لئے خیرخواہی ہے۔

خیرخواہی کا مطلب

محترم حضرات...... حدیث مبارکہ میں دین کو النصیحۃ یعنی خیر خواہی فرمایا گیا ہے، اور نصیحت کے اصل معنی ہیں خالص ہونا، جب شہد کو موم سے خالی کرلیا جاتا ہے تو اس وقت بولا جاتا ہے، نصحت العسل کہ میں نے شہد کو خالص کرلیا، لہٰذا خیرخواہی کا مطلب یہ ہوا کہ خلوص نیت سے دل کی

صفائی کے ساتھ کسی کا بھلا چاہنا اور ٹھیک ٹھیک معاملہ کرنا۔

اللہ کے لئے خیرخواہی

چنانچہ اللہ کے لئے خیرخواہی یہ ہے کہ دل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتقاد رکھے، اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ کرے، ہر چیز کا خالق، مالک، معبود، ومسجود اسی ذات کو سمجھے، اور اللہ کے تمام احکامات پر پابندی سے عمل کرے، اور تمام منہیات سے احتراز کرے، ہر حال میں اللہ کی اطاعت کرتا رہے، اور نافرمانی سے گریز کرے توحید کے معاملہ میں ، اور اطاعت وفرمانبرداری کے معاملہ میں اگر کوئی مصیبت آئے تو اس پر صبر کرے، پریشانیوں اور کلفتوں کی پرواہ نہ کرے، حضرت بلال ﷺ نے توحید وایمان کے سلسلے میں سخت سے سخت مصائب کا سامنا کیا، دھکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا گیا، بدن کی چربی پگھل کر جلتے ہوئے شعلے ٹھنڈے پڑ گئے، تنور کے بھوبھل کی طرح تپتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا، سینہ پر پتھر کی چٹان رکھدی گئی تاکہ ہل نہ سکے، مگر حضرت بلال ﷺ نے توحید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، ہر حال میں اَحد اَحد پکارتے رہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میری قضاء پر راضی اور مصائب پر صابر نہیں، اور نعمتوں پر شاکر، اور کم وبیش پر قانع نہیں وہ میرے سوا کوئی اور رب تلاش کرلے، (مکاشفۃ القلوب ص ۲۸)

قرآن کے لئے خیرخواہی

حضور پرنور ﷺ نے آگے فرمایا: ولکتابہ کہ دین اللہ کی کتاب کے لئے خیرخواہی ہے، اور کتاب اللہ کے لئے خیرخواہی یہ ہے کہ اس پر ایمان

لائے، اس کی آیات میں تدبر اور غور فکر کرے، آیات ترغیب پر جنت کا سوال کرے، اور آیات ترہیب پر جہنم سے پناہ مانگے، باوضو ہوکر اس کو چھوئے، ادب واحترام سے اس کے اوراق پلٹے، اور اللہ کی اس کتاب کو سیکھنے سکھانے کا اہتمام کرے، کیونکہ اللہ کا کلام تمام کلاموں سے افضل ہے، اسی لئے وہ انسان سب سے افضل اور بہتر ہے جو قرآن کریم کو سیکھے اور سکھائے، فرمان نبوی ﷺ ہے خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ (بخاری) یعنی تمام قواعد وآداب کا لحاظ رکھتے ہوئے قرآن کریم کی اس طرح تلاوت کرے جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے، اور تلاوت میں حسن صوت کا بھی خیال رکھے، اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حَسِّنُوْا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ یَزِیْدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا'' قرآن کریم کو اچھی آواز سے پڑھو، کیونکہ قرآن کریم کا حسن اچھی آواز سے دو بالا ہوجاتا ہے، ایک شاعر نے اچھا نقشہ کھینچا ہے۔

لائق تعظیم وحرمت اس لئے قرآن ہے
خالق ارض وسما کا آخری فرمان ہے
اس صحیفہ کی صحیفوں میں الگ ہی شان ہے
اس کے ایک ایک لفظ میں عرفان ہی عرفان ہے
حفظ کر کے رکھیو سلطاں سینہ میں قرآن کو
دو جہاں میں سرخروئی کا اگر ارمان ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیر خواہی

محترم بزرگو!..... آگے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ دین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی خیر خواہی ہے، رسول اللہ ﷺ کے لئے خیر

خواہی یہ ہے کہ آپ پر ایمان لائے، آپ کی بیان کردہ باتوں پر عمل کرے، ''مَااٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا'' جو تم کو رسول دیں اسے لے لو، اور جس سے روکیں اسے چھوڑ دو، اسی طرح آپ ﷺ کے علوم کی نشر واشاعت کرے، آپ ﷺ کی سنت کو زندہ کرے، ایک سنت کے زندہ کرنے پر سو شہیدوں کے اجر کا وعدہ ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے ''مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِاَةِ شَهِیْدٍ'' جو ایسے زمانہ میں جبکہ سنت سے اعراض کیا جارہا ہو، سنت کا مذاق اڑایا جارہا ہو، ایک سنت کو زندہ کریگا، ایک سنت پر مضبوطی سے عمل کریگا اللہ تعالیٰ اسے سو شہیدوں کا اجر وثواب عطا فرمائیں گے، اور رسول کی خیر خواہی یہ بھی ہیکہ ان سے کامل محبت رکھے، اپنے جان ومال، اہل وعیال سے زیادہ حضور ﷺ کی محبت ہو، یہی کمالِ ایمان کی علامت ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو گر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اسی طرح آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم کرے، دل سے یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کے بعد سب سے زیادہ عظمت اور بزرگی کے لائق جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے، کہ آپ سید الانبیاء ہیں، اور خاتم النبیین ہیں آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی،...... ہاں نبوت کے دعویدار اٹھیں گے تو ان کو جھوٹا اور کافر سمجھنا ایمان ہے۔

بزرگان محترم! محبوب رب العالمین ﷺ سے جس قسم کی محبت وعظمت ہونی چاہئے، اور جس درجہ کا تعلق واحترام ہونا چاہئے اور جیسی عقیدت وانسیت ہونی چاہئے، اس کی مثالوں سے صحابۂ کرام اور سلف

صالحین کی تاریخ بھری پڑی ہے، اس مختصر وقت میں ان کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، نمونہ کے طور پر ایک دو مثال پیش کرتا ہوں جن سے آپ حضرات آنحضور ﷺ کی محبت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

محبت کی مثال

جب غزوۂ احد میں رسالت مآب ﷺ کی شہادت کی وحشتناک خبریں مدینہ منورہ میں گشت کرنے لگیں، تو مدینہ کے مرد، عورتوں، اور بچوں کا ہجوم لگ گیا، تا کہ اپنے محبوب کی خیریت وعافیت معلوم کریں، رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی خبر تو غلط تھی...... ہاں صحابہ کے عزیز واقارب اس جنگ میں ستر شہید ہوئے تھے، مگر صحابہ کرام ؓ اپنے عزیزوں سے زیادہ آپ ﷺ کو سلامت وعافیت کے ساتھ دیکھنے کے متمنی ومشتاق تھے، چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان فرماتے ہیں: کہ غزوۂ احد سے واپسی میں آپ ﷺ کا گذر ایک انصاری عورت کے پاس سے ہوا، اس جنگ میں اس عورت کا شوہر شہید ہوگیا تھا، اس کا باپ شہید ہوگیا تھا، اس کا بھائی شہید ہوگیا تھا، جب اس عورت کو ان کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو کمال محبت کا تصور کیجئے کہ اس عورت نے یہ کہا کہ پہلے یہ بتاؤ! رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ لوگوں نے بتایا خیریت سے ہیں، مگر اس کو تسلی نہیں ہوئی، اس انصاری خاتون نے کہا مجھے چہرۂ انور کی زیارت کرادو، اپنی آنکھوں سے دیکھ کر مجھے تسلی ہوگی، جب اس عورت نے جمال نبوی کی زیارت کرلی تو یہ جملہ کہا "كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ" کہ آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہیچ اور بے حقیقت ہے، آقا کے ہوتے ہوئے مجھے اپنے شوہر، بھائی، باپ کی جدائی کا غم نہیں۔ (ابن ہشام ج۲ ص۱۲)

عظمت کی مثال

اسی طرح صحابہ کرام ؓ کے دلوں میں حضور اکرم ﷺ کا ادب واحترام اس قدر تھا کہ آپ کی شان میں ذرہ برابر بے ادبی ان کو برداشت نہیں ہوتی تھی، چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش مکہ کی طرف سے بات کرنے کے لئے عروہ بن مسعود ثقفی خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا، اس نے آپ ﷺ سے کافی دیر تک بات کی، بات چیت کے دوران عروہ بن مسعود بار بار حضور ﷺ کی ریش مبارک کو ہاتھ لگا رہا تھا، یہ حرکت عاشق رسول حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کو گوارا نہ ہوئی، انہوں نے بڑے جرأت مندانہ لہجہ میں کہا عروہ!...... اپنا ہاتھ ریش مبارک سے ہٹا، ہمیں یہ برداشت نہیں کہ کسی مشرک کا ناپاک ہاتھ آپ ﷺ کے جسم مبارک کے کسی حصہ کو مس کرے، عروہ نے حضور ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام کے ادب واحترام اور حسن عقیدت کا وہ منظر دیکھا جو نہ کبھی دیکھا گیا تھا نہ آئندہ دیکھا جائے گا، اس نے دیکھا کہ جب آپ ﷺ کوئی حکم دیتے ہیں تو ہر شخص چاہتا ہے کہ سب سے پہلے میں یہ حکم بجالاؤں، آپ ﷺ کے دہن مبارک سے اگر تھوک نکلتا ہے تو وہ زمین پر گرنے نہیں پاتا صحابہ اس کو ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں، اور اس کو عطر کی طرح اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں، جب آپ وضو فرماتے ہیں تو آپ کے اعضائے وضو سے پانی نیچے نہیں گرنے پاتا، صحابہ فوراً جھپٹ پڑتے ہیں، اور وہ پانی ہاتھوں میں لیکر جسم پر مل لیتے ہیں، جب آپ ﷺ کلام فرماتے ہیں تو سناٹا چھا جاتا ہے، گویا کہ ہر شخص ہمہ تن گوش بنا ہوا ہے، عروہ بن مسعود یہ عجیب وغریب منظر دیکھکر حیران ہوگیا، اور اس نے بے اختیار قریش کے سامنے جا کر بیان دیا کہ میں نے روم وایران کے بادشاہ قیصر وکسریٰ اور بڑے

Scanned by CamScanner

بڑے سلاطین کے دربار دیکھے ہیں مگر خدا کی قسم عقیدت ومحبت، عظمت وجلال کا یہ عالم میں نے کہیں نہیں دیکھا، جیسا کہ محمد کے دربار میں دیکھنے کو ملا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی خیر خواہی یہ ہے کہ آپ سے محبت رکھے اور آپ کی تعظیم وتکریم کرے، آپ کے اخلاق کو، آپ کے طریقوں کو اپنائے، اور آپ کی اولاد، آپ کی ازواج مطہرات اور آپ کے صحابہ سے محبت رکھے۔

حکمرانوں کے لئے خیر خواہی

سامعین کرام! اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا "ولائمة المسلمین" کہ دین مسلمانوں کے حکمرانوں، امیروں اور بادشاہوں کے لئے بھی خیر خواہی ہے، حکمرانوں کے لئے خیر خواہی یہ ہے کہ اچھے امور میں لوگوں کی مدد کریں، نیک کاموں میں ان کی رہنمائی کریں، برے کاموں اور غلط فیصلوں میں نرمی کے ساتھ ان کو متنبہ کریں، ان کے لئے نیک توفیق کی دعا کریں، اور حق کی تلقین وتذکیر کریں، جیسا کہ اہل اللہ اور صوفیاء کا معمول رہا کہ وہ اپنے وعظ وتقریر اور خط وکتابت کے ذریعہ عوام وخواص سب ہی کو نصیحت فرماتے تھے۔

حضرت حسن بصریؒ کی نصیحت

چنانچہ حضرت حسن بصریؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو دنیا سے دور رہنے کی تلقین فرمائی، فرمایا: یہ دنیا کوچ کی جگہ ہے ٹھہرنے کا مقام نہیں، حضرت آدم علیہ السلام کو سزا کے طور پر یہاں اتارا گیا تھا اس لئے آپ بھی اے امیر المؤمنین اس سے دور رہیے۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۲۴۴)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مکتوب

اسی طرح حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ نے نواب سید فرید احمد بخاری کو کہ جن کے نام سے شہر فرید آباد موسوم ہے، اپنے مکتوب کے ذریعہ خیر خواہانہ باتیں لکھی، تحریر فرمایا کہ بادشاہ کو عالم سے وہی نسبت ہے جو دل کو بدن سے ہے، اگر دل صحیح وصالح ہے تو بدن بھی صحیح وصالح ہوگا، اور اگر وہ فاسد ہے تو بدن بھی فاسد ہوگا، بادشاہ کی صلاح عالم کی صلاح ہے اور اس کا فساد عالم کا فساد ہے۔

ایک دوسرے مکتوب میں فرمایا آج کے دن اسلام بڑا بے کس اور غریب الوطن ہے، ایک پیسہ بھی جو اس وقت اسلام کی تقویت میں صرف کیا جائے گا، کروڑوں میں خریدا جائیگا، ترویج دین اور تقویت ملت کا کام جس زمانہ اور جس شخص سے بھی وقوع پذیر ہو مستحسن ہے، لیکن اس وقت اسلام غریب الوطن ہے، آپ جیسے سادات کے لئے زیادہ لائق اور زیبا تر ہے کہ آپ یہ کام انجام دیں کیونکہ یہ دولت آپ کے خاندان کے لئے خانہ زاد ہے، آپ کے لئے وہ بالذات ہے، دوسروں کے بالواسطہ، اس سعادت کے حصول میں اپنے جدامجد کا وارث ہونا بڑی قیمت رکھتا ہے۔

عام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی

حضرات سامعین کرام! حدیث مبارکہ کا آخری ٹکڑا ہے "ولعامتهم" کہ دین عام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کی خیر خواہی کرے، چنانچہ استاذ شاگرد کا، اور شاگرد استاذ کا خیر خواہ ہو، حاکم رعایا کی خیر خواہی کرے اور رعایا

Scanned by CamScanner

حاکم کی خیر خواہی کرے، امیر غریب کی خیر خواہی کرے اور غریب امیر کی خیر خواہی کرے، بڑا چھوٹے کی خیر خواہی کرے اور چھوٹا بڑے کی خیر خواہی کرے، باپ بیٹے کی خیر خواہی کرے اور بیٹا باپ کی خیر خواہی کرے، شوہر بیوی کی خیر خواہی کرے اور بیوی شوہر کی خیر خواہی کرے، تاجر گراہک کی خیر خواہی کرے اور گراہک تاجر کی خیر خواہی کرے۔

عام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی یہ بھی ہے کہ دنیا و آخرت کے مفید کاموں کی طرف ان کی رہنمائی کرے، جیسا کہ علمائے کرام تالیف وتصنیف، تعلیم وتبلیغ کے ذریعہ عامۃ المسلمین کی خیر خواہی کرتے ہیں۔

شیخ الحدیثؒ اور امت کی خیر خواہی

چنانچہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ نے فضائل اعمال کتاب لکھی جو پوری دنیا میں شہرۂ آفاق ہے، جس کے ترجمے دنیا کی بے شمار زبانوں میں ہو چکے ہیں، غور کیجئے...... کہ حضرت شیخ الحدیث نے عامۃ المسلمین کے لئے کتنی بڑی خیر خواہی کی کہ آج پوری دنیا میں لوگ اس سے دینی رہنمائی حاصل کر رہے ہیں، زندگیوں میں انقلاب پیدا ہو رہا ہے، اور حضرت شیخؒ کے علوم وفیوض بنجر قلوب میں ایمان ویقین، علم وعمل اور رشد وہدایت کے پھول کھلا رہے ہیں۔

حضرت تھانویؒ اور امت کی خیر خواہی

اسی طرح مجدد الملت حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے علمی، عملی، تعلیمی، تربیتی ہر اعتبار سے امت کی اس طرح خیر خواہی کی، اور تصنیف وتالیف اور دعوت وارشاد کے ذریعہ عوام وخواص بلکہ امت کے ہر طبقہ کی اس

طرح رہنمائی فرمائی کہ آپ کی کوششوں سے جہالت وبدعت اور رسم ورواج کے اندھیرے دور ہوتے چلے گئے، اور علوم ومعارف سے ایک عالم سیراب ہوا، اور آپ کی تعلیمات ہزاروں بندگان خدا کی ہدایت کا ذریعہ بنیں۔

دوستو...... حضرت تھانوی کا امت پر بڑا احسان ہے، آپ نے جو کتابیں خود تصنیف کیں یا اپنے خلفاء حضرات کو ہدایت دیکر لکھائیں، ان کی تعداد ستائیس سو ۲۷۰۰ ہے، تاریخ اسلام میں اتنا بڑا مصنف شاید ہی کوئی گذرا ہو، اس کے علاوہ آپ نے اپنے متعلقین کی تربیت پر ایسا کام کیا کہ سینکڑوں خلفاء تیار کر دیئے۔

ہمارے علاقہ کے مشہور خلفاء

چنانچہ ہمارے علاقہ کے مشہور خلفاء یہ ہیں، مناظر اسلام حضرت مولانا شاہ اسعد اللہ صاحبؒ ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دار العلوم دیوبند، مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب مہتمم مفتاح العلوم جلال آباد، محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئیؒ ناظم اعلی اشرف المدارس ہردوئی۔

یہ حضرات حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے سچے جانشین تھے، انہوں نے حضرت تھانویؒ کے علوم ومعارف کو پورے عالم میں پھیلایا، آج امت مسلمہ ان حضرات کے فیوض وبرکات سے مستفید ہو رہی ہے۔

حضرت نانوتویؒ اور امت مسلمہ کی خیر خواہی

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی شخصیت آج کون نہیں جانتا؟ آپ نے دار العلوم دیوبند جیسا ادارہ قائم فرما کر تحریک مدارس کی ایسی بنیاد ڈالی، اور مسلمانان ہند بلکہ کل عالم کے مسلمانوں کے لئے

Scanned by CamScanner

ایک ایسی خیر خواہی انجام دی جو تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے، اس تحریک نے مسلمانوں کی دینی علمی اور سیاسی سرپرستی کا وہ فریضہ انجام دیا اور اسلامی علوم وفنون کی ایسی عظیم الشان شمع جلائی کہ جس کی روشنی بڑے چھوٹے، امیر غریب، شریف، وضیع غرض امت کے ہر طبقے کے کچے پکے گھر تک پہنچی، اور اس کی برکت سے بڑی بڑی قومیں اور وسیع الدائرہ قبیلے اور برادریاں کہ جن کی سات سات پشتوں تک میں کوئی لکھا پڑھا نہ تھا، دیکھتے ہی دیکھتے ان کے گھر علم وعمل کی روشنی سے جگمگا اٹھے، اور پھر ان طبقات سے ایسے ایسے رجال کار اٹھے کہ جو سیکڑوں ہزاروں انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کا سبب ہوئے، اور ان کی اسلامی زندگیاں ایسا نیک پھل لائیں کہ پھر وہ دوسروں کے علمی وعملی رہنما بن گئے، یہ حضرت نانوتوی کا ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے کہ جس کی مثال سے گذشتہ صدیوں کی تاریخ عموماً خالی نظر آتی ہے، اللہ تعالیٰ اس محسن انسانیت اور اس عظیم الشان انقلاب کے محرک وبانی اور اپنے اس مخلص بندے کی قبر کو نور سے بھرے، آمین۔

عمل سے نہ ہو تو دل سے ہی خیر خواہی کرے

پیارے عزیزو...... یہ بات بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ خیر خواہی اتنا اچھا وصف ہے اور اس کا اتنا اعلیٰ مقام ہے کہ اگر انسان کسی مجبوری یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے اپنے اعضاو جوارح سے خیر خواہی کا عمل نہ کر سکے تو نہ سہی...... مگر دل سے خیر خواہی کرتا رہے تو اس دلی خیر خواہی پر بھی اس کو اجر وثواب سے نوازا جائے گا، قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ اعلان فرمایا "لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا

عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ " کمزوروں پر اور بیماروں پر کوئی گناہ نہیں، اور ان لوگوں پر بھی کوئی گناہ نہیں جو خرچ کرنے کے لئے مال نہیں رکھتے جب کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے خیر خواہی کرتے ہوں، نیک دلوں پہ الزام کی کوئی راہ نہیں۔

یہ آیت کریمہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے سچے معذور صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی، یہ لوگ حقیقی عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے، مگر غم کی وجہ سے ان کا برا حال تھا، رو رو کر ان کی ڈاڑھیاں تر ہو رہی تھیں، اور شدتِ احساس کی بنا پر کہتے تھے کہ ہم میں اتنی استطاعت کیوں نہ ہوئی کہ محبوب حقیقی کی راہ میں قربان ہونے کے لئے اپنے آپ کو پیش کر سکتے، ان کے متعلق اللہ نے فرمایا: جو لوگ واقعی معذور ہیں اگر ان کے دل صاف ہوں اور خدا اور رسول کے لئے ٹھیک ٹھیک معاملہ رکھیں، ان پر جہاد کی عدم شرکت کا کوئی گناہ نہیں، اگر چہ وہ معذوری کی وجہ سے اللہ ورسول کی عملی خیر خواہی نہ کر سکے، مگر دل سے تو وہ سچے خیر خواہ ہیں اس لئے اس درجہ کی خیر خواہی پر بھی ان کے لئے اجر وثواب کا وعدہ رکھا گیا۔

ایسے ہی حضرات صحابہ کے لئے سرور دو عالم ﷺ نے مجاہدین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کہ تم مدینہ میں ایسی قوم کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو جو ہر قدم پر تمہارے اجر میں شریک ہے، تم جو قدم خدا کے راستہ میں اٹھاتے ہو یا کوئی جنگل قطع کرتے ہو، یا کسی پگڈنڈی پر چلتے ہو وہ قوم برابر ہر موقع پر تمہارے ساتھ ساتھ ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کو حقیقی مجبوریوں نے تمہارے ساتھ چلنے سے روکا، یعنی گرچہ وہ معذوری کی وجہ سے عملی خیر خواہی میں

ایک ایسی خیر خواہی انجام دی جو تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے، اس تحریک نے مسلمانوں کی دینی علمی اور سیاسی سرپرستی کا وہ فریضہ انجام دیا اور اسلامی علوم وفنون کی ایسی عظیم الشان شمع جلائی کہ جس کی روشنی بڑے چھوٹے، امیر غریب، شریف، وضیع غرض امت کے ہر طبقے کے کچے پکے گھر تک پہنچی، اور اس کی برکت سے بڑی بڑی قومیں اور وسیع الدائرہ قبیلے اور برادریاں کہ جن کی سات سات پشتوں تک میں کوئی لکھا پڑھا نہ تھا، دیکھتے ہی دیکھتے ان کے گھر علم وعمل کی روشنی سے جگمگا اٹھے، اور پھر ان طبقات سے ایسے ایسے رجال کار اٹھے کہ جو سیکڑوں ہزاروں انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کا سبب ہوئے، اور ان کی اسلامی زندگیاں ایسا نیک پھل لائیں کہ پھر وہ دوسروں کے علمی وعملی رہنما بن گئے، یہ حضرت نانوتویؒ کا ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے کہ جس کی مثال سے گذشتہ صدیوں کی تاریخ عموماً خالی نظر آتی ہے، اللہ تعالیٰ اس محسن انسانیت اور اس عظیم الشان انقلاب کے محرک وبانی اور اپنے اس مخلص بندے کی قبر کو نور سے بھرے، آمین۔

عمل سے نہ ہو تو دل سے ہی خیر خواہی کرے

پیارے عزیزو...... یہ بات بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ خیر خواہی اتنا اچھا وصف ہے اور اس کا اتنا اعلیٰ مقام ہے کہ اگر انسان کسی مجبوری یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے اپنے اعضاء جوارح سے خیر خواہی کا عمل نہ کر سکے تو نہ سہی...... مگر دل سے خیر خواہی کرتا رہے تو اس دلی خیر خواہی پر بھی اس کو اجر وثواب سے نوازا جائے گا، قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ اعلان فرمایا "لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا

عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ. اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ " کمزوروں پر اور بیماروں پر کوئی گناہ نہیں، اور ان لوگوں پر بھی کوئی گناہ نہیں جو خرچ کرنے کے لئے مال نہیں رکھتے جب کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے خیر خواہی کرتے ہوں، نیک دلوں پہ الزام کی کوئی راہ نہیں۔

یہ آیت کریمہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے سچے معذور صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی، یہ لوگ حقیقی عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے، مگر غم کی وجہ سے ان کا برا حال تھا، رو رو کر ان کی ڈاڑھیاں تر ہو رہی تھیں، اور شدتِ احساس کی بنا پر کہتے تھے کہ ہم میں اتنی استطاعت کیوں نہ ہوئی کہ محبوب حقیقی کی راہ میں قربان ہونے کے لئے اپنے آپ کو پیش کر سکتے، ان کے متعلق اللہ نے فرمایا: جو لوگ واقعی معذور ہیں اگر ان کے دل صاف ہوں اور خدا ورسول کے لئے ٹھیک ٹھیک معاملہ رکھیں، ان پر جہاد کی عدم شرکت کا کوئی گناہ نہیں، اگر چہ وہ معذوری کی وجہ سے اللہ ورسول کی عملی خیر خواہی نہ کر سکے، مگر دل سے تو وہ سچے خیر خواہ ہیں اس لئے اس درجہ کی خیر خواہی پر بھی ان کے لئے اجر وثواب کا وعدہ رکھا گیا۔

ایسے ہی حضرات صحابہ کے لئے سرور دو عالم ﷺ نے مجاہدین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کہ تم مدینہ میں ایسی قوم کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو جو ہر قدم پر تمہارے اجر میں شریک ہے، تم جو قدم خدا کے راستہ میں اُٹھاتے ہو یا کوئی جنگل قطع کرتے ہو، یا کسی پگڈنڈی پر چلتے ہو وہ قوم برابر ہر موقع پر تمہارے ساتھ ساتھ ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کو حقیقی مجبوریوں نے تمہارے ساتھ چلنے سے روکا، یعنی گرچہ وہ معذوری کی وجہ سے عملی خیر خواہی میں

Scanned by CamScanner

شریک نہیں مگر دل سے سچے خیر خواہ ہیں، اس لئے محروم نہیں، بلکہ اجر میں تمہارے ساتھ ہیں۔

اسی طرح غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت عثمان غنی ﷜ اپنی اہلیہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی سخت بیماری کی وجہ سے جنگ بدر میں شرکت نہیں فرما سکے، مگر حضور اکرم ﷺ نے ان کو بدریین میں شمار فرمایا، اور مال غنیمت میں ان کو برابر کا حصہ دیا، اس لئے کہ وہ قلباً اسلام کے سچے خیر خواہ تھے، یہ الگ بات ہے کہ وہ اہلیہ محترمہ کی بیماری کے باعث عملی خیر خواہی کا مظاہرہ نہ کر سکے، اسی وجہ سے جناب نبی کریم ﷺ نے آپکو شرکائے بدر میں شمار کیا، اور مال غنیمت سے حصہ بھی عطا فرمایا، معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں خیر خواہی کا بڑا اعلی اور اونچا مقام ہے، خواہ عملی خیر خواہی ہو یا بدرجۂ مجبوری صرف دلی خیر خواہی، لہذا اس کا ہر وقت خیال رکھنا چاہئے، کہ اگر انسان عمل سے کچھ بھی خیر خواہی نہ کر سکے تو دل سے ہی خیر خواہی کرتا رہے کہ جنت کمانے کا یہ سب سے آسان طریقہ ہے۔

دین سراپا خیر خواہی ہے

آپ اس حدیث مبارکہ میں ایک نکتہ سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں، عربی کا قاعدہ ہے کہ کلام میں ایک مبتدا ہوتا ہے، اور ایک خبر ہوتی ہے، یا یوں کہیئے، کہ ایک معرفہ ہوتا ہے دوسرا نکرہ ہوتا ہے، اللہ کے نبی ﷺ کی یہ حدیث بڑی عجیب ہے "الدین النصیحة" اس میں دونوں ہی معرفہ ہیں، اور کلام میں جب دونوں معرفہ ہو جائیں تو پھر وہ دونوں لازم وملزوم ہوا کرتے ہیں، اس لئے اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جو دین ہے وہ سراسر خیر خواہی ہے، اور جو خیر خواہی ہے وہ سراسر دین ہے، اس لیے جہاں آپ کو دین ملے گا وہاں خیر

خواہی کا جذبہ ضرور ملے گا، اور جہاں عام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی کا جذبہ ملے گا، وہاں دین ضرور ہوگا، اس سے یہ بھی سمجھ لینا چاہئے جہاں مسلمان ایک دوسرے کی بدخواہی کرتے ہوں وہاں دین درمیان سے نکل جاتا ہے۔

دعا کیجئے کہ اللہ تعالی ہمیں اپنا اور اپنے رسول کا اور تمام مؤمنین کا سچا خیر خواہ بنائے، اپنی سچی محبت ومودت سے نوازے اور اپنے دین متین پر چلنا آسان فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

شریف بکڈپو کی ایک فخریہ پیش کش
نورانی تقریریں
مرتب: مولانا محمد یونس قاسمی
طلبائے مدارس کے لئے ایک بے مثال تحفہ
گیارہ تقریروں کا ایک حسین گلدستہ

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا، فروغ وادیٔ سینا

☆☆☆

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یسیں، وہی طٰہٰ

(علامہ اقبال)

فدائیانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم ...... اَمَّا بَعْدُ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُم مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی يَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ .(سورہ توبہ)پارہ واعلموا آیت ٢٤

وَقَالَ فِیْ مَوْضَعٍ آخَرَ: اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ .(آل عمران)پارہ تلك الرسل آیت ٣١

Scanned by CamScanner

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَايُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ. (بخاری ومسلم)......صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ.

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

میرے دینی بھائیو اور بزرگو! حق تعالیٰ شانہٗ کا بے انتہا شکر واحسان ہے کہ اس نے ہمیں ایمان سے اور اسلام سے سرفراز فرمایا، اور اپنے حبیب ﷺ کی امت میں پیدا فرما کر احسان عظیم فرمایا، دوستو!...... کسی بھی مسلمان کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اللہ سے سچی نسبت اور اس کے محبوب سے حقیقی محبت نصیب نہ ہوجائے، ایمان کامل کی علامت یہی ہے کہ مسلمان کو تمام رشتے ناطوں سے بڑھکر دنیا اور دنیا کی تمام مرغوب وپسندیدہ چیزوں سے زیادہ اللہ کے نبی ﷺ کی محبت اور آپ کا مکمل اتباع نصیب ہوجائے۔

آیتِ کریمہ کا پس منظر

جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی ہے یہ............ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی، جنہوں نے ہجرت فرض ہونے کے وقت مکہ مکرمہ سے ہجرت نہیں کی بلکہ ماں باپ، بھائی بہن، اولاد بیوی، اور مال وجائداد کی محبت نے ہجرت کا فریضہ ادا کرنے سے ان کو روک دیا، چنانچہ فرمایا: کہ اے ہمارے نبی ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ بیٹے، اور تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا خاندان، اور وہ اموال جو تم نے کمائے ہیں، اور وہ تجارت جس کے ٹھپ ہونے کا تم کو ڈر ہے، اور وہ حویلیاں جن کو

تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں، تو پھر اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔

میرے بھائیو! دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں کے مقابلہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت زیادہ عزیز ہونی چاہئے۔

دو جہاں کی کامیابی گر تجھے درکار ہے
ان کا دامن تھام لے جن کا محمد نام ہے

عشق نبویؐ کے پیکر

صحابہ کرامؓ نے اس حقیقت کو خوب سمجھا تھا، یہی وجہ تھی کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے سامنے بڑی بڑی قربانیاں یہاںتک کہ اپنی جان تک کی قربانی دینے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے، اور پھر بھی زبان حال سے یونہی کہتے تھے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اسلام کی تاریخ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیاں ایک نمونہ ہیں، ان کی قربانیاں ان کے کارنامے آنیوالی نسلوں کے لئے ایک سبق ہیں، اور آج مادیت کے اس پرفتن دور میں اور ایمان وعمل کے اس کمزور ترین زمانہ میں ان کے واقعات اور حالات ہمارے لئے ایک نصیحت ہیں، ایک عبرت ہیں، اور بقول حفیظ جالندھریؒ۔

ابوبکر وعمر نے عرض کی اے ہادیٔ دوراں
ہمارے جان ومال اولاد سب کچھ آپ پر قربان

Scanned by CamScanner

غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

صحابہ کرامؓ کے لئے رشتوں کی قربانیاں، زمین وجائداد کی قربانیاں، ہرے بھرے باغات اور بڑی سے بڑی تجارتی سرگرمیوں کی قربانیاں دینا اس لئے آسان بن گیا تھا، کہ وہ سرتاپا اللہ کے حبیب سید الکونین ﷺ کے عشق میں ڈوب گئے تھے، ان کے ظاہر وباطن پر ان کی خوشی وغمی پر ان کے جذبات واحساسات پر ان کی خواہشات ومرغوبات پر اللہ کے حبیب ﷺ کی محبت غالب آگئی تھی، اور مغلوبیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ پوری دنیا اور دنیا کے سیاہ وسفید کے وہ مالک بن گئے تھے۔

تیرا کمال عشق بس اتنا ہے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانہ پہ چھا گیا

عشق نبی ﷺ ایمان کامل کی علامت

دوستو اور بزرگو! حقیقت یہ ہے کہ فخر دو عالم، سرور کائنات تاجدار بطحاء، شاہ مکی ومدنی محمد عربی ﷺ کے ساتھ عشق ومحبت کا ہونا ایمان کامل کی شرائط اور علامات میں سے ہے، اور صحیح معنوں میں محبت یہ ہے کہ آدمی سب کچھ چھوڑ کر ہر چیز سے ماورا، اور بے نیاز ہوکر محبوب اور محبوب کی ہر ادا کو اختیار کرے، اسکی طاعت کو اپنا کر، اپنی تمام تر حاجات کو ترک کردے، غرض ہر حال میں محبوب سے موافقت کرے کہ یہی سچی اور حقیقی محبت وعقیدت ہے؟ اس کے بغیر عشق اور عشق ومحبت کا دعویٰ نامکمل اور ناتمام ہے۔

ایک اللہ والے کا عشق

عارف باللہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپگڈھیؒ فرمایا کرتے تھے: کہ اللہ والا جہاں بھی جائیگا انشاء اللہ غالب رہیگا، سلاطین کی محفل میں غالب رہے گا، مالداروں کے پاس بھی غالب رہیگا، غرضیکہ کوئی معاشرہ کوئی ماحول، کوئی سماج اس کو اللہ سے غافل نہیں کرسکتا، بلکہ اللہ والے تو غافلین کو بھی اللہ کی یاد سے مست کردیتے ہیں۔

جہاں جائیں ہم تیرا افسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں

میں یہ عرض کررہا تھا کہ ہمارے اسلاف میں صحابۂ کرامؓ بڑے عاشق رسول تھے، ایسی ایسی خدمتیں انجام دیتے کہ نبی ﷺ کو خوش کردیتے تھے، اسی وجہ سے نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ'' کہ میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں، ان میں تم جس کی بھی اقتدا کرلوگے راہ یاب ہوجاؤگے۔ (بخاری)

فدائیان نبوت کے کارنامے

بدر کی لڑائی سے پہلے نبی کریم ﷺ کو قریش مکہ کی روانگی کی خبر ملی، تو آپ نے اس خبر کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے صحابہ کرامؓ کو مشورہ کے لئے جمع فرمایا، آپ نے فرمایا، دشمن ہمارے سامنے آرہا ہے، لڑائی سر پر ہے، حالات بھی آپ لوگ سمجھ چکے ہیں، آپ تمام حضرات مجھے مشورہ دیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے، چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر وحضرت عمرؓ کھڑے ہوئے، اور نہایت خوبصورتی کے ساتھ جاں نثاری کا اظہار فرمایا۔

Scanned by CamScanner

ان عاشقان رسول کے بعد حضرت مقداد بن اسود ﷛ کھڑے ہوئے ، اور عرض کیا یا رسول اللہ جس چیز کا آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اس کو انجام دیجئے ، ہم سب آپ کے ساتھ ہیں، خدا کی قسم ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ ہرگز نہیں کہیں گے، کہ اے موسیٰ تم اور تمہارا خدا جا کر لڑ لو، ہم یہیں بیٹھے ہیں، (اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ) پارہ ۶ سورۂ مائدہ آیت ۲۴۔ بلکہ ہم بنی اسرائیل کے خلاف یہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار جہاد وقتال کریں ، ہم بھی آپ کے ساتھ جہاد وقتال کریں گے، چنانچہ بخاری شریف کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''وَلٰكِنْ نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ '' کہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے سے لڑیں گے، اس روایت کے راوی حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷛ کا بیان ہے کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور فرطِ مسرت سے چمک اٹھا۔

اس مشورہ کے دوران سرکار دو عالم ﷺ بار بار انصار کی طرف دیکھتے تھے، کہ اس موقع پر انصار کی طرف سے کیا جواب ملتا ہے، چنانچہ حضرات صحابہ میں سے حضرت سعد بن معاذ ﷛ نے جواب دیا اور کیا ہی خوب جواب دیا۔

حضرت سعد بن معاذ ﷛ کی ولولہ انگیز تقریر

حضرت سعد بن معاذؓ اٹھے اور فرمایا: یا رسول اللہ! ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی ، اور اس امر کی گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں، وہی حق ہے، اور اطاعت وجاں نثاری کے بارے میں ہم آپ کو پختہ عہد دے چکے ہیں، ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں ، ہمارے مال میں سے جس قدر چاہیں، لیں......اور جسقدر چاہیں چھوڑ دیں......اور جو آپ

قبول فرمائیں گے ، ہمارے نزدیک وہی زیادہ محبوب ہوگا، اس مال سے جو ہمارے پاس رہنے دیں گے، قسم اس ذات کی کہ جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، اگر آپ ہم کو سمندر میں کود جانے کا حکم دیں گے، تو ہم اسی وقت سمندر میں کود پڑیں گے، حفیظ جالندھری نے کیا ہی خوب نقشہ کھینچا ہے۔

صفِ انصار کی جانب اٹھی آنکھیں نبوت کی
تو سعد بن معاذ اٹھے دکھائی شان جرأت کی
ادب سے عرض کی انصار ہیں ہم یا رسول اللہ
غلام سید ابرار ہیں ہم یا رسول اللہ
ہمارا مرنا جینا آپ کے احکام پر ہوگا
کسی میدان میں ہوں خاتمہ اسلام پر ہوگا
اگر ارشاد ہو بحر فناء میں کود جائیں ہم
ہلاکت خیز گرداب بلا میں کود جائیں ہم
نبی کا حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کر دیں نعرۂ اللہ اکبر میں

اس معرکۂ بدر میں انصار ومہاجرین کی ایک مختصر جماعت تھی ، جو تین سو تیرہ افراد پر مشتمل تھی ، مقابلہ میں دشمنوں کی تعداد ساڑھے نو سو یا ایک ہزار تھی ، جو جنگی ساز و سامان سے پوری طرح لیس تھی ، مگر دنیا جانتی ہے، تاریخ گواہ ہے، کہ اس مٹھی بھر جماعت نے مکے کے سورماؤں اور بہادروں کے چھکے چھڑا دیئے ، یہ اسی حقیقی محبت اور جاں نثاری ہی کا اثر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان نہتے ، اور کمزور مسلمانوں کو حیرت انگیز فتح نصیب فرمائی ، قانون الٰہی یہی ہے کہ اللہ کی مدد ایمان کامل پر آتی ہے، اور ایمان بغیر حبِّ رسول کے کامل نہیں ہو سکتا ، اور حب رسول کا تقاضہ ہے کہ نبی کے ایک ایک اشارہ پر

Scanned by CamScanner

اور ہر ہر ادا پر سر مٹے، تب جینے کا مزہ ہے۔

لطف جینے کا اسے حاصل نہیں
جو نبی کے عشق میں کامل نہیں

محترم بزرگو اور دوستو! روایات میں آتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو جناب نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت تھی، اس دور میں بڑے کیا چھوٹے کیا، عورت کیا مرد کیا، سب ہی آپ ﷺ پر جان قربان کر کے زبان حال اور زبان قال سے یہ کہتے تھے: "فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ" یعنی رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

جنگ احد اور صحابہ کی جاں نثاری

جنگ احد کے موقع پر حضرت انس بن نضر ﷺ، جب مقابلہ کرتے کرتے بہت آگے نکل گئے، اور ادھر ادھر نظر ڈالی، تو دیکھا کہ مسلمان مجاہدین پریشانی اور بے چینی کی کیفیت میں مبتلا ہیں، عجیب کشمکش کا شکار ہیں، تو پوچھا کیا ہوا؟ جواب ملا کہ جن کے لئے لڑتے تھے، وہی نہ رہے، تو اب لڑ کر اور مقابلہ کر کے کیا کریں گے، ہم نے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ شہید ہو چکے ہیں، حضرت انس بن نضر عاشق رسول نے جب یہ سنا تو سنتے ہی ماہی بے آب کی طرح تڑپ اٹھے اور فرمایا: لوگو! اب ہم نبی کریم ﷺ کے چلے جانے کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے، چنانچہ اتنا کہا آگے بڑھے، اور بڑے جوش وخروش، نہایت بے باکانہ اور جرأتمندانہ طریقہ پر بھوکے شیر کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑے، جان توڑ اور جی توڑ مقابلہ کر کے مقابل کو زیر اور پسپا کیا، اور آخر میں لڑتے لڑتے جام شہادت نوش فرمایا، لڑائی کے بعد جب ان کی لاش دیکھی گئی، تو روایت کے مطابق ان کے جسم پر تلواروں اور نیزوں کے اسی زخم اور نشان تھے، حال یہ تھا کہ کوئی بھی ان کو پہچان نہیں سکتا تھا، صرف ان کی بہن

نے انگلیوں کو دیکھکر ان کی شناخت کی۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۷۸ غزوۂ احد)

جنگ احد میں صحابہ کی وفاشعاری

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے عشق ووفا کا سب سے زیادہ مظاہرہ اسی جنگ احد میں ہوا، جب نبی کریم ﷺ پر کافروں نے اچانک حملہ کر دیا، تو حضور ﷺ کے ساتھ صرف نو صحابہ رہ گئے تھے، جن میں سات انصاری اور دو قریش تھے، نبی ﷺ نے اعلان فرمایا: کون بہادر ہے جوان کمبختی ماروں کو آج مجھ سے دور کر کے میری حفاظت کرے، یہ سنتے ہی ایک انصاری صحابی فوراً آگے بڑھے، اور شہید ہو گئے، پھر دوسرے اور تیسرے بڑھے، غرض اسی طرح ایک ایک کر کے سات کے سات دیکھتے ہی دیکھتے جام شہادت نوش فرما گئے۔

دو قریشی صحابہ میں سے ایک حضرت طلحہ ﷺ اور دوسرے حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ تھے، نبی کریم ﷺ نے حضرت سعدؓ کے سامنے اپنے ترکش کے تمام تیر نکال کر ڈال دیئے، چنانچہ ایک ایک تیر ان کو اٹھا کر دیتے جاتے، اور فرماتے جاتے، پھینکو اس تیر کو، تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں، حضرت سعد ﷺ نبی کریم ﷺ کے سامنے ڈھال کی مانند کھڑے ہو گئے، اور اس غضب کی زبردست دشمن پر تیر اندازی کی، کہ تین کمانیں ٹوٹ گئی، جب محبوب رب العالمین ﷺ ان کے پیچھے سے اوٹ میں ہو کر اپنا سر مبارک ایک طرف کو نکال کر دشمنوں کو دیکھتے، تو حضرت سعد ﷺ فرماتے: میرے محبوب، میرے سردار آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ ہرگز اسطرح نہ دیکھیں، کہیں کسی دشمن کافر کا تیر آپ کو نہ لگ جائے۔

حضرت ابودجانہ ﷺکی جوانمردی

حضرت ابودجانہ ﷺ جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار عطا فرمائی تھی، نہایت شجاع، اور بہادر تھے، سب سے پہلے انہوں نے اپنا ایک سرخ عمامہ نکالا، سر پر باندھا، اور اکڑتے ہوئے میدان میں نکلے، اور یہ اشعار زبان پر تھے

اَنَـا الَّـذِیْ عَـاهَـدَنِیْ خَلِیْـلِیْ
وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَی النَّخِیْلِ
اَنَـا لَااَقُوْمُ الدَّهْرَ فِیْ الْكُیُوْلِ
اَضْرِبُ بِسَیْفِ اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

دوستو! حضرت ابودجانہ ﷺاپنے اشعار میں یہ کہہ رہے تھے، کہ میرے دوست محمد ﷺ نے پہاڑ کے دامن میں نخلستان کے قریب مجھ سے عہد لیا ہے، اور وہ عہد یہ ہے کہ میں کبھی بھی پیچھے کی صف میں کھڑا نہیں ہوں گا، اللہ اور اس کے رسول کی تلوار سے خدا کے دشمنوں کو مارتا رہوں گا، رسول اللہ ﷺ نے ابودجانہ ﷺکو اکڑتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: کہ یہ چال اللہ کو سخت ناپسند ہے، مگر ایسے وقت میں جبکہ محض اللہ اور اسکے رسول کے دشمنوں کے مقابلہ میں ہو، اپنے نفس کے لئے نہ ہو، ابودجانہ ﷺصفوں کو چیرتے ہوئے چلے جاتے تھے، جو سامنے آ گیا اسی کی لاش زمین پر بچھادی، یہاں تک کہ ابوسفیان کی بیوی ہندہ جو اسلام کے خلاف سرگرم تھی، اور کفار مکہ کا حوصلہ بڑھانے کا کام کر رہی تھی، بالکل سامنے آ گئی، ابودجانہ ﷺ نے اس پر تلوار اٹھائی، مگر فوراً ہی ہاتھ روک لیا، کہ یہ کسی طرح زیبا نہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ کی تلوار ایک عورت پر چلائی جائے۔

میرے عزیزو اور دوستو! سوچو صحابہ کرامؓ کے دلوں میں کیا عظمت ومحبت تھی کہ سرکار دو عالم ﷺ کی تلوار ایک عورت کے خون سے لال نہ ہونے دی۔

دوران معرکہ ادب واحترام کالحاظ

غزوۂ احد میں جب موجب تخلیق کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ پر تیر برسائے گئے تو حضرت ابودجانہ ﷺ کی جاں نثاری عظمت ومحبت اور ادب واحترام دیکھئے، کہ اگر آمنے سامنے مقابلہ کرتے ہیں تو حضور ﷺ کی طرف پیٹھ ہو جاتی ہے، ابودجانہ ﷺ نے یہ گوارا نہ کیا کہ آپ کی طرف پیٹھ ہو، لہذا پیٹھ دشمن کی طرف کی، اور سینہ سرکار کی طرف، دشمن کے تیر پر تیر چلے آرہے ہیں، ابودجانہ ﷺ کی پشت انکا نشانہ بنی ہوئی ہے، مگر اس اندیشہ سے کہ آپ کو کوئی تیر نہ لگ جائے، بالکل بھی حس وحرکت نہ کرتے تھے، اور سارے تیر اور نیزے کمر پر ہی لیتے رہے، ذرہ بھر بھی ٹس سے مس نہ ہوئے۔

ایک اور فدائیانہ نمونہ

اسی طرح حضرت قتادہ بن نعمان ﷺ فرماتے ہیں، کہ میں احد کے دن آپ ﷺ کے چہرے کے سامنے کھڑا ہو گیا، اور اپنا چہرہ دشمن کے مقابل کر دیا، تاکہ دشمنوں کے تیر میرے چہرے پر پڑیں، اور آپ ﷺ کا چہرۂ انور محفوظ رہے، دشمنوں کا آخری تیر میری آنکھ پر ایسا لگا کہ آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل پڑا، جس کو میں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا، اور لے کر آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، رحمت عالم ﷺ یہ دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے، اور آنسو جاری ہو گئے، اللہ کے رسول نے میرے لئے دعا فرمائی، کہ اے اللہ! جس طرح قتادہ نے تیرے نبی کے چہرے کی حفاظت فرمائی، تو بھی اسی طرح اس کے چہرہ کو محفوظ

Scanned by CamScanner

رکھ، اور اس کی آنکھ کو دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور تیز نظر بنا...... حضور ﷺ نے آنکھ کو اس کی جگہ رکھ دیا، اسی وقت آنکھ بالکل صحیح سالم اور پہلے سے بھی زیادہ بہتر اور تیز ہوگئی۔

حضرت قتادہ کے لئے دعا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت قتادہ ﷛ اپنی آنکھ کی پتلی ہاتھ میں لئے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ نے فرمایا: اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہے، اور اگر تو چاہے تو اس کو اسی جگہ رکھ کر تیرے لئے دعا کر دوں، قتادہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میری ایک بیوی ہے جس سے مجھکو بہت محبت ہے، مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ اگر بے آنکھ رہ گیا تو کہیں وہ مجھ سے نفرت نہ کرنے لگے، آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے وہ آنکھ اسی جگہ رکھ دی، اور یہ دعا فرمائی "اللھم اعطہ جمالا" اے اللہ اس کو حسن و جمال عطا فرما۔

میرے عزیزو اصل محبت وہی ہے کہ محب محبوب کی ایک ایک ادا کو دونوں جہاں سے زیادہ محبوب سمجھے، جو سچا عاشق ہوگا، وہ اسوۂ حسنہ کا دلدادہ اور سنت کے انوارات سے منور ہوگا۔

جاں نثار صحابہ کی بے نظیر محبت واطاعت

حضرت عروہ بن مسعود ثقفی ﷛ کی تقریر سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، جو انہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کے سامنے کی تھی، جبکہ آپ اس وقت تک مشرف با اسلام بھی نہیں ہوئے تھے، کہ لوگو! خدا کی قسم مجھے بادشاہوں کے دربار میں باریابی کے مواقع ملے ہیں، قیصر و کسریٰ اور

نجاشی کے سامنے حاضر ہوا ہوں، خدا کی قسم میں نے کسی بھی بادشاہ کو نہیں دیکھا ہے کہ جس کی لوگ اتنی عزت کرتے ہوں، جتنی کہ حضور ﷺ کے ساتھی آپ کی تعظیم کرتے ہیں، ان کا رسول جب وضو کرتا ہے تو ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ وضو کے پانی کو زمین پر نہیں گرنے دیتے، چہروں پر، ہاتھوں پر مل لیتے ہیں، جب وہ لعاب دہن نکالتے ہیں تو کسی نہ کسی کے ہاتھوں پر ہی گرتا ہے، جس کے جانثار ایسے ہوں وہ خون کیوں اور کیسے گرنے دیں گے،...... میرے عزیزو یہ جذبہ مردوں، عورتوں بھی میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا ۔

جان مانگو تو جان دیں گے مال مانگو تو مال دیں گے
مگر یہ نہ ہوگا ہم سے ہرگز کہ نبی کا جاہ وجلال دیں گے

صحابہ کرام میں اطاعت اور فرمانبرداری کی جھلک

ایک مرتبہ آنحضور ﷺ مسجد نبوی میں خطبہ دے رہے تھے، خطبہ کے دوران آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد کے کناروں پر کھڑے ہوئے ہیں، آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! جس وقت آپ نے یہ حکم دیا اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ باہر سڑک پر تھے، وہیں بیٹھ گئے، خطبہ کے بعد جب حضور ﷺ سے بات چیت ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: اے عبد اللہ میں نے تو بیٹھنے کا حکم ان کو دیا تھا، جو مسجد کے کناروں پر کھڑے تھے، عبداللہ بن مسعود نے کہا، اے اللہ کے رسول! جب آپ کا فرمان کان میں پڑ گیا کہ بیٹھ جاؤ تو پھر عبداللہ بن مسعود کی مجال نہیں تھی کہ وہ ایک قدم آگے بڑھے...... دوستو! آج محمد کی محبت کے دعویدار تو بہت ہیں، مگر آپ کے حکموں سے محبت رکھنے والے بہت کم ہیں۔

Scanned by CamScanner

حددرجہ سنتوں کا اتباع

صلح حدیبیہ کے موقع پر معاملات طے کرنے کے لئے آنحضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکۃ المکرمہ بھیجا، وہاں جا کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے چچا کے یہاں ٹھر گئے، اور جب صبح کے وقت مکہ کے سرداروں کے پاس مذاکرات کے لئے گھر سے جانے لگے، تو اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا پائجامہ ٹخنوں سے اوپر آدھی پنڈلی تک تھا، آنحضور ﷺ کا فرمان یہ تھا کہ ٹخنوں سے نیچے ازار رکھنا تو بالکل ناجائز ہے، اگر ٹخنوں سے اوپر ہو تو جائز ہے، لیکن حضور ﷺ کا عام معمول اور عادت شریفہ یہ تھی، کہ آپ آدھی پنڈلی تک اپنا ازار رکھتے تھے، اس سے نیچے نہیں ہوتا تھا، چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی نے کہا، جناب عربوں کا دستور یہ ہے، کہ جس شخص کا ازار و تہبند جتنا لٹکا ہوا ہو، اتنا ہی اس کو معزز اور بڑا سمجھا جاتا ہے، اور سردار قسم کے لوگ اپنی ازار لٹکا کر ہی رکھتے ہیں، اس لئے اگر آپ اپنی ازار ان لوگوں کے پاس اس طرح پہن کر جائیں گے، تو وہ آپ کا مزاق اڑائیں گے، اور مذاکرات میں جان نہیں پڑے گی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب اپنے چچا زاد بھائی کی یہ باتیں سنی، تو ایک ہی جواب دیا، ''لَاھٰکَذَا إِزَارُ صَاحِبِنَا صَلیَّ اللّٰہ علیہ وسلّم'' میں اپنا ازار اس سے نیچے نہیں کر سکتا، کیونکہ میرے آقا ﷺ کا ازار ایسا ہی ہے۔

دوستو! آج ہم اپنے پائجاموں اور لنگیوں پر نظر ڈالیں، تو ''مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ'' کے مصداق نظر آئیں گے۔

سنت سے محبت

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فاتح ایران ہیں، شاہ کسریٰ نے

مذاکرات کے لئے جب اپنے دربار میں بلایا، تو سب سے پہلے بادشاہ نے ضیافت و تواضع کے طور پر کھانا پیش کیا، چنانچہ کھانا کھانا شروع کیا، تو کھانے کے دوران حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لقمہ نیچے گر گیا، آپ کے سامنے حضور ﷺ کی تعلیم تھی، کہ جب کھانا کھاتے ہوئے کوئی لقمہ گر جائے تو اس کو ضائع مت کرو، وہ اللہ کا دیا ہوا رزق ہے، اس کی ناقدری نہ کرو، اس کو اٹھا لو، اگر مٹی وغیرہ لگ گئی ہو تو صاف کر کے کھا لو، چنانچہ اسی تعلیم نبوی ﷺ پر عمل کرنے کی نیت سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس لقمہ کو اٹھانے کے لئے نیچے ہاتھ بڑھایا، تو آپ کے برابر ایک صاحب بیٹھے تھے، انہوں نے آپ کو کہنی ماری کہ یہ کیا کر رہے ہو یہ دنیا کی سپر پاور کسریٰ کا دربار ہے، اگر تم نے گرا ہوا نوالہ اٹھا کر کھا لیا تو ان درباریوں کی نظر میں تمہاری وقعت اور عظمت نہیں رہے گی، اور یہ سمجھیں گے کہ بڑے ندیدہ قسم کے لوگ ہیں، لہذا یہ نوالہ اٹھا کر کھانے کا موقع نہیں ہے، آج اس کو چھوڑ دو، جواب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عجیب وغریب جملہ ارشاد فرمایا، جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے، ''أَأَتْرُکُ سُنَّۃَ حَبِیْبِیْ (صلی اللہ عیہ وسلم) لِھٰؤُلَاءِ الْحُمَقَاءِ'' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز کے ساتھ کہا کہ ان احمقوں کی وجہ سے پیارے حبیب کی سنت کو چھوڑ دوں، یہ لوگ اچھا سمجھیں یا برا، عزت کریں یا نہ کریں، مگر میں سرکار دو عالم ﷺ کی سنت نہیں چھوڑ سکتا۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آج ہم نبی کی سنتوں سے غافل ہیں اگر ہم دسترخوان پر سے پڑے ہوئے ریزوں کو اٹھا کر کھائیں گے، تو اللہ پاک کی طرف سے رزق میں برکت اور صالح اولاد کی خوشخبری ہے، اللہ تعالیٰ اس سنت کے زندہ کرنے سے نیک اولاد سے سرفراز فرماتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

ہمارے اسلاف کیا تھے اور ہم کیا ہیں

دوستو! یہ تھے صحابہ کرام جنہوں نے اللہ کے حبیب ﷺ کی ایک ایک ادا کو اس شان سے زندہ رکھا، گویا یہی ان کی زندگی کی متاع ہے، یہی ان کی غذا ہے، اور کبھی ایسا نہ ہونے دیا کہ وہ زندہ رہیں اور سنتیں پامال ہو جائیں، آج ہم مسلمانوں نے سنتوں کو اپنی زندگیوں سے ایسے نکال دیا ہے جیسے کہ وہ ایک رسم زائد تھیں، یا کسی دیوانے کا خواب تھیں، اور حد تو یہ ہے کہ اپنے دشمنوں کو خوش کرنے کے لئے اپنے اخلاق، اعمال و کردار، اسلامی تشخص، لباس اور وضع قطع سب کچھ بدل کر رکھ دیا، مگر پھر بھی افسوس صد افسوس کہ دشمن اس پر بھی راضی نہیں ہے، بلکہ وہ ہمارے ایمان کا بھی سودا چاہتا ہے۔

اطاعت کے ایسے نمونے کہاں ملیں گے

آج کے دور کے لحاظ سے صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا ایک بے مثال تذکرہ مجھے یاد آ رہا ہے کہ جب حرمت شراب کے متعلق سورۂ مائدہ کی آیت ''اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ'' نازل ہوئی، تو رحمۃ اللعالمین ﷺ نے ایک منادی بھیجا، جس نے مدینہ کی گلیوں میں یہ اعلان کیا ''اَلَا اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ'' خبردار شراب حرام کردی گئی، تو منادی کی یہ آواز بجلی کی طرح گونج اٹھی، شراب جو چند منٹ پہلے عرب کی محبوب ترین غذا اور زندگی کا جزو لاینفک تھی، اس آواز کے سنتے ہی جس کے ہاتھ میں جام تھا زمین پر پٹخ دیا، جس کے منہ میں گلاس لگا ہوا تھا، کلی کردی، گھر گھر سے جام

وسبو کے توڑ دینے کی آوازیں آنے لگیں، مدینہ کی گلیوں میں شراب اس طرح بہہ رہی تھی، جیسے بارش کے بعد کا رُکا ہوا پانی بہتا ہے۔

حضرت انس ﷛ کا بیان ہے کہ حضرت ابوطلحہ ﷛ کے مکان میں صحابہ کرام کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی، جن میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت ابودجانہؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ جیسے اکابر شامل تھے، میں اس جماعت کا ساقی بنا ہوا ان کو شراب پلا رہا تھا، یکا یک منادی کی آواز میرے کان میں پڑی، دوسرے حضرات نے بھی سنی، ہم میں سے کسی نے اس کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی کہ باہر جا کر مزید تحقیق کرلیں، بلکہ جام شراب ہاتھوں سے پھینک دیئے، مٹکے پھوڑ دیئے، صراحیاں توڑ کر ساری شراب نالیوں کے راستے بہادی، اور ہم سب وضو اور غسل کر کے مسجد نبوی کی طرف چلے، وہاں جا کر دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ یہ آیت شریفہ ''يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ الخ'' کی بار بار تلاوت فرما رہے ہیں۔

بے مثال جذبۂ اطاعت

ایک صحابی ملک شام سے شراب کی تجارت کیا کرتے تھے، اتفاق سے انہوں نے تمام روپیہ پیسہ اکٹھا کر کے شراب کی خریداری کے لئے ملک شام کا سفر کیا، جب یہ صحابی مدینہ میں داخل ہوئے، تو انہیں معلوم ہوا کہ شراب حرام ہوگئی ہے، انہوں نے تمام شراب ایک پہاڑی پر رکھی اور خود آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے مال کے متعلق کیا حکم ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمان خداوندی کے مطابق حکم دیا،

Scanned by CamScanner

کہ سب مشکیزوں کوتوڑ کر شراب بہادو، لہذا فرمانبردار اور محبِّ رسول صحابی نے بغیر جھجک کے اپنا پورا سرمایہ اپنے ہاتھ سے زمین پر بہادیا، باری تعالیٰ ان حضرات صحابہ جیسی اتباع وپیروی اور اطاعت وفرمانبرداری ہم سبھی کونصیب فرمائے۔

یہ تھی نبی کریم ﷺ کی سچی محبت اور عشق حقیقی کہ جان ومال کی محبت پر نبی کی محبت کوترجیح دی: ''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ'' پرعمل کرکے دکھادیا۔

دوستو! محبت کا مقتضا متابعت ہے، جو حضرات محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، اور محبت کا دم بھرتے ہیں، ان کی محبت کی اصل دلیل متابعت ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ محبت نام ہے اس بات کا کہ تمہاری اپنی تمام تر خواہشات میری خواہشات کے تابع ہوجائیں میرے طریقہ کے مطابق ہوجائیں۔

یہ ہے نبی کی محبت

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر فاروق ﷺ نے دربار رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا، یارسول اللہ! آپ کی محبت میرے دل میں اپنے والد اور بیٹے سے بھی زیادہ ہے، لیکن میں خود اپنی ذات کی محبت آپ کی محبت سے زیادہ پارہاہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: عمر...... ابھی کمی باقی ہے، پھر حضرت عمر ﷺ نے اپنی ذات میں غور کیا، اور کہا کہ اب آپ کی محبت میرے دل میں اپنے سے بھی زیادہ ہے، یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: الآن یا عمر اب ایمان کامل ہوا۔

دوستو! یہ ہے سچی محبت اور حقیقی عقیدت جو صحابہ کرامؓ میں کوٹ کوٹ

کر بھری تھی، ہمیں صحابہ کرامؓ کے ان واقعات سے سبق لینا چاہیئے، اور ان سے اپنے احوال کا مقابلہ کرکے دیکھنا چاہیئے، کہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کتنا گہرا تعلق، اور کتنا سچا عشق ہے کہ جسکی وجہ سے ہم لوگ ہر وقت اس کے منتظر بھی رہتے ہیں، کہ وہ برکات وثمرات جو صحابہ کرامؓ کو حاصل تھے، ہمیں بھی حاصل ہوں، اگر واقعی ہم لوگ اس چیز کے خواہاں اور خواہش مند ہیں، تو ہمیں بھی ویسا ہی ربط وتعلق، عقیدت وانسیت اور محبت وعشق اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ قائم کرنا پڑیگا، جیسا کہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، اسلاف اور ہمارے اکابر حضرات کو حاصل تھا۔

دعا کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم لوگوں کے اندر بھی صحابہ کرام جیسی اتباع پیدا فرمادے اور اپنے نبی ﷺ کی سچی محبت عطا فرمادے (آمین)

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو گر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.

Scanned by CamScanner

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

آقائے مدنی ﷺ سے محبت کی وجوہات

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ............اما بعد.
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (القرآن)

Scanned by CamScanner

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

وجوہات محبت

میرے عزیزو اور دوستو.................

آنحضرت ﷺ کی محبت وعقیدت کے کچھ واقعات آپ حضرات نے گذشتہ جمعہ میں سماعت فرمائے تھے، جن سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جذبۂ اطاعت شعاری اور محبت وجاں نثاری کا اظہار ہوتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آقائے مدنی ﷺ کی محبت سب سے زیادہ کیوں ہونی چاہئے، آپ کی ذات گرامی میں وہ کونسی صفات ہیں، اور وہ کون سے کمالات ہیں جو دنیا ومافیہا سے زیادہ آپ کی محبت کی دعوت دیتے ہیں، پہلے ان اسباب محبت کو دیکھا جائے، اور پھر یہ دیکھا جائے کہ وہ اسباب آپ ﷺ ہی کے اندر کامل ہیں یا دوسروں میں بھی ہیں، اگر آپ کے اندر کامل واکمل ہیں تو قاعدہ کی رو سے آپ کی محبت سب سے زیادہ ہونی چاہئے۔

چنانچہ دنیا والے جو ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو وہ چار اسباب کی بناپر کرتے ہیں، چار ہی چیزوں کو محبت کا معیار اور مدار قرار دیتے ہیں۔

محبت کے چار اسباب

(۱) جمال (۲) کمال (۳) نوال (۴) قرابت

بزرگو اور بھائیو! جمال ایسی چیز ہے کہ جس پر ہر شخص دل وجان سے نچھاور ہوتا ہے، اور کمال کسی چیز میں بھی ہو وہ مطلقاً باعث محبت ہے، اور نوال یعنی احسان یہ صفت بھی محبت کی داعی ہے، مقولہ مشہور ہے: الانسان عبد الاحسان: انسان احسان کا بندہ ہے، انسان تو رہے درکنار اگر جانور پر بھی

احسان کیا جائے تو وہ بھی اپنے محسن سے محبت کرنے لگ جاتا ہے، اور چوتھا سبب قرابت ہے، قرابت جسمانی ہو یا روحانی، اس کی وجہ سے بھی آدمی دور دور سے کھنچ کر چلے آتے ہیں، باپ بیٹے سے، بھائی بھائی سے، اور ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار سے قرابت ہی کی وجہ سے الفت ومحبت کرتا ہے۔

حضرات گرامی! حبّ رسول اور عشق نبی ﷺ کی کچھ باتیں آپ لوگوں نے گذشتہ ہفتہ سماعت کی تھیں، اب طبیعت چاہتی ہے کہ وجوہات محبت کی بھی کچھ جھلکیاں آپ حضرات کی نذر ہو جائیں، میں اس پر قدرے تفصیلی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں، تاکہ نبی ﷺ کے جمال، کمال، نوال بیان کرنے والوں میں بندہ کا بھی نام آجائے، اور دنیا وآخرت کی سرخروئی حاصل ہو جائے، بہرحال محبت کا معیار اور مدار چار چیزوں پر ہے ان میں پہلا سبب جمال ہے۔

محبت کا پہلا سبب جمال

محترم دوستو! آقائے مدنی محمد عربی ﷺ کے جمال پر جان نچھاور کرنے والے ساتھیو...... جمال کہتے ہیں ظاہری خوبصورتی کو، اور ظاہری خوبصورتی یہ ہے کہ انسان خوب رو ہو، اعضاء میں تناسب اور اعتدال ہو، کوئی چیز ایسی نہ ہو کہ اس سے جمال میں نقص معلوم ہوتا ہو۔

چنانچہ نبی ﷺ کا جمال مثالی تھا آپ کے بدن اور جسم مبارک کی ہر چیز میں خوبصورتی چھپی ہوئی تھی، جتنا کوئی غور سے دیکھتا اتنی ہی خوبصورتی اور زیادہ معلوم ہوتی تھی، چمک، دمک میں عجیب اضافہ معلوم ہوتا تھا۔

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ دیوبندی سابق صدر عمومی جمعیۃ علمائے ہند نے ہمارے پیارے آقا ﷺ کا حلیہ مبارک سوال وجواب کی شکل

میں اس طرح لکھا ہے۔

سوال:۔سرکار دوعالم ﷺ کا حلیہ شریف کیا تھا۔

جواب:۔ ہماری روحوں کے بادشاہ کا آپ کے حسن وجمال اور خوبصورتی کا اندازہ اس بات سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو اپنی محبوبیت کے لئے اس ذات نے منتخب کیا تھا جو خالقِ جمال اور محبّ جمال ہے۔

دوستو! یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دوسروں کو خوبصورتی تقسیم کریں اور اپنے محبوب کو اس سے محروم رکھیں، اللہ تعالیٰ نے جس قدر خوبصورتی دنیا والوں کو دی، وہ تن تنہا آپ ﷺ کو عطا فرمائی۔ کسی نے خوب کہا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

محترم ساتھیو! صحابہ اور صحابیات نے میرے آقا سرکار دوجہاں ﷺ کے حسن وجمال کی جو منظر کشی کی ہے اس کو پڑھنے میں، سننے میں، بولنے میں، جو لطف وسرور میسر آتا ہے وہ ناقابلِ بیان ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی نظر میں آپ کا جمال

میرے آقا ومولیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی چہیتی بیوی حضرت عائشہؓ آپ کے حسن وجمال کے بارے میں بیان فرماتی ہیں کہ: اندھیری رات میں اگر سوئی میں دھاگہ ڈالنے کی ضرورت ہوتی تو سوئی کو آپ کے جسد اطہر کے قریب کرتی اور دھاگہ ڈال لیتی، یعنی آپ کے جمال سے تاریکی دور ہوجایا کرتی تھی، اسی طرح فرماتی ہیں: کہ اگر کوئی چیز گم ہوجاتی تھی، اور اندھیرے کے باعث ہاتھ نہ آتی تھی تو پیغمبر اسلام ﷺ کے دست

مبارک کی روشنی میں اسے ڈھونڈ لیا جاتا تھا، رات کے اندھیرے میں آپ گھر کے اندر تشریف لاتے تو گھر روشنی سے منور ہوجاتا تھا۔

حضرت براء بن عازب ﷺ نے آپ کا جمال دیکھا

حضرت براء بن عازب ﷺ فرماتے ہیں کہ چودھویں رات میں کبھی تو میں نبی ﷺ کے چہرے پر نظر ڈالتا ہوں اور کبھی چاند پر، اور وہ قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ جو جمال پیغمبر علیہ السلام کے چہرۂ انور میں نظر آیا وہ چاند میں نہیں تھا، عزیزو...... چاند میں تو چھائیاں بھی ہوتی ہیں مگر محبوب رب العالمین ﷺ کا چہرہ صاف اور شفاف تھا۔

آپ ﷺ کا جمال حضرت ابو ہریرہؓ کی نظر میں

حضرت ابو ہریرہ ﷺ آپ ﷺ کا رنگ مبارک بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ اس قدر حسین اور صاف وشفاف تھے گویا چاندی سے آپ کا بدن مبارک ڈھالا گیا ہو، حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا، گویا کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں سورج چل رہا ہے، اور جب آپ مسکراتے تھے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی، سبحان اللہ کیسا بے مثال آپ کا حسن وجمال تھا۔

نزدیک ودور میں آپ کے جمال کا اثر

حضرت ام معبدؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ دور سے دیکھنے میں سب سے زیادہ جمیل، اور نزدیک سے دیکھنے میں سب سے زیادہ شیرین اور حسین معلوم ہوتے تھے۔

آپ ﷺ کے جمال میں رعب ودبدبہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے جمال کے متعلق فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ کو اول وہلہ میں دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا، اور جو شخص شناسائی کے ساتھ ملتا اس کی محبت میں اضافہ ہو جاتا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ جیسا صاحب جمال اور صاحب کمال نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔

آپ ﷺ کے جمال میں عجیب مہک اور خوشبو

محترم بزرگو اور دوستو! ہم میں بہت سے احباب خوشبو اور مہک کو پسند کرتے ہیں، خوشبودار چیزوں سے محبت کرتے ہیں، چنانچہ گلاب، چمپا، چمیلی، رات کی رانی کے پھولوں پر مرمٹتے ہیں، نوجوانو سنو...... غور سے سنو...... اگر محبت کا مدار اور معیار خوشبودار چیزوں میں منحصر ہے تو پھر میرے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا جسم اطہر بے مثال خوشبوؤں میں بسا ہوا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نظر میں آپ ﷺ کا خوشبودار حسن و جمال

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کوئی عنبر اور کوئی مشک اور کوئی خوشبودار چیز آنحضرت ﷺ کی خوشبو سے متجاوز اور بڑھی ہوئی نہیں دیکھی، حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے آنحضرت ﷺ کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن اس شخص کو مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی، اور اگر کبھی کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے بچوں سے الگ ہی نظر آتا۔

آپ ﷺ کا خوشبودار پسینہ مبارک

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں سوئے ہوئے

تھے، آپ ﷺ کو پسینہ آیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ نے پسینۂ مبارک شیشی میں جمع کر لیا، آپ ﷺ نے جمع کرنے کی وجہ پوچھی، انہوں نے عرض کیا کہ ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملائیں گے، کیونکہ یہ پسینہ ہمارے لئے اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے۔

آپ ﷺ کا بدن خوشبوؤں سے معطر تھا

دوستو اور بزرگو! حضرت اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا بدن مبارک بغیر خوشبو لگائے معطر رہتا تھا، گویا کہ خوشبو آپ کے بدن مبارک میں بسائی گئی تھی۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے نشر الطیب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا، تو میں نے مہر نبوت کو اپنے منہ میں لے لیا، تو اس میں سے مشک کی لپٹ آ رہی تھی (۱)

---

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے تھے، تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول براز کو نگل جاتی، اور اس جگہ سے نہایت پاکیزہ خوشبو آتی، اسی لئے حضرات علماء آپ کے بول براز کے پاک ہونے کے قائل ہوئے ہیں، ابوبکر ابن سابق مالکی اور ابونصر نے اس کو نقل کیا ہے، اور مالک بن سنان یوم احد میں آپ کا خون (زخم کا) چوس کر پی گئے، آپ نے فرمایا: اس کو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگے گی، اور عبداللہ بن زبیر نے آپ کا خون جو پچھنے لگانے نکلا تھا، پی لیا تھا، اور برکتؓ اور آپ کی خادمہ ام ایمنؓ نے آپ کا بول پی لیا تھا، سو ان کو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے، اور آپ (قدرتی) مختون آوِن نال کٹے ہوئے سرمہ لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے، حضرت آمنہ آپ کی والدہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ کو پاک صاف جنا کہ کوئی آلودگی آپ کو لگی ہوئی نہ تھی، اور آپ باوجودیکہ ایسا سوتے تھے کہ خراٹے بھی لینے لگتے تھے، مگر بدون وضو کئے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے، (یعنی سونے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا) روایت کیا اس کو عکرمہ نے اور (وجہ اس کہ یہ تھی کہ) آپ سونے میں حدث سے محفوظ تھے۔ (بحوالہ نشر الطیب ۱۳۵)

Scanned by CamScanner

حسن کے پرستار حیوان ونباتات بھی ہوتے ہیں

نبی کے حسن پر فدا ہونے والوسنو! یہ حسن پرستی صرف انسان ہی میں نہیں بلکہ اس وصف میں حیوانات ونباتات بھی انسان کے سہیم وشریک ہیں ایک پرندہ ہے جس کو چکور کہتے ہیں، یہ چاند پر عاشق ہوتا ہے، ادھر چاند نکلا ادھر اس نے رقص شروع کیا، اور چونکہ چاند تک رسائی ممکن نہیں ہے، اس لئے چاندنی میں لوٹتا رہتا ہے، اسی طرح بلبل پھولوں پر اور پروانے شمع کی ظاہری چمک دمک پر جان دے دیتے ہیں، اور صرف حیوانات ہی میں نہیں بلکہ حسن پرستی کا مادہ درختوں میں بھی پایا جاتا ہے، بعض درخت دنیا میں ایسے بھی ہیں کہ حسین آدمی کو لپٹ جاتے ہیں، حاصل یہ نکلا کہ ظاہری خوبصورتی کا تیر کبھی نشانہ نہیں چوکتا، جس پر وار ہوتا ہے، وہ فوراً بدل جاتا ہے، اور اس کی سوچ وفکر اور اس کی زندگی اس حسن کی غلام ہو جاتی ہے۔

ایک صحابی نے آپ ﷺ کے حسن وجمال پر آنکھیں نچھاور کردی

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ اپنے باغ یا کھیت میں پانی دے رہے تھے، ان کے بیٹے نے آپ ﷺ کے وصال کی اطلاع دی، تو فوراً آنکھیں بند فرمالیں، اور بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ خداوند! میں نے جن آنکھوں سے پیغمبر ﷺ کا جمال دیکھا ہے اب ان آنکھوں کو کسی دوسری چیز کے لئے استعمال نہیں کروں گا، بس اے خدا...... مجھ سے میری بصارت لے لیجئے، چنانچہ ان کی بینائی جاتی رہی، غور کیجئے...... یہ تھے عاشقانِ جمال نبوی ﷺ، آنکھیں کتنی قیمتی نعمت ہیں مگر قربان جایئے ان صحابہ پر جنہوں نے آپ کے جمال پر آنکھیں نچھاور کردیں۔

پیغمبرؐ کا حسن وجمال قرآن کے ہر ہر صفحہ پر بکھرا پڑا ہے

میرے دوستو! ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا...... امی جان نبی ﷺ کی شان بیان کرو، تو امی جان نے فرمایا: کہ تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ لوگوں نے کہا پڑھتے ہیں، فرمایا قرآن کھولو...... قرآن کے ہر ہر صفحہ پر محبوب کبریا کا حسن وجمال بکھرا پڑا ہے۔

میرے عزیزو! اگر محمد عربی ﷺ کا حسن وجمال دیکھنا ہے تو قرآن کا ایک ایک حرف اور ایک ایک ورق پڑھو اور نبی اکرم تاجدار مدینہ محمد عربی ﷺ کا حسن وجمال دیکھ لو۔

آپ ﷺ نے اپنے حسن کی خود تعریف فرمائی

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے اپنی تقریر بخاری میں فرمایا کہ صحابہؓ نے ایک دفعہ آنحضور ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ زیادہ حسین ہیں یا یوسف علیہ السلام زیادہ حسین تھے، آپ نے فرمایا: "اَخِیْ یُوْسُفُ اَصْبَحُ وَاَنَا اَمْلَحُ" یعنی میرے بھائی یوسف مجھ سے زیادہ صبیح (روشن چمکدار) تھے اور میں ان سے زیادہ ملیح ہوں۔

حسنِ ملاحت حسنِ صباحت سے بڑھکر ہوتا ہے، صباحت میں پھیکا پن ہوتا ہے، اور ملاحت میں کشش وجاذبیت ہوتی ہے، محبوبیت کے لئے سب سے زیادہ ملاحت ہی درکار ہوتی ہے، خوبصورت انسان سب کے نزدیک محبوب ہوتا ہے۔

حضرت عائشہؓ آپ کی چہیتی بیوی ہیں، ان کے دو شعر ہیں، جن کا ترجمہ یہ ہے کہ: زلیخا کی سہیلیاں اگر حضور ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھ لیتیں تو

ہاتھوں کے بجائے دلوں کو کاٹ لیتیں، یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھکر مصر کی عورتوں نے ہاتھوں ہی کو کاٹا تھا، نبی ﷺ کو اگر دیکھ لیتیں تو دلوں کو چیر لیتیں۔

آپ ﷺ کے حسن و جمال پر ایک شبہ اور اس کا جواب

اس مقام پر اہل علم کے ذہنوں میں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے، شبہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن تو شہرۂ آفاق تھا وہ جس کوچے اور گلی سے گذرتے تھے، قیامتیں برپا ہو جاتی تھیں، عورتیں جوشِ عشق میں اپنے ہاتھ کاٹ لیتی تھیں، کپڑے نوچ ڈالتی تھیں، لیکن آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں تو اس قسم کی باتیں کہیں سننے میں نہیں آئی، اس کا جواب یہ ہے کہ ہادئ اعظم محمد عربی ﷺ کو چوں کہ ایک زبردست مہم سر کرنی تھی، بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہِ راست پر لانا تھا، اس وجہ سے جناب باری تعالیٰ نے لوگوں کی توجہات کو اس طرف مرکوز ہونے سے باز رکھا، اگر ایسا نہ کیا جاتا تو یقیناً آپ کو اپنے مشن کے کامیاب بنانے میں نہ جانے اور بھی کتنی شدید رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا۔

جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال ہی کی وجہ سے جیل جانا پڑا۔

قابلِ اعتماد علماء کی تحقیق

محترم بزرگو اور دوستو! صاحب تحقیق اور قابلِ اعتماد علماء نے لکھا ہے کہ آنحضور ﷺ حضرت یوسف علیہ السلام سے زیادہ حسن و جمال کے مالک تھے، اور اس کی دلیل یہ بیان کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں کسی نے نہیں لکھا کہ ان کے حسن و جمال کا عکس، مثل آئینہ کے دیوار پر پڑتا ہو، اور سامنے کی چیزیں اس میں نظر آتی ہوں، جب کہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ منقول ہے کہ آپ کے روئے انور کا جمال

اسی درجہ کا تھا، یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس روشن جمال کے بہت سے حصہ کو صحابہ کرامؓ سے بھی مخفی اور پوشیدہ رکھا تھا، اگر ایسا نہ ہوتا اور آپ کے رُخ روشن کا جمال اپنی پوری تابانی کے ساتھ جلوہ ریز رہا کرتا تو نہ کسی کو تابِ نظارہ ہوتی، اور نہ کسی کو روئے انور کے دیدار کی سعادت حاصل ہو سکتی تھی، جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا جو کچھ حسن و جمال تھا سب کی نظروں کے سامنے تھا، اس میں کوئی حصہ بھی پوشیدہ نہیں رکھا گیا۔

آپ ﷺ کے حسن و جمال پر بھی اعتقاد ضروری ہے

شیخ ابن حجر مکیؒ نے شرح شمائل ترمذی میں لکھا ہے کہ کامل ایمان کا ایک جز اس بات کا بھی اعتقاد ہے کہ جتنا حسن و جمال آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس اور ظاہری شکل وصورت کو عطا ہوا، اتنا حسن و جمال کسی بھی انسان کی ذات کو اور ظاہری شکل وصورت کو نہیں دیا گیا۔

بعض علماء نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حسن کو تقسیم کیا، تو آپ ﷺ کو غیر منقسم حسن سے سرفراز فرمایا۔

آنحضرت ﷺ کے ظاہری و باطنی حسن و جمال کی مدح و تعریف میں بس یہی بات اصول کا درجہ رکھتی ہے، کہ مرتبہ الوہیت کے علاوہ فضل و کمال کے اور جتنے بھی مرتبے اور درجات ہو سکتے ہیں، وہ سب آنحضرت ﷺ کے لئے ثابت ہیں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

يَاصَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرْ
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَايُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بَعْدَ اَزْ خُدَا بُزُرْگ تُوئِی قِصَّهْ مُخْتَصَرْ

محبت کا دوسرا سبب کمال

نوجوان ساتھیو! اور حسن وجمال کے شیدائیو...... اگر محبت کا معیار اور مدار حسن وجمال پر ہے تو پھر حضور ﷺ سے محبت کرنی چاہیئے ، کیونکہ آنحضور ﷺ جیسا حسین وجمیل اور خوبصورت شخص آج تک اس روئے زمین پر پیدا نہیں ہوا اور نہ ہوگا، ...... اب محبت کا دوسرا سبب بیان کرتا ہوں۔

محبت کا دوسرا سبب ہے کمال...... جس کو جمال باطنی بھی کہتے ہیں، شریعت کی نظر میں صاحب کمال آدمی وہ ہے کہ جس کے اعتقادات، عبادات ، معاملات، اخلاقیات اعلیٰ درجہ کے ہوں، اعتقادات یعنی عقائد میں پختگی ہو ، عبادات میں خشوع اور خضوع ہو، معاملات میں صفائی وستھرائی ہو، اخلاقیات میں خوش خلقی، نرم گفتاری، شفقت ومروت ہو، ایسا انسان فضل وکمال والا کہلائیگا، کیونکہ جب کسی شخص میں اعلیٰ درجہ کے اخلاق جمع ہوتے ہیں تو وہ اپنے اخلاق سے دوسروں کو مسخر کر لیتا ہے، بڑے بڑے سرکش لوگ اس کی خوش اخلاقی سے پانی پانی ہوجاتے ہیں ، بزرگانِ دین اور حضرات صحابہؓ کی علمی، عملی، اخلاقی، سادگی، تواضع اور منکسر المزاجی پر ہی تو لوگ جان قربان کرتے تھے۔

ہمارے پیغمبر ﷺ کو اللہ نے حسن ظاہری کے ساتھ ساتھ حسن باطنی بھی کامل طور پر عطا کیا تھا، چنانچہ جس شخص میں کمال ہوتا ہے وہ سب کے نزدیک محبوب ہوتا ہے، اس طرح کی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ صورت وشکل کی خامی کے باوجود صرف کمال کی وجہ سے انہیں محبوب سمجھا گیا، بلکہ بسا اوقات انہیں سلاطین پر بھی ترجیح دی گئی۔

آپ ﷺ کی ذات اقدس میں تمام انسانی کمالات بدرجۂ اتم موجود

تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَنَـا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ ''یعنی میں اولاد آدم کا سردار ہوں، اور اس میں کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔

آپ ﷺ کی شانِ سیادت سب سے زیادہ نمایاں ہے، اسی لئے انبیائے کرام علیہم السلام سے عہد لیا گیا تھا کہ جب آنحضرت ﷺ مبعوث ہوں تو ان کا اتباع کرنا، باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ'' (آل عمران)

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم دوں، پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تصدیق کرنے والا ہو اس کی جو تمہارے ساتھ ہے، تو تم اس رسول پر ایمان بھی لاؤ اور اس کی مدد بھی کرو، تو اس وقت سب نے اقرار کرلیا تھا۔

یہ کمال ہی کا اثر تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سارے انبیاء پر آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو رفعت وبلندی بخشی۔

اصل کمال کمالِ علمی ہے

دوستو اور بزرگو! یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو لاتعداد کمالات عطا فرمائے گئے تھے، مگر سب کمالات میں اصل کمال کمال علمی ہے، کمال علمی ہی کا نتیجہ ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اُوْتِيْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ''یعنی جتنے علوم مجھ سے پہلے لوگوں اور بعد والے لوگوں کو دیئے گئے وہ سب میرے پاس موجود ہیں اور جو میرے مخصوص علوم ہیں وہ کسی کے پاس نہیں، اسی کمال علمی کے باعث حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت دی گئی۔

Scanned by CamScanner

میرے عزیز و اور با کمال دوستو! حکماء نے لکھا کہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سات نبیوں کو بسبب علم کے فضیلت دی گئی۔

☆(۱) حضرت آدم علیہ السلام کو علم لغت کی وجہ سے فضیلت دی گئی، باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَاءِ هٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (سورہ بقرہ)"

☆(۲) حضرت خضر علیہ السلام کو علم فراست کی وجہ سے، ارشاد ربانی ہے: "وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (سورہ کہف)"

☆(۳) حضرت یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر کی وجہ سے، ارشاد خداوندی ہے: "وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ (سورہ یوسف)"

☆(۴) حضرت داؤد علیہ السلام کو علم صنعت کی وجہ سے، قرآن میں ہے: "وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ (سورہ انبیاء)"

☆(۵) حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانوروں کی زبانیں جاننے کی وجہ سے فضیلت دی، ارشاد باری ہے: "وَعَلَّمْنَاهُ مَنْطِقَ الطَّيْرِ (سورہ نمل)"

☆(۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تورات وانجیل کے حافظ ہونے کی وجہ سے، قرآن کہتا ہے: "وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ"

☆(۷) ہمارے پیارے آقا سرکار مدینہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو علم اسرار عطا فرمایا گیا، ارشاد ہے: "وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ"

عزیز و اور دوستو! اگر یہی بات ہے کہ محبت کا معیار کمال پر ہے تو پھر ہمارے نبی ﷺ کے پاس ہر طرح کے کمالات موجود تھے۔

رُکانہ پہلوان کا واقعہ

چنانچہ رُکانہ پہلوان اتنا قوی اور مضبوط تھا کہ تن تنہا ایک ہزار سے مقابلہ کر لیتا تھا، اس کے بدن کے وزن کی یہ کیفیت تھی کہ اونٹ ذبح کر کے اس کی کھال بچھا دی جاتی تو رکانہ اس پر بیٹھتا، اور نوجوانانِ عرب اس کی کھال کو کھینچتے، تو وہ کھال ٹوٹ جاتی، پھٹ جاتی، مگر وہ حصہ جنبش نہ کھاتا تھا جس پر رکانہ بیٹھے ہوتے تھے۔

حضور ﷺ نے رکانہ کے سامنے اسلام پیش کیا، اور فرمایا: اے رکانہ! آخرت آنے والی ہے، کیوں اپنی عمر ضائع کر رہے ہو، اسلام قبول کر لو، اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ، رکانہ نے کہا کہ اے محمد! میں تو نہ کوئی عالم ہوں، نہ فقیہ، نہ سمجھدار، میں تو ایک پہلوان ہوں، مجھ سے کشتی لڑ لو، اگر آپ نے مجھے پچھاڑ دیا، تو میں اسلام قبول کر لوں گا، آپ نے فرمایا "بسم اللہ"۔

وہ لنگوٹ کس کر آ گیا اور حضور ﷺ بھی آستین چڑھا کر میدانِ کشتی میں اتر گئے، جبکہ رکانہ سے لڑنے کے لئے مہینوں تیاریاں کرنی پڑتی تھیں، مگر آقائے نامدار ﷺ بغیر کسی تیاری کے میدان میں اتر گئے، اور ایک دو داؤ پیچ کے بعد حضور ﷺ نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا، اور ایک ہاتھ سے اس طرح اٹھایا جیسے کسی چڑیا کو اٹھا لیا ہو، اور آہستہ سے زمین پر رکھ کر اس کی چھاتی پر بیٹھ گئے، اور فرمایا رکانہ! اب کہو..... مگر رکانہ کو یقین نہیں آیا کہ میں پچھڑ گیا ہوں، کیوں کہ کسی نے آج تک اسے پچھاڑا ہی نہیں تھا، اس نے کہا کہ ایک دفعہ اور کشتی لڑ لو، حضور ﷺ نے پھر دوبارہ بسم اللہ کہا اور ایک دو داؤ پیچ کے بعد کمر میں ہاتھ ڈال کر ایسا نچایا کہ چاروں خانہ چت نظر آیا، آپ ﷺ نے کہا اب بتاؤ یہی شرط تو ٹھہری تھی؟ کہ اگر تم پچھڑ گئے تو اسلام قبول کر لو گے، اس

Scanned by CamScanner

نے کہا محمد! یہ آپ کے بدن کی طاقت تو ہے نہیں، کہ میرے طاقتور جسم کو چڑیا کی طرح اٹھا کر نچادیا، ایسا لگتا ہے کہ آپ کے اندر کوئی چیز ضرور ہے، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس اندر والی چیز ہی کی تو دعوت دے رہا ہوں، بدن کی دعوت نہیں دے رہا ہوں، اتنا سننا تھا کہ رکانہ نے اسلام قبول کرلیا، اور اسلام کے اندر پختہ ہوگئے، پھر اسلام کے بڑے بڑے کام انجام دیئے۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آنحضرت ﷺ کی ذات ستودہ صفات میں ہر طرح کے کمالات بدرجۂ اتم موجود تھے، ابھی ابھی آپ نے شجاعت و بہادری کا کمال دیکھا، اور اخلاق وعادات اتنے اعلیٰ کہ اپنے تو اپنے تھے ہی، غیر بھی اپنے بن گئے، گویا کہ آپ نے اپنے اخلاقی تفوق کی وجہ سے دنیا پر حکومت کی، اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوگئے، اگر محبت کا معیار اور مدار اخلاق وعادات پر ہے تو پھر نبی ﷺ سے بڑھکر کوئی اخلاق وعادات والا اس دنیا میں پیدا نہیں ہوا، اور نہ ہوگا، میں آپ حضرات کے سامنے چند ایسی مثالیں پیش کرتا ہوں کہ جس سے آپ لوگوں کو اندازہ ہوگا کہ آپ ﷺ سے بڑھکر کسی کے اخلاق نہیں تھے۔

آپ ﷺ کے اخلاق امت کے لئے بے مثال نمونہ

آپ ﷺ کے اخلاق عظیمہ کا ایک واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک یہودی عالم تھا، اس سے کچھ دینار آپ ﷺ نے قرض کے طور پر لے رکھے تھے، ایک دن وہ یہودی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اپنے قرض کا مطالبہ کیا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ بھائی! تمہیں دینے کے لئے اس وقت میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے، جس سے میں تمہارا قرض چکادوں، تو یہودی نے کہا محمد! میں اس وقت تک تمہارے پاس سے

نہیں ہٹونگا، جب تک کہ تم میرا قرض ادا نہیں کروگے۔

رسول کریم ﷺ نے جواب دیا اچھا بھائی اگر یہی بات ہے تو میں بھی تمہارے پاس بیٹھ جاتا ہوں، جب تک تم نہیں کہوگے، تمہارے سامنے سے نہیں ہٹوں گا، اور یہ فرما کر اس کے پاس بیٹھ گئے، غور کرنے کا مقام ہے کہ آپ ﷺ نے اسی جگہ یہودی کے پاس ظہر، عصر، مغرب، عشاء، اور پھر اگلے دن کی فجر کی نمازیں اسی مقام پر ادا کیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ صورت دیکھ کر سخت طیش میں آرہے تھے، اور بار بار اس یہودی کو ڈرا، دھمکا رہے تھے، اور کہہ رہے تھے، کہ اگر تو اپنی گستاخی سے باز نہ آیا، اور آنحضرت ﷺ کو اسی طرح پابند بنائے رکھا تو ہم تجھے مجبوراً یہاں سے اٹھا کر پھینک دیں گے، یا قتل کر ڈالیں گے۔

لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس یہودی کو ڈرا دھمکا رہے ہیں، تو آپ ﷺ نے ان کو سختی سے منع فرمایا، اور ناگواری کا اظہار فرمایا، صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ حضور ﷺ کو ہمارا یہ عمل پسند نہیں آیا، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم انتہائی ادب اور معذرت کے انداز میں عرض کرتے ہیں، کہ یارسول اللہ! آپ کا خدا کے بعد دونوں جہاں میں بڑا مقام ہے، آپ تمام پیغمبروں کے سردار ہیں، یہ ایک یہودی ہوکر آپ کو اس قدر پابند بنائے ہوئے ہے، اور یہاں بیٹھے رہنے پر مجبور کر رہا ہے، یارسول اللہ! ہم اس کی بے ادبی کیسے برداشت کریں؟۔

امت کے لئے ایک سبق

میرے عزیزو! آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں، آپ کا یہ جملہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے، اور امت کے لئے ایک سبق اور نمونہ ہے، فرمایا: کیا

Scanned by CamScanner

تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ نے مجھے ہر کسی کے ساتھ ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے، خواہ وہ معاہد ہو یا غیر معاہد، مسلم ہو یا غیر مسلم، جب اس یہودی نے آپ ﷺ کے حسن اخلاق کا یہ معاملہ دیکھا تو اس کا دل پسیج گیا، اور اس کے دل میں اسلام نے گھر کرلیا، وہ بے ساختہ بول اٹھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، پھر اس یہودی نے کہا یا رسول اللہ! میں قبول اسلام کی توفیق ملنے کے شکرانہ میں اپنے مال وزر کا آدھا حصہ اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔

آپ ﷺ کے اوصاف جلیلہ

پھر اس یہودی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول اور اے جماعت صحابہ میں نے جو سخت رویہ اختیار کیا تھا وجہ یہ تھی کہ میں صرف آپ کے ان اوصاف کو آزمانا چاہتا تھا جن کا ذکر تورات میں ہے، کہ آپ ﷺ کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، پیدائش مکہ میں ہوگی، مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کریں گے، ان کی مملکت کی سرحدیں ملک شام تک پھیلی ہوں گی، وہ نہ بدزبان ہوں گے، نہ سنگ دل، نہ بازاروں میں شور مچائیں گے، نہ فحش اور نہ بیہودہ باتیں بکنے والے ہوں گے، آج یہ سب باتیں میں نے آپ کے اندر پالیں، دوبارہ پھر اس نے کلمہ شہادت پڑھا، اور کہا کہ میرا سارا مال حاضر ہے، آپ جہاں چاہیں اس کو خرچ کریں، (مشکوۃ شریف)

میرے ساتھیو! یہ سب آنحضور ﷺ کے اخلاق کی برکت اور کرشمہ سازی تھی۔

ام جمیل کا قبول اسلام

میرے پیارے بھائیو اور ساتھیو! آپ ﷺ کے اخلاق وعادات کا

ایک اور عجیب قصہ سناتا ہوں جو انتہائی سبق آموز ہے، ام جمیل نبی ﷺ کے اوپر کوڑا کرکٹ ڈالتی تھی، وہ اچانک بیمار ہوگئی، اس کا حال پوچھنے والا اس کی ایک بیٹی کے علاوہ کوئی نہ تھا...... ایک مرتبہ بیٹی اپنی ماں کے پاس بیٹھی کچھ باتیں کررہی تھی، مگر ماں نقاہت، ضعف اور پیرانہ سالی کی وجہ سے جواب بھی نہیں دے پاتی تھی، اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی، ماں نے کہا بیٹی! جاؤ دیکھو کون ہے؟ بیٹی دروازے پر آئی، دروازہ کھول کر باہر دیکھا، تو باہر حضور نبی کریم ﷺ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ آپ کے ہمراہ کھڑے ہیں، وہ دیکھ کر بڑی حیران ہوئی، اور بھاگ کر ماں کے پاس گئی، اور کہا کہ جن کے اوپر تو کوڑا کرکٹ پھینکتی تھی آج وہ بدلہ لینے کے لئے اپنے دوستوں کو لے کر آگئے ہیں، ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، وہ تو ہمارا گلا گھونٹ کر جان سے ماردیں گے، چنانچہ وہ بڑھیا کہنے لگی، اب ہم کیا کرسکتے ہیں ان سے پوچھو! وہ ہمیں کیا کہنے آئے ہیں؟ ہم ان سے رحم کی درخواست کریں گے اور معافی طلب کریں گے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ اندر تشریف لائے، تو وہ پوچھتی ہے اے محمد ﷺ! آج آپ نے یہاں کیسے قدم رنجہ فرمایا؟ آپ فرماتے ہیں کہ کئی دنوں سے تو نے میرے اوپر کوڑا کرکٹ نہیں ڈالا تھا، میں نے لوگوں سے اس کی وجہ پوچھی، معلوم ہوا کہ تو بیمار پڑی ہے، لہذا میں تیری بیمار پرسی کے لئے تیرے پاس آیا ہوں۔

عزیزو اب بتائیے! کہ آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کی وجہ سے اس عورت کے دل میں کیا ہی محبت پیدا ہوئی ہوگی، چنانچہ وہ کوڑا کرکٹ ڈالنے والی عورت عین اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔

Scanned by CamScanner

آنحضرت ﷺ کا ہر خاص وعام سے تعلق

سامعین کرام! ہمارے پیارے نبی ﷺ کے اندر ایک خاص صفت یہ تھی کہ اگر عام آدمی آپ سے ملتا تو وہ سمجھتا کہ نبی کا تعلق مجھ سے سب سے زیادہ ہے، اور اگر کوئی خاص آدمی ملتا تو بس وہ تو یہی سمجھتا کہ نبی ﷺ مجھ ہی سے تعلق رکھتے ہیں، گویا ہر خاص وعام کے ساتھ آپ ﷺ کا تعلق یکساں تھا۔

حضرت زید بن ثابت ؓ کہتے ہیں کہ اگر ہم دنیا کا ذکر کرتے تو نبی ﷺ بھی ہمارے ساتھ دنیا کا ذکر کرتے، اور اگر ہم آخرت کا ذکر کرتے تو نبی ﷺ بھی آخرت کا ذکر کرتے، جب ہم کھانے پینے کا ذکر کرتے تو نبی ﷺ بھی ہمارے ساتھ کھانے پینے کا ذکر کرتے، گویا کہ آنحضرت ﷺ اور عوام کے درمیان بڑا گہرا اسماجی رابطہ تھا۔

نبی ﷺ کے دس سالہ خادم

حضرت انس ؓ آپ ﷺ کے خادم خاص ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی مسلسل دس سال تک خدمت کی، اس دوران کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھ سے کوئی نقصان ہو گیا ہو، کوئی چیز ضائع ہو گئی ہو، اور آپ ﷺ نے مجھ کو ملامت کی ہو، آپ نے کبھی بھی مجھ کو ملامت نہیں کی، اس کے علاوہ اہل بیت میں سے اگر کوئی مجھ کو کسی چیز کے نقصان پر ملامت بھی کرتا تو آپ ﷺ اس کو منع فرمادیتے کہ یہ سب قضاء وقدر الٰہی کے تحت ہوتا ہے۔

دوستو! اب آپ کی سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ آقائے نامدار ﷺ عجیب وغریب کمالات کے مالک تھے، آپ کے کمالات تو بہت بلند وبالا ہیں، چنانچہ اگر آپ کے کمالات کو دنیا کے تمام کمالات کے ساتھ وزن کیا جائے تو دنیا کے تمام کمالات اس قدر ہیچ نظر آئیں گے کہ بیان کرنے کے لئے بھی

کوئی نسبت نہیں ملے گی، دوستو! مشکوۃ شریف میں ایک روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اعمال کا وزن ہوگا تو سب سے وزنی اور بھاری چیز اخلاق ہوں گے، معلوم ہوا کہ اگر محبت کا معیار اور مدار اخلاق پر ہے تو آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا معیار بہت اونچا اور بلند تھا، قرآن نے کہا: ''اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ''۔

تیسرا سبب نوال (احسان)

میرے محترم اور مؤقر دوستو! محبت کا تیسرا سبب احسان ہے، جب انسان ایک دوسرے پر احسان کرتا ہے تو آپس میں محبت پیدا ہو جاتی ہے، اور یاد رکھو! اس کائنات میں حضرتِ انسان کے سب سے بڑے محسن اور مربی حق جل مجدہ وعم نوالہ ہیں، جس نے طرح طرح اور انواع واقسام کی نعمتوں سے بندوں کو نواز رکھا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ''وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَاتُحْصُوْهَا'' اللہ تبارک وتعالیٰ کا سب سے بڑا انعام واحسان یہ ہے کہ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا، اور نبی کریم ﷺ کی امت میں پیدا کیا۔

چنانچہ جب انسان اللہ کے انعامات اور اس کے احسانات اور اس کی مہربانیوں کو دیکھتا ہے، اس کے لطف وکرم اور عنایات کریمانہ کی بارشیں ملاحظہ کرتا ہے، تو اللہ سے محبت کرنے لگ جاتا ہے، معلوم ہوا کہ محبت کا ایک اچھا محرک احسان ہے، اب اس صفت احسان کو جب ہم بندوں میں دیکھتے ہیں تو ہمیں اپنے سب سے بڑے محسن اور سب سے بڑے کرم فرما محسنِ انسانیت جناب محمد رسول اللہ ﷺ نظر آتے ہیں، احادیث وتفسیر، سیر وتاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس دنیا میں آپ ﷺ جیسا محسن پیدا نہیں ہوا اور نہ ہوگا، گویا کہ صفت احسان آپ ﷺ کے اندر علیٰ وجہ الاتم موجود تھی۔

آپ ﷺ کے احسانات کی چند جھلکیاں

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اٹھارہ ہزار مخلوقات پیدا کیں، تمام مخلوقات پر آپ ﷺ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ سب کا وجود آپ ﷺ ہی کے وجود کا فیض اور پرتو ہے، ہمیں جو کچھ ملا ہے وہ آپ ﷺ کے ہی وسیلہ سے ملا ہے۔

☆ دونوں عالم کی ساری نعمتیں پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کی وجہ سے وجود میں آئی ہیں۔

☆ حدیث پاک میں ہے کہ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو نہ آسمانوں کو پیدا کیا جاتا اور نہ یہ زمینیں ہوتیں، نہ چاند، سورج اور ستارے ہوتے، یہ تمام انعامات آپ ﷺ ہی کی برکت سے ملے۔

آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین کا لقب ملا

دوستو! دیگر انبیائے کرام عالم کے چراغ تھے، جو خاص جماعتوں کو ہدایت فرماتے، مگر رسول مقبول ﷺ تمام عالموں کے لئے نور اور ہدایت بنکر آئے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی صفت رب العالمین بیان فرمائی، اور محب اپنے محبوب کو کمتر نہیں دیکھنا چاہتا، اس لئے اس نے محبوب کی شان کو رحمۃ للعالمین کے ساتھ متعارف کرایا، اور رحمۃ للعالمین کے لقب سے نوازا۔

لقب من جانب اللہ ملتے ہیں

دوستو! جب اللہ تعالیٰ کسی کو مشہور اور متعارف کرانا چاہتے ہیں تو آسمانوں میں فرشتوں کے مابین تعارف کراتے ہیں، پھر فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ زمین والوں کے پاس جا کر تعارف کراؤ چنانچہ فرشتے زمین میں اس کا تعارف کرا دیتے ہیں۔

حضرت تھانویؒ کا لقب

چنانچہ حضرت تھانویؒ سے لوگوں نے معلوم کیا آپ کو مجدد ملت اور حکیم الامت کا لقب کہاں سے ملا، حضرت نے فرمایا مجھے علم نہیں، البتہ ایک دفعہ دہلی کے کسی مکتبہ والے نے خط پر پتہ لکھا "حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب" بس لوگ حکیم الامت کہنے لگے، اور چوں کہ آنحضرت ﷺ بھی تمام لوگوں پر حتی کہ جانوروں، چرند و پرند پر بھی بہت مشفق اور رحم دل تھے اس لئے آپ کو رحمۃ اللعالمین کہا جانے لگا۔

دوسرا لقب حبیب اللہ

گرامی قدر قابل احترام بزرگو اور دوستو! روایات میں آتا ہے کہ ایک دن رسول کریم ﷺ کے کچھ صحابی مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے، ایک صحابی تو یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کا لقب دیا، اور دوسرے نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کا لقب ملا ہے، ایک اور صحابی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہا گیا، اور حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ فرمایا گیا ہے، الغرض نبیوں کے خصوصی اوصاف کا تعجب کے ساتھ ذکر کر رہے تھے، اور یہ سوچ بچار کر رہے تھے کہ ہمارے نبی کو کوئی لقب ہی نہیں ملا، حالانکہ آپ تو سید الانبیاء ہیں، اسی دوران آپ ﷺ حجرۂ مبارکہ سے نکلے، اور فرمایا "انا حبیب اللہ" (میں اللہ کا دوست ہوں)

پیغمبر ﷺ کا احسان کس کس کے لئے

بہرحال بات چل رہی تھی آپ ﷺ کے اوصاف کی اس لئے آج

Scanned by CamScanner

میں آپ حضرات کو بتلاوں گا کہ سرکار دو عالم ﷺ کا احسان کس کس کے لئے ہے، ویسے تو حضور ﷺ کا احسان کائنات کی ہر ایک چیز کے لیے ہے، لیکن ان میں سے چند جھلکیاں آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں؛۔

☆ محترم دوستو! ہمارے نبی ﷺ کا مبعوث ہونا کائنات کی ہر چیز کے لئے احسان ہے۔

☆ تاجروں، کسانوں اور مزدوروں کے لئے احسان ہے، آپ ﷺ نے مزدوروں کے لئے فرمایا: ''اَعْطُوْا الْاَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّجِفَّ عَرَقُہٗ'' مزدوروں کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو۔

☆ ہمارے نبی ﷺ کا آنا قیدیوں کے لئے احسان ہے۔

☆ بیوی، بچوں، جوان بوڑھوں عورتوں مردوں سب کے لئے احسان ہے، غرضیکہ کائنات کی ہر چیز پر آپ ﷺ کے احسانات ہیں۔

محترم دوستو! قرآن پاک کھولو، قرآن میں محمد رسول اللہ ﷺ کا تعارف ایسے انداز میں ہوا ہے کہ کسی اور نبی کا تعارف کسی کتاب میں نہیں کرایا گیا، حضور ﷺ سے پہلے کتنی کتابیں آئی ہیں، ان کتابوں کو بھی دیکھو اور قرآن کو بھی دیکھو تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضور ﷺ کا تشریف لانا بہت بڑا احسان ہے۔

آپ تورات کھولیں تورات کس طرح اتری ہے؟ جب تورات اترنے لگی تو موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ موسیٰ طور پہاڑ پر جاؤ، وہاں جا کر ۴۰ دن کا چلہ کرو، انہوں نے ۴۰ دن کا چلہ کیا، پھر کتاب ملی، انجیل اترنے کا وقت آیا تو عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو فرمایا کہ اپنے معبد

خانے میں پابند ہو کر بیٹھو وہاں کتاب ملے گی۔

زبور اترنے کا وقت آیا تو حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ نے فرمایا کہ داؤد جاؤ اپنے معبد میں بیٹھو، باہر نہیں نکلنا باہر نکلو گے تو کتاب نہیں ملے گی۔ بہر حال......

☆ داؤد کو کتاب لینے کے لئے بھیجا گیا۔

☆ موسیٰ کو کتاب لینے کے لئے بھیجا گیا۔

☆ عیسیٰ کو کتاب لینے کے لئے بھیجا گیا۔

لیکن جب ہمارے نبی ﷺ کی باری آئی تو آپ ﷺ کو کتاب لینے کے لئے نہیں بھیجا، بلکہ۔

☆ آپ ﷺ مکہ میں ہیں.........تو قرآن مجید وہیں نازل کیا گیا۔

☆ آپ غار ثور اور غار حرا میں ہیں تو وہیں قرآن کریم نازل ہو گیا۔

☆ آپ ﷺ مدینہ میں ہیں، یا مدینہ کے بازار اور احد پہاڑ پر ہیں ....تو قرآن پاک بھی وہیں نازل فرمادیا۔

☆ آپ ﷺ بدر وحنین، تبوک وخیبر جیسی لڑائیوں میں ہیں ....تو وہیں پر قرآن پاک اتر گیا۔

☆ حتیٰ کہ ہمارے نبی ﷺ عائشہؓ کے بستر پر ہیں.........تو قرآن کریم بھی عائشہؓ کے بستر پر نازل ہو رہا ہے۔

خلاصہ یہ کہ نبی ﷺ کا آنا کائنات اور ساری انسانیت کے لئے احسان ہے۔

امت مسلمہ پر ایک عظیم ترین احسان

عزیز ساتھیو! بات بڑھتی چلی جارہی ہے، مضمون کو سکوڑنے کی فکر

میں ہوں، مگر آقا و مولیٰ ﷺ کی محبت کا مضمون ایسا ہے کہ جتنا سکوڑو گے اتنا ہی بڑھتا چلا جائے گا، یہ بھی آپ ﷺ کا ایک معجزہ ہے، آپ کا تو جمال، کمال، نوال، قرابت سب ہی معجزات کے قبیل سے ہیں، اس لئے کہ معجزہ کہتے ہیں جس کی کوئی مثال پیش نہ کر سکے، ظاہر ہے کہ آپ جیسا جمال، کمال، نوال ،دنیا بھر کے انسانوں میں نظر نہیں آتا۔

حضرت محمد ﷺ کی محبت کا دم بھرنے والے مسلمانو! غور سے سنو...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا احسان کیا کہ ان ہی کی جنس سے ایک عظیم الشان رسول بھیجا، جو انہیں اللہ کی آیتیں پڑھکر سناتا ہے، اور ان کو کفر وشرک کی نجاست اور نفسانی آلائشوں سے پاک اور صاف کرتا ہے، دلوں کو مانجھ کر صیقل بناتا ہے، اور ان کو کتاب الٰہی کی تعلیم دیتا ہے، یعنی قرآن کریم کے غوامض اور مشکلات کو حل کرتا ہے، اور ان کو حکمت و دانائی کی باتوں کی تعلیم دیتا ہے، یہ لوگ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے صریح گمراہی میں تھے، اسی کے متعلق قرآن کہتا ہے: "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ (پ ٤)"۔

آپ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل یہ گمراہ تھے، اور جب آپ تشریف لائے تو یہ عرب کے بدو، جاہل، لٹھ مار آپ کی تعلیم و تربیت کی برکت سے حکیم اور دانا بن گئے، سارے عالم کے معلم بن گئے، جن کی حکمت و دانائی نے حکمائے یونان اور فلاسفۂ عالم کو نیچا کر دکھایا، گندوں کو نفسانی آلائشوں سے پاک اور صاف کر دیا، لوگوں کو جہنم میں جانے سے بچالیا، ارشاد ربانی

ہے: کہ "وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا (پ ٤)" کسی نے کیا خوب کہا۔

درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

چوتھا سبب قرابت

دوستو! جس طرح جمال، کمال، نوال کی بنا پر محبت کی جاتی ہے اسی طرح قرابت یعنی قرب و نزدیکی اور رشتہ داری کی وجہ سے بھی محبت کی جاتی ہے، کبھی رشتۂ نسبی کی وجہ سے اور کبھی رشتۂ ازدواجیت کے باعث اور کبھی رشتۂ استاذ و شاگردی کی بنا پر، اور کبھی رشتۂ پیری مریدی کی بنا پر، گویا کہ آدمی کسی نہ کسی قرب کی وجہ سے محبت کرتا ہے، نسبت قربت ہی کی بنا پر لوگ دور دور سے کھنچ کر چلے آتے ہیں۔

دوستو! اگر قرب اور نزدیکی کو محبت کا معیار اور مدار قرار دیا جائے، تو آپ ﷺ سب کے قریب تھے، قرب دو طرح کا ہوتا ہے، ایک تو روحانی، دوسرا جسمانی، جیسے باپ بیٹے کا، بھائی بہن کا، میاں بیوی کا، اسی طرح دیگر اقرباء و رشتہ داروں کا تعلق ایک دوسرے کے لئے جسمانی ہے، اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہمارا تعلق روحانی ہے۔

اگر ہم باپ بیٹے کے تعلق میں غور کریں تو اس کا حاصل یہی نکلے گا کہ بیٹے کا جسمانی وجود باپ کے جسم سے نکلا ہے، اور باپ کی تربیت اور شفقت طبعی اس کے ساتھ اوروں سے بڑھ کر ہے، لیکن نبی اور امتی کا تعلق

Scanned by CamScanner

کیا اس سے کم ہے؟ ہرگز نہیں...... ہرگز نہیں...... یقیناً امتی کا ایمان اور روحانی وجود نبی کی روحانیت کبریٰ کا ہی ایک عظیم پرتو اور سایہ ہے، اور جو شفقت وقربت نبی ﷺ کی طرف سے ظہور پذیر ہوتی ہے، ماں باپ تو کیا تمام مخلوق میں اس کا نمونہ نہیں مل سکتا۔

دوستو! باپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو دنیا کی عارضی حیات عطا فرمائی ہے، لیکن نبی ﷺ کے طفیل ابدی اور دائمی حیات ملتی ہے، گویا کہ نبی ﷺ کا ہمارے ساتھ ایسا تعلق ہے کہ جو دنیا ہی میں نہیں بلکہ قیامت اور مابعد قیامت جنت میں بھی رہے گا، آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا: کہ میں تمہارے لئے بمنزلہ باپ کے ہوں، ابوداؤد شریف کی ایک روایت ہے "اِنَّمَا اَنَا بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ بِوَلَدِهٖ"

گرامی قدر حضرات اگر مؤمن آدمی مؤمن ہونے کی حیثیت سے اپنی حقیقت سمجھنے کے لئے غور وفکر شروع کرے، تو اپنی ایمانی ہستی سے پیشتر پیغمبر علیہ السلام کی معرفت حاصل کرنی پڑیگی، پھر پتہ چلے گا کہ نبی ﷺ کا تعلق ہمارے ساتھ کتنا گہرا ہے۔

چنانچہ قرآن میں ہے: "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ" نبی ﷺ کا تعلق مؤمنین کے ساتھ ان کے نفسوں سے بھی زیادہ ہے اور آنحضرت ﷺ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

دوستو! جب ازواج مطہرات ہماری روحانی مائیں ہیں، اور آپ ﷺ ہمارے روحانی باپ ہیں، اور روحانی باپ کو جسمانی باپ پر ترجیح دی جاتی ہے، کیونکہ کمالات اور خوبیوں کے پیدا کرنے میں روحانی باپ ہی کو دخل ہے، اس لئے آنحضور ﷺ ہمارے لئے سب سے زیادہ قریب ہوئے۔

اس آیت کریمہ نے ہم کو یہ بتلایا کہ نبی ﷺ مومنین کے ساتھ ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں، کیونکہ انسان کا نفس انسان کو نفع بھی پہونچاتا ہے اور نقصان بھی، بخلاف نبی ﷺ کے کہ آپ کی تعلیمات میں نفع ہی نفع ہے، نقصان اور دھوکہ کا شائبہ تک نہیں، چنانچہ صحیح بخاری میں ایک روایت ہے: "مَامِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰی النَّاسِ بِهٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ. اِقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ. اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" فرمایا نبی ﷺ نے کوئی مسلمان ایسا نہیں، جس کے لیے میں دنیا وآخرت میں سارے انسانوں سے زیادہ اولی اور اقرب نہ ہوں، اگر تمہارا دل چاہے تو اس کی تصدیق کے لئے قرآن کی یہ آیت پڑھ لو! "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ"۔

میرے پیارے نوجوانو بزرگو اور دستو! قرآن واحادیث کی روشنی میں یہ بات واضح اور اظہر من الشمس ہوگئی کہ نبی ﷺ کو لوگوں سے بہت زیادہ محبت تھی، چنانچہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اگر کوئی مسلمان مال چھوڑ کر مرجائے، تو اس کو اس کے رشتہ دار لے لیں، اور اگر کوئی قرض چھوڑ کر مرے تو قرض خواہ آویں، اور مجھ سے وصول کرلیں، میں ان کا متولی اور ذمہ دار ہوں، قربان جایئے اس محسن اعظم ﷺ پر۔

ایک سبق آموز واقعہ

الرحیق المختوم میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کسی سفر میں صحابۂ کرام نے بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا، اور اس کا کام تقسیم کیا گیا، کسی نے کہا کہ ذبح کرنا میرے ذمہ، کسی نے کہا کہ کھال اتارنا میرے ذمہ، کوئی بولا پکانا میرے ذمہ، سرکار دو جہاں خاتم الرسل ﷺ نے فرمایا: پکانے کے لئے لکڑی جمع کرنا میرے ذمہ ہے، صحابہؓ بولے: یارسول اللہ! یہ کام ہم خود کرلیں گے، آپ ﷺ

نے فرمایا: کہ یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس کو بخوشی کرلو گے، لیکن یہ بات مجھے پسند نہیں کہ میں مجمع میں ممتاز رہوں، اللہ تعالیٰ بھی اس بات کو پسند نہیں فرماتے۔

گرامی قدر حضرات یہ تھا نبی کا لگاؤ، تعلق، تربیت ونزدیکی، تواضع، عاجزی اس امت مرحومہ کے ساتھ، اس لئے ہمارا فریضہ اور حق بنتا ہے کہ ہم نبی ﷺ سے محبت کر کے صحیح معنی میں آپ کے امتی کہلانے کے مستحق ہو جائیں، کامل محبت ہمارے اندر آ جائے۔

محبت کے دو درجے

دوستو! محبت کا ایک درجہ کامل ہے، اور دوسرا ناقص، درجہ کاملہ کا ظہور ہوگا نبی کی مکمل اتباع کرنے سے، دین کے تمام شعبوں پر عمل کرنے سے، مکمل شریعت کو اپنی زندگی میں داخل کرنے سے، اگر کامل اتباع نہ ہوئی تو محبت کامل نہیں ہوگی، دوسرا درجہ ناقص ہے، ایک آدمی محبت بھی کرتا ہے، اور معصیت ونافرمانی کے کام بھی کرتا ہے، پس یہ محبت ناقص ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص شراب پی کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا، تو سب حاضرین نے اس پر لعنت شروع کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”لَاتَلْعَنُوْهُ فَاِنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ“ اس سے معلوم ہوا کہ جو آدمی گناہ گار ہو، اس کو یہ نہیں کہا جائے گا کہ تجھے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں، ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کامل محبت نہیں، بہرحال آپ حضرات نے بہت اچھی طرح سمجھ لیا کہ محبت کے چار اسباب ہیں، اور یہ چاروں اسباب یکبارگی ہمارے نبی ﷺ کے اندر جمع ہیں، اس کائنات میں آج تک کوئی انسان ایسا پیدا نہیں ہوا کہ جس کی ذات میں یہ چاروں اسباب کامل طور پر موجود ہو گئے ہوں، حدیث وتفسیر، تاریخ وسیرت کی کتابوں کے مطالعے نے یہی بتایا ہے۔

بہرحال محبت کا معیار انہی چار چیزوں پر ہے، اور یہ چاروں چیزیں ہمارے نبی ﷺ کے اندر علی وجہ الاتم موجود تھیں، اس لئے ہمیں آنحضرت ﷺ

سے کامل اور اکمل محبت رکھنی چاہیئے، کامل اور اکمل محبت یہی ہے کہ ہم نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر خوب مستعدی کے ساتھ جم کر عمل پیرا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی اور آپ کو بھی اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی پکی سچی محبت اور اتباع نصیب فرمائے آمین...... ثم آمین۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

وما توفيقي الا بالله.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Scanned by CamScanner

نبی ﷺ کا فرمان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ ڈر اس زبان سے لگتا ہے، کیونکہ گناہ کی اکثر باتیں اس سے سرزد ہوتی ہیں، لہذا تم اس زبان کے فتنہ سے بچو۔

(ترمذی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاموشی میں نجات ہے

﴿مَنْ صَمَتَ نَجَا﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ. وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا......اَمَّا بَعْدُ..

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Scanned by CamScanner

"مَایَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ". (سورہ ق پ۲۶)
وَقَالَ النَّبِیُّ الْعَرَبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْلِیَصْمُتْ (بخاری)

محترم بزرگو اور پیارے دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت انسان کو بیشمار نعمتوں سے نوازا ہے، طرح طرح کے انعامات اور قسم قسم کی نوازشات اس پر کی ہیں، اور پھر ہر نعمت عطا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے استعمال کا طریقہ بھی اس کو تعلیم فرمایا ہے، کہ فلاں نعمت کو فلاں کام میں استعمال کروگے تو جائز اور درست ہے، اور فلاں کام میں استعمال کروگے تو ناجائز اور برا ہے، اب اگر ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا استعمال اس کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق کرتے ہیں تو یہ اس کی رضا وخوشنودی کا سبب بنتا ہے، اور اگر اس کے بتائے ہوئے طریقہ کے خلاف استعمال کرتے ہیں، تو یہ اللہ کے غیض وغضب کا سبب ہوتا ہے۔

زبان ایک عظیم نعمت ہے

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ بیشمار نعمتوں میں سے ہمارے پاس ایک اہم اور عظیم نعمت زبان بھی ہے جو دیکھنے میں جسم کا ایک چھوٹا سا اور معمولی عضو نظر آتا ہے، مگر اس کی وقعت واہمیت سب کے نزدیک مسلم ہے، اگر یہ نہ ہو تو آدمی اپنے جذبات واحساسات اور اپنے دل کی باتوں کو دوسروں کے سامنے بیان کرنے سے قاصر رہتا ہے، اس کے بغیر وہ لوگوں کے سامنے اپنا مقصد ظاہر نہیں کرسکتا، اپنی چاہت ورغبت اور پسند وناپسند کو غیروں کے آگے بیان نہیں کرسکتا، گویا کہ زبان کے بغیر انسان کی تمام ذہانت

وذہانت، علم وعقل اور ہنرمندی وکمالات کا اظہار ناقص رہتا ہے۔

لیکن میرے بھائیو! جہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں زبان جیسی قیمتی اور انمول نعمت سے نوازا ہے وہیں اپنے نبی کے ذریعہ اس کے صحیح استعمال کا طریقہ بھی تعلیم فرمایا ہے، چنانچہ ابھی ابھی جو روایت میں نے آپ حضرات کے سامنے بیان کی ہے، اس میں جناب نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ یا تو وہ اچھی اور خیر کی بات کہے، یا خاموش رہے۔

زبان کی اہمیت

دوستو! جسم انسانی میں زبان کی اہمیت ایسی ہے، کہ جب تک وہ درست اور صحیح کام کرتی رہتی ہے تو تمام اعضاء بھی صحیح وسالم رہتے ہیں، اور اگر زبان میں ادنیٰ فساد پیدا ہوجاتا ہے تو پورے اعضائے جسمانی کو اس کی سزا بھگتنی پڑتی ہے، اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے، جیسے ایک انجن ہے، کہ جب تک اس کے تمام ضروری پرزے صحیح کام کرتے ہیں تو ہر ایک پرزہ اپنا اپنا کام کرتا رہتا ہے، لیکن اگر ایک بھی پرزہ اس انجن کا خراب ہوجائے تو سمجھ لو کہ پورا انجن خراب ہوگیا، اسی طرح انسان کا جسم ایک انجن ہے اور اس کے پرزے وہ تمام اعضاء ہیں جو سر سے لیکر پاؤں تک ہیں، اور ہر ایک عضو کا کام الگ الگ ہے، چنانچہ زبان جسم انسانی کا ایک ایسا عضو ہے کہ اگر اس میں ادنیٰ خرابی پیدا ہوتی ہے، تو سارے اعضائے جسمانی کو نقصان پہنچتا ہے، ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی، اور اسی طرح اس کی درستگی سے تمام اعضاء صحیح وسالم اور محفوظ رہتے ہیں۔

زبان کی قدر کیجئے

سامعین کرام! ہم لوگوں کو جسم کے دوسرے اعضاء کے مقابلہ میں زبان ایک معمولی اور حقیری چیز نظر آتی ہے، حالانکہ حقیقت میں وہ جسم کا بہت بڑا اور اہم ترین عضو ہے، اگر جسم انسانی میں زبان نہ ہوتی، تو جہاں انسان قوت گویائی اور زبان وبیان کی صلاحیت سے محروم ہوتا، وہیں کسی چیز کے ذائقہ، کھانے پینے کے لطف ومزے سے بھی نا آشنا رہتا، دوستو یہ اللہ کی اس عظیم نعمت ہی کی برکت ہے کہ ہم طرح طرح کے لذیذ کھانوں سے چٹپٹے پکوانوں سے قسم قسم کے رس بھرے اور میٹھے پھلوں سے، اور انواع واقسام کے میووں سے لطف اندوز ہوتے ہیں، ذرا سوچئے کہ اگر زبان نہ ہوتی تو مٹی اور برفی کی ڈلی میں کیا فرق ہوتا، دسترخوان پر طرح طرح کی چٹنیوں، اور اچار کی کیا اہمیت ہوتی، امیروں اور رئیسوں کی پر تکلف دعوتوں میں مختلف قسم کے ماکولات ومشروبات، پاپڑ اور سموسوں کی کیا وقعت ہوتی، اگر یہ ایک نعمت نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ کی دیگر ہزاروں نعمتیں بے لطف وبے مزہ ہو جاتی، اور اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ زبان نہ بناتا تو آپس کی گفتگو یہ محبت والفت کی باتیں، راز ونیاز کی سرگوشیاں اور دوست واحباب کی مجلسیں، یہ تقریر وخطابت کی محفلیں، یہ سب کچھ نہ ہوتا، بلکہ ساری دنیا خاموش نظر آتی، سب کے لبوں پر مہر سکوت ہوتی۔

زبان کی کرشمہ سازیاں

عزیز ساتھیو! اللہ تعالیٰ نے زبان میں بڑا گہرا اثر رکھا ہے، زبان کی وجہ سے ہماری زندگی میں عجیب عجیب انقلابات پیدا ہوتے رہتے ہیں، ذرا

دیکھئے کہ ساری عمر کفر وشرک میں گذارنے والے آدمی نے جہاں زبان سے خدا کی وحدانیت اور نبی کی رسالت کا اقرار کیا تو وہ پل بھر میں مؤمن، اور خدا کا محبوب بندہ بن جاتا ہے، یہ زبان ہی کی تو تاثیر ہے کہ دو اجنبی عورت مرد جن کا ایک دوسرے کو دیکھنا، بات کرنا، اور ملاقات کرنا حرام اور ناجائز تھا، مگر جب اس زبان سے ایجاب وقبول کے دو بول کہہ دیئے، تو اب وہ میاں بیوی بن گئے، اور جو تعلقات اب تک ناجائز تھے اب وہ باعث اجر وثواب ہو گئے۔

اسی طرح کبھی کبھی اس زبان کی وجہ سے آپس میں امن وصلح اور محبت وبھائی چارگی پیدا ہو جاتی ہے، بغض وعداوت کی آندھیاں رک جاتی ہیں، اور فتنوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس زبان ہی کی وجہ سے بھائی بھائی کی جان کا دشمن بن جاتا ہے، ملکوں میں جنگ کی آگ بھڑک جاتی ہے، اور بہت سے فتنے فسادات پیدا ہو جاتے ہیں، اور خون کی ندیاں بہہ جاتی ہیں، دوستو یہ زبان ہی کے کرشمے ہیں کہ اس سے نکلے ہوئے ایک لفظ سے کبھی تو دوست دشمن بن جاتے ہیں، اور کبھی دشمن دوست بن جاتے ہیں۔

زبان کا صحیح استعمال ہو.

میرے دینی بھائیو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس زبان کو ایسا بنایا ہے کہ آدمی اس کو اچھے اور برے دونوں طرح کے کاموں میں استعمال کر سکتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص اس کو صحیح استعمال کرے، اور اس سے صرف خیر کی بات کہے، بری باتوں سے اسے روک کر رکھے، تو دنیا میں بھی وہ طرح طرح کے فتنوں سے بچا رہے گا، اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ اس کو اجر وثواب عطا کرے گا، اس کے درجات بلند فرمائے گا، حدیث میں آتا ہے کہ اگر آدمی

Scanned by CamScanner

ایک کلمہ ''سبحان اللہ'' زبان سے نکلتا ہے تو اس کے ذریعہ میزان عمل کا آدھا پلڑا نیکیوں سے بھر جاتا ہے، غور کیجئے کہ زبان کے صحیح استعمال پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتنے بڑے اجر وثواب سے نواز دیا۔

زبان پر کنٹرول ضروری ہے

میرے عزیزو! ہم پر ضروری ہے کہ زبان پر قابو رکھیں، لایعنی اور فضول باتوں سے اس کی حفاظت کریں، مفید اور کارآمد باتوں میں اس کا استعمال کریں، چوں کہ اللہ تعالیٰ نے زبان کی حفاظت کا حکم دیا ہے، اس لئے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم جو بھی کلمہ زبان سے نکالیں، بڑے غور وفکر اور سوچ بچار کے بعد نکالیں، اور اس کی فکر کریں کہ جو بھی بات زبان سے کہیں، وہ سچ اور درست ہو، واقع کے خلاف اور فضول نہ ہو، اور اگر ہم ایسا نہ کر سکیں تو پھر حکم یہ ہے کہ ایسی صورت میں خاموشی اختیار کرنی چاہیئے، جیسا کہ شروع میں آپ حضرات کے سامنے حدیث پڑھی تھی، کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ خیر کی بات کہے ورنہ تو وہ خاموش رہے۔

یہی وجہ ہے کہ شریعت میں کثرت کلام سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ اگر آدمی زیادہ بولے گا تو زبان قابو میں نہیں رہے گی، اور بے فائدہ بے موقع، یہاں کی وہاں کی غیر ضروری باتیں ضرور ہوں گی اور کلام میں فضول اور جھوٹ کی کچھ نہ کچھ آمیزش ضرور ہو جائے گی، کہ جس کی وجہ سے انسان گناہ میں پڑ جائے گا، اس لئے حکم دیا گیا کہ ضرورت کے بقدر بولو، زیادہ بات نہ بڑھاؤ، اور صرف مفید اور نیک بات کہو، ورنہ خاموش رہو، اس لئے میرے

دوستو کہنے سے پہلے بات کا نتیجہ سوچ لو، جب سوچ سوچ کر بات کروگے تو پھر زبان پر کنٹرول رہے گا۔

زبان کو صحیح جگہ استعمال کیجئے

دوستو! آج ہم سب میں ایک عام کوتاہی یہ ہے کہ ہم زبان کا صحیح اور برمحل استعمال نہیں کرتے، بلکہ جہاں چاہتے ہیں زبان کی لگام گھما دیتے ہیں، اور ہم کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ یہ چھوٹا سا کلمہ جو ہمارے منھ سے نکلا ہے اس کا کیا اثر ہوگا، اور وہ ہم کو کہاں سے کہاں لے جا کر ڈال دے گا، یاد رکھنا چاہیئے کہ بہت سی مرتبہ صرف ایک لفظ زبان سے نکلا ہوا آدمی کو جنت میں پہونچا دیتا ہے، اور بسا اوقات زبان سے نکلا ہوا ایک چھوٹا سا ہی لفظ انسان کو جہنم میں ڈال دیتا ہے، اور بولنے والے کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ اس کا نتیجہ اور انجام کیا ہوگا۔

جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''لَاتُکْثِرِ الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ کَثْرَةَ الْکَلَامِ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِّلْقَلْبِ وَاَنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ اَلْقَلْبُ الْقَاسِیْ (ترمذی شریف) ''یعنی بغیر ذکر اللہ کے کثرت کلام مت کرو، کیونکہ کثرت کلام بغیر ذکر اللہ کے دل کو سخت کر دیتا ہے، اور لوگوں میں اللہ کی رحمت سے سب سے زیادہ دور وہ شخص ہے جو سخت دل ہو۔

اس لئے میرے دوستو! سمجھ لو کہ اگر اس زبان کا ناجائز اور غلط استعمال ہوا تو یہی زبان انسان کو جہنم میں کھینچ کر لے جائے گی، اور اگر زبان سے اللہ کا ذکر کیا ہوگا، نفع اور خیر کی باتیں کہی ہوں گی تو یہی زبان جنت میں داخلہ کا سبب بنے گی۔

Scanned by CamScanner

زبان دودھاری تلوار ہے

میرے پیاروں اور عزیز دوستو! زبان کی مثال دودھاری تلوار کی طرح ہے، کہ اگر اس کا صحیح استعمال ہوا تو وہ آدمی کو دنیا وآخرت میں غازی وفاتح بنادیتی ہے، اور اگر اس کا بے موقع اور غلط استعمال ہوا تو وہی آدمی کی ہلاکت وبربادی کا سبب بن جاتی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

هَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِى النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ. (ترمذی شریف) یعنی جہنمی لوگوں میں اکثریت ان لوگوں کی ہوگی جو اپنی زبانی کرتوتوں کی بناپر جہنم میں جائیں گے۔

اس لئے میرے دوستو یہ زبان کی نعمت جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے اگر اس کو صحیح طریقہ سے استعمال کریں گے، اس کو قابو میں رکھیں گے، تو دنیا وآخرت کے فتنوں سے محفوظ رہیں گے، اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا کہ زبان سے یا تو صحیح بات بولو، ورنہ خاموش رہو، اس لئے کہ خاموشی اس سے ہزار درجہ بہتر ہے، کہ آدمی غلط بات زبان سے نکالے، اور پھر افسوس کرے۔

لفظ لفظ بولئے اور حرف حرف سوچئے

دوستو! نجات کا راستہ یہی ہے کہ آدمی زیادہ سے زیادہ خاموش رہے، اور صرف ضرورت کے بقدر ہی کلام کرے، کیوں کہ اللہ کے یہاں زبان کے بارے میں بھی سوال ہوگا کہ اس کا استعمال کہاں اور کیسے کیا؟ چنانچہ انسان جو بات بھی اچھی یا بری زبان سے نکالتا ہے، اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرشتے اس کو نوٹ کرلیتے ہیں، تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر آدمی کا کچا چٹھا اس کے سامنے رکھدیں، ارشاد باری ہے: "مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ

رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ پ ۲۶ (سورہ ق) "ترجمہ: نہیں بولتا انسان کوئی لفظ اپنے منھ سے مگر یہ کہ ایک نگراں اس کے پاس تیار رہتا ہے، جو اس کو دیکھنے والا ہوتا ہے۔

بزرگانِ محترم! یہ آیت ہم کو ہوشیار اور متنبہ کررہی ہے کہ جو بات بھی ہم زبان سے نکالتے ہیں وہ کوئی ہوائی فائر (FIRE) نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کو لکھ لیتے ہیں، اس لئے ہر وقت انسان کو چاہیئے کہ زبان کی نگرانی کرتا رہے، لفظ لفظ بولے اور حرف حرف سوچے۔

ایک ہوشمند خاتون کی گفتگو

میرے دوستو! ایک لمبا واقعہ کتابوں میں لکھا ہے، وقت کم ہے بات لمبی ہوجائے گی، اس لئے مختصراً عرض کرتا ہوں، ایک خاتون نے جب یہ آیت سنی، مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ" تو اس کی زندگی میں ایک انقلاب برپا ہوگیا، اس کے ذہن ودماغ میں یہ بات اچھی طرح بیٹھ گئی کہ انسان جب بھی کوئی لفظ اپنی زبان سے نکالتا ہے، تو وہ خدائی نظام کے تحت ریکارڈ (RECORD) کرلیا جاتا ہے، تو اس مقدس خاتون نے اپنی زبان کی حفاظت کا سامان اس طرح کیا کہ اپنی تمام تر گفتگو کا محور قرآن کریم کو بنالیا، اور اپنی زبان کو قرآنی الفاظ تک محدود کرلیا، چنانچہ جو بات بھی اس کی زبان سے نکلتی تھی وہ قرآن کریم کی کوئی آیت ہی ہوتی تھی، یہاں تک کہ اس کے سوالات وجوابات سب قرآنی الفاظ میں ہوتے تھے۔

میرے بھائیو! غور کیجئے کہ کتنی قابلِ رشک تھی وہ خاتون جس نے اپنی پوری زندگی صرف قرآنی گفتگو ہی میں گذاردی، اور اس کی زبان سے کلام الٰہی کے علاوہ کوئی دوسرا کلام نہیں نکلا، معلوم ہوا کہ اگر انسان فکر کرے، تو اللہ تعالیٰ آسانی فرمادیتے ہیں تھوڑی سی توجہ کے ساتھ جس طریقہ سے

Scanned by CamScanner

کلام کرنا چاہے، اسی طریقہ سے کلام کرسکتا ہے۔

خاموشی میں نجات ہے

میرے عزیزو اور پیارے دوستو! بھلائی اور خیر اسی میں ہے کہ آدمی سوچ سمجھکر کلام کرے ورنہ خاموش رہے، اس لئے کہ چپ اور خاموش رہنے ہی میں سلامتی اور نجات ہے، حدیث میں ہے، ''مَنْ صَمَتَ نَجَا (ترمذی) ''جو خاموش رہا اس نے نجات پائی، گویا جب تک آدمی خاموش رہتا ہے تو بہت سی آفتوں سے بچا رہتا ہے، اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا، جس میں ہمارے لئے بڑی عبرت اور نصیحت ہے، واقعہ ہے کہ کسی بادشاہ کے یہاں اکلوتا بیٹا تھا، بڑا سنجیدہ، کم گو، خاموش طبیعت، بادشاہ نے اس کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی تھی، جب شہزادہ پڑھ لکھ کر علم و حکمت سے آراستہ و پیراستہ ہوکر جوان ہوگیا، تو بادشاہ نے چاہا کہ شہزادہ کو حکومت و سلطنت سپرد کرے، چنانچہ بادشاہ نے اپنے تمام امیروں اور وزیروں کو جمع کیا، اور ان سے مشورتا کہا کہ اب میں حکومت و سلطنت سے علیحدگی اختیار کرنا چاہتا ہوں، کہ اب میرے بوڑھے اور ناتواں کندھے حکومت کی ذمہ داریوں کا بار اٹھانے کے قابل نہیں رہے، لہذا میں چاہتا ہوں کہ شہزادہ کو تخت سلطنت پر بٹھا کر اس کی تاج پوشی کی رسم ادا کردی جائے، لیکن مجھے ایک چیز کا ڈر ہے کہ شہزادہ بہت کم گو اور خاموش طبیعت ہے، جب کہ اس منصب کے لئے زبان و بیان کی مہارت درکار ہے، اور امور سلطنت انجام دینے کے لئے ہر وقت بولنے اور گفتگو کرنے کی شدید ضرورت پیش آتی ہے، اور ہمارا یہ شہزادہ ضرورت کے موقع پر بھی خاموش رہتا ہے۔

تمام امراء اور وزراء شہزادہ کی اس خصلت سے واقف تھے، لہذا انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ عالی جاہ کچھ دن شہزادہ کو ہماری معیت میں رہنے کی اجازت دے دی جائے، تاکہ ہم ان کو بولنے کا عادی بنائیں، اور ان کے اندر زبان و بیان کی مہارت پیدا کریں، چنانچہ شہزادہ وزراء کی تربیت میں آگیا، انہوں نے ہزار کوشش کی، مگر شہزادہ کی خاموشی کو نہ توڑ سکے، ایک دن وزیروں نے منصوبہ بنایا، کہ آج شہزادہ کو بھی شکار پر ساتھ لیکر چلنا چاہیئے، تاکہ اس کی طبیعت کھلے جب شکار نظر آئے اور سب لوگ دیکھ کر چیخ و پکار کریں، تو ہوسکتا ہے کہ یہ بھی جوش و جذبہ سے مغلوب ہوکر بول پڑے، چنانچہ وہ سب ایک جنگل میں آگئے، وہاں ایک بہت بڑا پرانا اور گھنا درخت تھا، جس پر بہت سے پرندے چہچہا رہے تھے، ان سب نے بیک زبان کہا کہ وہ دیکھو شکار، ایک ساتھ کتنے پرندے بول رہے ہیں، مگر شہزادہ کچھ نہ بولا، جیسا کہ اس نے نہ بولنے کی قسم کھا رکھی ہو، یہ لوگ دوڑتے ہوئے درخت کے نیچے آئے تو تمام پرندے ان کو دیکھ کر بالکل خاموش ہوگئے، اور اپنی اپنی جگہ دبک گئے، پتوں میں چھپ گئے، جیسا کہ درخت پر کوئی پرندہ ہی نہیں ہے، یہ لوگ حیران ہوئے اور اوپر دیکھنے لگے، مگر کوئی پرندہ نظر نہیں آیا، آخر اتنے میں ایک پرندہ بول پڑا اور اس نے آواز نکال دی، بس اس کا بولنا تھا کہ ایک سنسناتا ہوا تیر گیا، اور اس کی گردن کے پار ہوگیا، پرندہ جو تھا تڑپتا ہوا ان کے قدموں میں آگرا، تیر کی آواز سن کر باقی تمام پرندے پھر سے اڑ گئے، شکار کو دیکھ کر تمام لوگوں کے چہرے کھل اٹھے، چیخ و پکار اور آوازیں ہونے لگی، مگر شہزادہ خاموش رہا، اور اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے، وہ شکار کی طرف بڑھا اور اس کو ہاتھ میں اٹھا کر اپنی خاموشی توڑتے ہوئے

بولا، افسوس صد افسوس! اے پرندہ! اگر تو خاموش رہتا تو سلامت رہتا اور نجات پاتا، جیسا کہ تیرے ساتھی خاموش رہے، اور اپنی جان بچا کر سلامت لے گئے۔

دوستو! اگر غور کیا جائے تو واقعی اس قصہ سے بڑا سبق ملتا ہے، اور یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب تک آدمی خاموش رہتا ہے تو بہت سے فتنوں سے، آفتوں سے، اور بہت سی مصیبتوں اور بلاؤں سے بچا رہتا ہے۔

زبان کا صحیح اور مفید استعمال

عزیزو اور دوستو! یوں تو ہم لوگ اپنی زبان سے ہر طرح کے اچھے کلمات ادا کر سکتے ہیں، اور فضول و بیہودہ باتوں کے علاوہ ہر طرح کی مفید گفتگو کر سکتے ہیں، اور با مقصد و با معنی کلام میں اس زبان کا استعمال جائز بھی ہے، مگر سب سے بہتر یہ ہے کہ آدمی جہاں تک ہو سکے اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھے، اور ذکر الٰہی سے تر و تازہ رکھے، اور یہی اس نعمت کی صحیح قدردانی بھی ہے، کہ اس زبان کا استعمال زبان بنانے والے کی تسبیح و تحمید میں کیا جائے، اور ہماری حالت یہ ہو کہ زبان کو اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی اور کلام میں لذت و حلاوت ہی نہ ملے، جیسا کہ ذکر اللہ کرنے والے مبارک لوگ اللہ کے نام کی لذت و حلاوت کو بخوبی جانتے ہیں، جن کی زبانیں اس بابرکت کلمہ سے تر و تازہ رہتی ہیں، ان سے پوچھیے تو وہ بتائیں گے کہ یہ ایسا کلمہ ہے کہ جس کے بغیر انسان کی زندگی بے کیف ہے، جس زبان پر اور جس دل میں اللہ کا ذکر نہ ہو وہ بظاہر زندہ ہے مگر حقیقت میں مردہ ہے۔

اس لئے میرے دوستو! مرتے دم تک زبان و دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آباد رہنے چاہیئے، جن کی زبانیں ذکر الٰہی میں مشغول رہتی ہیں، ان کو اللہ

کا نام لینے میں جو لطف و مزہ آتا ہے اس کے مقابلہ میں ان کے نزدیک ہفت اقلیم کی سلطنت ہیچ ہے۔

کسی غم زدہ کو تسلی دینا

محترم دوستو! اسی طرح زبان کا ایک صحیح اور مفید استعمال یہ بھی ہے کہ اگر آپ کو کوئی آدمی پریشان نظر آئے جس پر کوئی غم اور صدمہ ہو، آپ نے اس کا غم دور کرنے کے لئے اور اس کے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے اس کو تسلی کے کلمات کہہ دیئے، جس کی وجہ سے اس کا غم ہلکا ہو گیا، اور اس کو تسلی ہو گئی، تو یہ آپ کے لئے بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے، چنانچہ ایک حدیث میں نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے: مَنْ عَزّٰى ثَكْلٰى كُسِيَ بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ. (ترمذی) یعنی اگر کوئی آدمی اس عورت کو تسلی کے کلمات کہے کہ جس کا بیٹا گم ہو گیا ہو یا مر گیا ہو، تو اللہ تعالیٰ تسلی دینے والے کو جنت میں قیمتی جوڑے پہنائے گا۔

الغرض اگر انسان اس زبان کو بیہودہ اور فضول گوئی سے بچا کر رکھے اور اس کو اچھی اور مفید باتوں میں استعمال کرے، تو یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جائیں گے، اور یہ زبان اس کے لئے بے شمار نیکیوں کا ذریعہ بن جائے گی۔

زبان ذریعہ تعلیم و تبلیغ

میرے پیارے بھائیو! ایک مفید اور کارآمد استعمال زبان کا یہ ہے کہ آپ زبان کو تحصیل علم میں صرف کریں، دین سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں، قرآن پڑھیں اور پڑھائیں، علمی مذاکرے کریں، اگر ہم نے کسی

Scanned by CamScanner

کو دین کا ایک مسئلہ بتا دیا، یا اس کو قرآن کی کوئی آیت سکھا دی تو یہ چیز ہمارے نامہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ کرے گی، آج امت دین کی بہت زیادہ محتاج ہے، روز بروز دین سے دوری اور جہالت بڑھتی جارہی ہے، مسائل شریعت سے ناواقفیت عام ہورہی ہے، ایسے میں اگر کوئی آدمی محبت وشفقت اور حکمت وموعظت کے ساتھ لوگوں کو سمجھاتا ہے اور ان کو نرم اور شیریں زبان میں دین کا کوئی مسئلہ بتاتا ہے، تو لوگ اس کو مانتے اور قبول کرتے ہیں، اور اس کے احسان مند ہوتے ہیں۔

چنانچہ رفیق محترم حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈھوی جو دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز استاذ اور درس نظامی کی بہت سی کتابوں کے بے مثال شارح ہیں، ایک مرتبہ انہوں نے اپنا واقعہ سنایا، کہ میں دیوبند کی قاضی مسجد کے اندر نماز پڑھ رہا تھا، سلام پھیرا تو دیکھا کہ میرے بالکل پیچھے ایک شخص کی نماز چھوٹ گئی ہے، اور وہ نماز پوری کررہا ہے، میں اس کے آگے سے ہٹ کر آ گیا، ابھی مسجد ہی میں تھا کہ اس نے سلام پھیرا اور غصہ سے لال پیلا ہوکر زور زور سے بولنے لگا، کہ کیسے آدمی ہیں، پڑھے لکھے ہوکر نمازی کے سامنے سے گذرتے ہیں، میں کچھ نہیں بولا، اور ان کی باتیں سنتا رہا، جب وہ نماز سے فارغ ہوکر باہر آنے لگے، تو میں ان سے قریب ہوا، اور تنہائی میں نرمی اور شفقت کے ساتھ مودبانہ درخواست کی، کہ محترم میں آپ کو ایک مسئلہ بتانا چاہتا ہوں، انہوں نے کہا: جی جی ارشاد فرمائیں! تو میں نے کہا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ نمازی کے سامنے سے گذرنا منع ہے، اور پھر ان کے سامنے گذرنے کی تشریح بیان کی، کہ ایک طرف سے دوسری طرف نمازی کے سامنے سے ہوکر چلے جانے کو گذرنا کہتے ہیں، اب سنو کہ میں جو

آپ کے سامنے سے آیا ہوں، تو وہاں گذرنا (مرور) نہیں پایا گیا، جو کہ شریعت میں ممنوع ہے، اور جس پر وعید ہے، بلکہ میں آپ کے سامنے سے صرف ہٹ کر آیا ہوں، اور اس کی اجازت ہے اس پر کوئی وعید نہیں ہے، میری یہ مختصر سی بات سن کر اس آدمی کو بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت! مجھے تو مسئلہ معلوم ہی نہیں تھا، اور ہم تو گذرنے اور ہٹنے میں کوئی فرق ہی نہیں جانتے تھے، لہذا اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا، اور لجاجت کے ساتھ اس نے معذرت چاہی۔

تو بہر حال میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر آدمی زبان کا صحیح استعمال کرے، نرمی اور شفقت کے ساتھ موقع محل دیکھ کر بات کرے تو اس کی بات تسلیم کی جاتی ہے، اور وہ مؤثر اور نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خاموشی

دوستو! آج ہماری زبانیں قابو میں نہیں ہیں، موقع بے موقع، مفید اور غیر مفید ہر طرح کی باتیں ہماری زبانوں سے نکلتی رہتی ہیں، ہمیں اس کی فکر نہیں ہوتی، کہ ہمارے کلام سے کسی کو تکلیف پہونچ رہی ہے، یا کسی کا دل دکھ رہا ہے، بلکہ آج ہمارے معاشرے میں سب سے کامیاب انسان ہی اس کو سمجھ لیا گیا ہے جو سب سے بڑ اللسان، بسیار گو، باتونی اور زبان فروش ہو اور مجلس میں دوسرے کو بولنے کا موقع ہی نہ دیتا ہو، جب کہ ہمارے بڑوں کی زندگی اس سے مختلف تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل اور کامل انسان ہیں، ان کے بارے میں ہے کہ ایک مرتبہ وہ اپنی زبان کو پکڑے ہوئے بیٹھے تھے، اور اس کو مروڑ رہے تھے، لوگوں نے پوچھا کہ ایسا کیوں کررہے ہیں، فرمایا: ''اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِیَ

الْمَوَارِدَ (موطا مالك) ''یعنی اس زبان نے مجھے بڑی ہلاکتوں میں ڈال دیا ہے، اس لئے میں اس کو قابو میں کر رہا ہوں، اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے منہ میں کنکر ڈال کر بیٹھ جاتے تھے، تاکہ بلا ضرورت زبان سے کوئی بات نہ نکلے، تو سوچئے کہ ہمارے درمیان معیار کمال کیا ہے، اور صحابہ کرامؓ کے درمیان معیار کمال کیا تھا، ہم نے بات کا بتنگڑ بنانے، اور گپ شپ، جھوٹی سچی باتوں سے مجلس کو قہقہہ زار بنانے ہی کو خوبی اور کمال سمجھ لیا ہے، حالانکہ یہ چیز تو ہلاکت و بربادی کا باعث ہے۔

اس لیے میں کہا کرتا ہوں کہ زبان کو مسلسل چلاتے رہنا کوئی خوبی اور کمال کی بات نہیں ہے، بلکہ اس پر کنٹرول پالینا کمال ہے، لہذا اس کو قابو میں رکھئیے، تاکہ یہ بے موقع استعمال نہ ہو، اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ انسان کثرت کلام سے پرہیز کرے، کیوں کہ جتنا زیادہ کلام کریگا اُتنا ہی گناہوں کی دلدل میں پھنستا چلا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ جب اپنی اصلاح کے خواہش مند حضرات کسی شیخ کامل کی خدمت میں جاتے ہیں تو شیخ کامل ہر ایک کے مناسب حال الگ الگ نسخہ تجویز کرتا ہے، اور کبھی کبھی تو بہت سے حضرات کے لئے صرف زبان کو قابو میں رکھنے کا ہی علاج تجویز کرتا ہے۔

زبان کے فتنوں سے بچو

دوستو! بیہودہ گوئی اور بکواس آدمی کو بڑے بڑے فتنوں میں مبتلا کردیتی ہے، آج ہمارے درمیان زبان کے گناہ اتنے عام ہوگئے ہیں کہ ان کی قباحت بھی دلوں سے ختم ہوگئی ہے، مثلاً دوسروں کو برا بھلا کہنا، کسی مسلمان بھائی کو عیب لگا دینا، کسی کی زبان سے نقل اتار دینا، بات بات پر فحش گوئی اور بدزبانی پر اتر آنا، یہ زبان کے ایسے گناہ ہیں جن میں امت کا بڑا طبقہ مبتلا ہے، جب کہ احادیث

میں ان تمام گناہوں پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں، بخاری کی حدیث ہے ''سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ'' کہ اپنے مؤمن بھائی کو گالی دینا فسق ہے، اسی طرح بخاری شریف کی ایک دوسری روایت ہے ''مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذَالِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ'' جس نے کسی آدمی کو کافر کہا یا دشمن خدا کہا اور وہ واقعتاً ایسا نہیں ہے تو اس کا کہا ہوا خود اس کے اوپر لوٹ جاتا ہے، یعنی کہنے والا خود کافر یا خدا کا دشمن ہو جاتا ہے۔

مبالغہ آمیزی بڑا گناہ ہے

اسی طرح زبان سے کسی کی جھوٹی اور مبالغہ آمیز تعریف کرنا اور کسی کی شان میں بے جا قصیدہ خوانی، چاپلوسی اور حد سے زیادہ مدح سرائی کرنا، یہ بھی زبان کا بڑا گناہ ہے، حدیث میں اس کی مذمت آئی ہے، ارشاد گرامی ہے: ''اِذَارَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ (مسلم شریف) '' کہ جب تم بے جا تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو، چنانچہ حدیث کے راوی حضرت مقداد بن اسود ﷺ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک شخص امیر المومنین حضرت عثمان ﷺ کے سامنے ان کی تعریف کرنے لگا، تو انہوں نے ایک مٹھی خاک لیکر اس کے منہ پر ڈال دی، اس لئے کہ بے جا تعریف و چاپلوسی سے آدمی کے اندر غرور اور تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔

زبان کو غیبت سے بچائیے

میرے محترم دوستو! آج ہمارے درمیان غیبت عام ہے، ہماری کوئی مجلس، کوئی محفل، اس بدترین گناہ سے خالی نہیں، گویا دوسروں کی پیٹھ

Scanned by CamScanner

پیچھے برائی کرنا آج ہمارے لئے ٹائم پاس، وقت گذاری، اور تفریح طبع کا ذریعہ بن چکا ہے، اور اس عام وبا میں کیا عوام کیا خواص سب ہی مبتلا ہیں، جب کہ آقا ومولی پیارے نبی ﷺ نے اس گناہ کی انتہائی قباحت وشناعت بیان کی ہے، فرمایا: "اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا" کہ غیبت زنا سے بدتر ہے، صحابہؓ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! كَيْفَ الْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا کہ اے اللہ کے رسول غیبت زنا سے بدتر کس طرح ہے، ہماری سمجھ میں بات نہیں آئی، ذرا تفصیل ارشاد فرمادیں، تو نبی کریم نے فرمایا: اِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِيْ فَيَتُوْبُ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهُ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهُ حَتّٰى يَغْفِرَهَا لَهُ صَاحِبُهُ (بیهقی) کہ جب آدمی زنا کرتا ہے تو توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے، لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا، جب تک کہ اس کو وہ شخص معاف نہ کردے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔

میرے بھائیو! سوچو کہ غیبت کتنا سنگین اور بھیانک گناہ ہے، لیکن آج یہ گناہ چونکہ ہمارے درمیان عام ہوگیا ہے، اس لئے اس کی قباحت دل سے نکل گئی ہے، حالانکہ اس کو زنا سے بھی بدتر کہا گیا ہے، اور وجہ اس کی یہ بیان کی کہ زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے تو اس کے دل پر خدا کا خوف طاری ہوجاتا ہے، اور وہ خود اپنے اس برے فعل پر نادم وشرمندہ ہوتا ہے، اور اس تصور سے لرزنے لگتا ہے کہ اگر خدا نے مواخذہ کرلیا تو نجات کا راستہ نہیں ملے گا، اس لئے اس کو توبہ کی توفیق ہوجاتی ہے، اور زنا چوں کہ اللہ کی نافرمانی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اپنا حق سمجھ کر اس کو معاف کردیتا ہے، جب کہ غیبت کرنے والا غیبت کو ایک ہلکی چیز سمجھتا ہے، جس کی وجہ سے اس کو اپنی غلطی پر ندامت ہی نہیں ہوتی، اس بنا پر وہ توبہ سے بھی محروم رہتا ہے یا اگر توبہ کی

توفیق بھی ہوجاتی ہے، لیکن چوں کہ غیبت حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ غیبت کرنے والے کو اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ وہ شخص معاف نہ کردے جس کی اس نے غیبت کی ہے، اللہ ہم سب کی اس گناہ سے حفاظت فرمائے، آمین۔

غیبت کا کفارہ

دوستو اگر آدمی نے کسی کی غیبت کرلی ہے، اور اس سے یہ عظیم گناہ سرزد ہوگیا تو اس کا کفارہ اور اس کی معافی کا راستہ کیا ہوسکتا ہے؟، تو اس بارے میں علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اگر غیبت کی خبر اس شخص کو نہ پہونچی ہو جس کی غیبت کی گئی ہے، تو غیبت کرنے والا اس کے لئے دعائے مغفرت کرے، اور اگر اس شخص کو خبر ہوگئی ہے کہ فلاں شخص نے میری غیبت کی ہے، تو غیبت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ خود اس سے جا کر معاف کرائے، اور اگر غیبت کرنے والا کسی عذر اور مجبوری کی بنا پر اس سے ملاقات نہ کرسکے، تو یہ ارادہ رکھے کہ جب بھی ممکن ہوگا اس سے اپنے آپ کو معاف کرالوں گا، اب اس کے بعد جب بھی وہ اپنے آپ کو اس سے معاف کرالے گا تو اس ذمہ داری سے بری ہوجائے گا، اور اگر وہ اپنے آپ کو معاف کرانے سے بالکل عاجز رہا اس طور پر کہ جس کی غیبت کی تھی وہ مرگیا، یا اتنی دور رہائش پذیر ہے کہ اس سے ملاقات کا کوئی امکان نہیں تو اس صورت میں اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت وبخشش طلب کرے، اور اس کے فضل وکرم سے امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اس شخص کو اس سے راضی کردے گا۔

عورتوں میں زبان کا بے جا استعمال

گرامی قدر حضرات! ویسے تو سارا معاشرہ ہی عموماً زبان کے گناہ میں مبتلا ہے، لیکن ہماری عورتیں اس میں زیادہ مبتلا ہیں، ان بیچاریوں کو فرصت زیادہ رہتی ہے، کہ جہاں میاں گھر سے گئے، تو یہ سب کی سب کوئی سبزی لئے، کوئی چاول اور دال لئے، جمع ہو کر بیٹھ جاتی ہیں، اب کہنے کو تو یہ کام میں لگی ہیں، سبزی والی سبزی چھانٹ رہی ہے، چاول والی چاولوں کی صفائی میں لگی ہے، اور دال والی دال چھڑ رہی ہے، لیکن ساتھ ساتھ باتوں کا وہ دور چلتا ہے کہ صبح سے دوپہر، اور دوپہر سے شام ہو جاتی ہے، مگر یہ جب بھی اٹھتی ہیں، موضوع کو تشنہ ہی چھوڑ کر اٹھتی ہیں، عورتوں ہی کے بارے میں کسی دانا کا قول ہے، کہ اگر کوئی مجھے یہ خبر دے کہ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوا ہے، تو میں اس کی تصدیق کرلوں گا، لیکن اگر کوئی یہ خبر دے کہ ایک جگہ دو عورتیں ایک ساتھ بیٹھی تھیں، اور دونوں خاموش تھیں، تو میں اس کی تصدیق نہیں کروں گا، بہرحال یہ تو مبالغہ ہے کہ اس کے برخلاف بھی ہو سکتا ہے، لیکن عورتوں کی اکثری حالت یہی ہے کہ ان کی زبان رکتی نہیں، چلتی ہی رہتی ہے، چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے خواتین کے اندر جن امراض کی تشخیص فرمائی ہے، ان میں ایک بیماری یہ بھی ہے کہ ان کی زبان قابو میں نہیں ہوتی۔

جہنمیوں میں اکثریت عورتوں کی ہوگی

حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے خواتین سے مخاطب ہو کر فرمایا: کہ میں نے اہل جہنم میں سب سے زیادہ تعداد میں تم کو

پایا، یعنی جہنم میں مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے، عورتوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو پیارے نبی ﷺ نے جواب میں فرمایا: ”تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ (بخاری)“ یعنی تم عورتیں لعن طعن زیادہ کرتی ہو، اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو، اس وجہ سے جہنم میں تمہاری تعداد زیادہ ہے۔

میری مائیں اور بہنیں غور کریں، کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے جن دو باتوں کی نشان دہی کی ہے، ان دونوں کا تعلق زبان سے ہے، طعن و تشنیع کی کثرت اور شوہروں کی ناشکری، معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے خواتین کے اندر جن دو بیماریوں کی تشخیص فرمائی ہے، ان دونوں میں زبان کے بے جا استعمال کو دخل ہے، لہذا اس حدیث میں عورتوں کے لئے تنبیہ ہے کہ زبان کا بے جا اور غلط استعمال نہ کریں، مثلاً کسی پر طعن و تشنیع نہ کریں، کسی کو برا بھلا نہ کہیں، کسی کی غیبت اور چغل خوری نہ کریں، اس لئے کہ یہ تمام چیزیں زبان کے گناہوں میں داخل ہیں۔

زبان کی حفاظت پر جنت کی ضمانت

میرے محترم دوستو! جو آدمی زبان کی حفاظت کر لے، اسے بیہودہ استعمال سے بچالے، اس کے لئے جنت کی ضمانت ہے، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَابَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (بخاری)“ فرمایا کہ جو شخص مجھے دو چیزوں کی ضمانت دیدے تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت لیتا ہوں، ایک تو اس چیز کی گارنٹی دیدے جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے، کہ اس کو غلط استعمال نہیں کرے گا، یعنی زبان سے جھوٹ نہیں

Scanned by CamScanner

بولے گا، غیبت نہیں کرے گا وغیرہ وغیرہ، اور ایک اس چیز کی ضمانت دیدے جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے، یعنی شرمگاہ کہ اس کو غلط جگہ استعمال نہیں کرے گا تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں، سبحان اللہ کتنی آسان بات ہے کہ بس زبان کی حفاظت کرلو تو جنت طے ہے، اور اس کا ملنا یقینی ہے۔

زبان تمام اعضا کی سردار ہے

دوستو! تمام اعضا زبان کے تابع ہیں، چنانچہ جب صبح ہوتی ہے تو تمام اعضا زبان سے درخواست کرتے ہیں کہ تو دن بھر درست رہنا، کیوں کہ تیری درستگی میں ہماری سلامتی ہے، اور اگر تو نے گڑبڑ کی، کوئی غلط بات نکالی، تو اس کا خمیازہ اور اس کی سزا ہم سب کو بھگتنی پڑے گی، حضرت ابوسعید خدری ﷜ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ کُلَّهَا تُکَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اِتَّقِ اللّٰهَ فِیْنَا فَاِنَّا نَحْنُ بِکَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنْ اعْوَجَجْتَ اَعْوَجَجْنَا (ترمذی)'' کہ جب صبح ہوتی ہے تو تمام اعضا زبان سے عاجزی کرتے ہیں کہ اے زبان تو اللہ سے ڈرنا، اس لئے کہ ہم تو تیرے تابع ہیں، اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے، اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے، مطلب یہ ہے کہ اگر زبان غلط کام کرنا شروع کردیتی ہے تو اس کے نتیجہ میں سارا جسم گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے، اس لئے وہ زبان سے کہتے ہیں کہ تو سیدھی رہ، ورنہ تیری کرتوتوں کی وجہ سے ہم بھی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

رہی یہ بات کہ اعضا کو تو بولنے کی طاقت نہیں، ان کے پاس تو قوت

گویائی نہیں، پھر کس طرح یہ اعضا زبان سے کہتے ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعید نہیں اللہ تعالیٰ حقیقتاً ان اعضا کو قوت گویائی عطا فرمادیتے ہوں، اور وہ حقیقت میں زبان سے گفتگو کرتے ہوں، مگر ان کی بات ہم کو سنائی نہ دیتی ہو، اس لیے کہ زبان کو بھی تو اللہ تعالیٰ نے ہی قوت گویائی عطا فرمائی ہے، اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان اعضا کو بھی قوت گویائی عطا فرمادیں گے، اس لئے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ان کو قوت گویائی عطا فرمادیتے ہوں، اس لئے کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ اور دوسرا جواب اس حدیث کا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ محض ایک تمثیل پیش کی ہو، کہ یہ سارے اعضا چوں کہ زبان کے تابع ہیں، اور ان اعضا کی سلامتی زبان کی حفاظت میں ہے، اس لئے زبان کو صحیح رکھنے کی کوشش کرو، اسی وجہ سے آپ ﷺ نے یہ پیرایہ بیان اختیار کیا ہے۔

حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ اور بسیار گوئی سے پرہیز

الغرض میرے دوستو! اس زبان کی حفاظت نہایت ضروری ہے، جب تک انسان اس پر قابو نہ پالے، اور اس کو بے کار اور فضول کلام سے نہ بچالے، اس وقت تک وہ کامیاب انسان نہیں بن سکتا، یہی وجہ ہے کہ مشائخ عظام اپنے متوسلین کو لایعنی باتوں سے پرہیز کی تاکید کرتے ہیں، اور زبان کی حفاظت کو تکمیل سلوک کا جزوِ لازم سمجھتے ہیں، میرے شیخ، پیرومرشد حضرت اقدس شاہ مفتی مظفر حسین صاحب قدس سرہ العزیز بلاضرورت کبھی نہ بولتے تھے، بسیار گوئی اور لفاظی سے بے انتہا احتیاط فرماتے تھے اور ''مَنْ صَمَتَ نَجَا'' والی حدیث پر مکمل عمل پیرا تھے۔

Scanned by CamScanner

آخری بات

اس لئے میرے بھائیو ہم کو چاہیے کہ ہم اپنی زبان کو زیادہ سے زیادہ مفید اور بھلی باتوں میں استعمال کریں، ذکر واذکار، تعلیم وتعلم، دعوت وتبلیغ، ارشاد وتلقین اور خدا کے بندوں کو نفع پہنچانے میں صرف کریں، تب تو یہ زبان ہمارے لئے نعمت ہے، ورنہ تو دوستو اگر اس سے غلط کام کیے، اور اس کا بے جا استعمال کیا تو یہی سبب زحمت بن جائیگی، اس لئے جہاں تک ہو زبان سے خیر کی بات کہیں، اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو پھر بولنے سے بہتر یہ ہے کہ خاموش رہیں تا کہ اس کے فتنوں سے، اس کی آفتوں سے محفوظ رہ سکیں، آج ہماری زندگیوں میں بہت سی مصیبتیں اور آفتیں اسی زبان کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں، آپس میں اختلافات، بغض وعناد، نا اتفاقیاں، اور لڑائی جھگڑے سب اس زبان پر قابو نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ ہم سب کو زبان کی حفاظت کرنے اور اس کو صحیح اور درست کاموں میں استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم کو اور پوری امت کو زبان کے فتنوں سے محفوظ فرمائے، آمین ثم آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بھیک مانگنے والوں سے خطاب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا (طلاق رکوع ۱)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی اَوْ كَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ (بخاری ومسلم)

خدا کو بھول گئے لوگ فکر روزی میں
تلاش رزق ہے رزاق کا خیال نہیں

Scanned by CamScanner

میرے دینی بھائیو اور بزرگو! اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے پناہ احسان وکرم ہے کہ اس نے ہمیں ایسا دین ومذہب اور ایسی ہدایات وتعلیمات عطا فرمائی ہیں جو ہر اعتبار سے کامل ومکمل، جامع اور ہمہ گیر ہیں جس نے زندگی کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا معاملہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں اسکی ہدایات اور تعلیمات موجود نہ ہوں یہ اعزاز واکرام، افتخار وجامعیت دنیا کے کسی دوسرے مذہب کو حاصل نہیں ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ"

یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف مذہب اسلام ہے، لہذا اس عظیم نعمت پر ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

اسلام پیشہ گداگری کے مخالف ہے

محترم حضرات: اسلام نے جہاں بہت سی ہدایات وتعلیمات سے ہمیں نوازا ہے وہیں ایک اہم تعلیم وہدایت یہ بھی کی ہے کہ انسان دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلانے، بھیک مانگنے اور سوال کرنے سے حتی الامکان اپنے آپ کو بچا کر رکھے، کیونکہ سوال کرنا ذلت ورسوائی کا سبب ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَلسُّؤَالُ ذُلٌّ" دوسری جگہ ارشاد فرمایا "اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى" (بخاری ومسلم) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

میرے پیارے بھائیو اور دوستو! آج کی اس مبارک مجلس میں گدا گری، یعنی بھیک مانگنے اور بلاضرورت سوال کرنیکی ممانعت، شرعی نقطۂ نظر سے بیان کرنا چاہتا ہوں اور انشاء اللہ اسکے علاج پر بھی روشنی ڈالوں گا اس لئے آپ انتہائی توجہ اور غور وفکر کے ساتھ سماعت فرمائیں۔

محترم دوستو! امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں ایک حدیث نقل فرمائی

ہے جو بڑی چونکا دینے والی ہے، جس سے نہ صرف یہ کہ سوال کرنیکی مذمت معلوم ہوتی ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنیوالے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فقر وفاقہ میں اور زیادہ مبتلا کر دیا جاتا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مَنْ فَتَحَ عَلٰى نَفْسِهٖ بَابًا مِّنَ السُّؤَالِ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَبْعِيْنَ بَابًا مِّنَ الْفَقْرِ" (ترمذی شریف) کہ جو شخص اپنی ذات پر سوال کا ایک دروازہ کھولتا ہے خداوند عالم اس پر فقر کے ستر دروازے کھول دیتے ہیں اور تمام مخلوق بھی ملکر اگر ان دروازوں کو بند کرنا چاہے تو نہیں کر سکتی، ایک شاعر نے صحیح کہا ہے ؎

دست سوال لاکھوں ہی عیبوں کا عیب ہے
جس ہاتھ میں یہ عیب نہ ہو وہ دستِ غیب ہے

آپ ﷺ کا سوال نہ کرنے پر بیعت لینا

گرامی قدر دوستو! مذہب اسلام دست سوال دراز کرنے اور بھیک مانگنے کی سخت مذمت کرتا ہے، حد تو یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ جہاں دوسرے کاموں پر بیعت لیتے تھے، سوال نہ کرنے پر بھی بیعت لیتے تھے، حضرت عبدالرحمان بن عوف بن مالک اشجعی ؓ سے روایت ہے کہ ہم آٹھ یا سات آدمی آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ تم خدا کے رسول سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے فوراً ہاتھ بڑھا دیئے، مگر چونکہ ہم چند روز ہی پہلے بیعت کر چکے تھے، اس لئے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تو بیعت کر چکے ہیں، اب آپ ہم سے کس بات پر بیعت لیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات پر کہ تم خدا تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور احکام الٰہی بجا لاؤ، اور پھر آہستہ سے فرمایا: "وَلَا تَسْئَلُوْا

النَّاسَ شَيْئاً'' اورلوگوں سے کسی چیز کا سوال مت کرو، اب آپ حضرات اندازہ لگائیے کہ جس مذہب میں بھیک مانگنے اورسوال نہ کرنے پر بیعت لی جاتی ہو تو اس مذہب میں بھیک مانگنے کے نئے نئے طریقے اور طرح طرح کے حیلے، بہانے ایجاد کرنے کی اجازت کہاں اور کیسے مل سکتی ہے۔

بھیک ایک کاروبار

میرے بھائیو اور دوستو! بھیک آجکل مستقل ایک کاروبار بن چکا ہے، گرچہ قرآن پاک میں سائل کو نہ جھڑکنے کا حکم ہے ''واما السائل فلا تنہر'' مگر کیا کیا جائے، جہاں دیکھو وہیں سائلوں، بھکاریوں اور منگتوں کی اچھی خاصی تعداد نظر آتی ہے، دینے والا سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے، کیا کروں کسے دوں اور کس کو نہ دوں، حقیقی اور فرضی سائل میں امتیاز ہی نہیں ہوتا اس لئے ''وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ'' کی روشنی میں یہ حکم ہوگا کہ اگر دینے والے کی طاقت نہیں ہے تو سائل کو بھلی اور اچھی بات کہکر رخصت کردو، تواضع اور فروتنی کا مظاہرہ کرو، صبر سے کام لو، اللہ تعالیٰ اس پر ثواب مرتب فرمائیں گے۔

تاجر بھی سائل بن گئے

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق ﷺ نے ایک سائل کی آواز سنی اور یہ سمجھ کر کہ بھوکا ہے، اس کو کھانا کھلانیکا حکم دیا تھوڑی دیر کے بعد اسکی آواز پھر سنائی دی، معلوم ہوا کہ یہ وہی سائل اور وہی بھکاری ہے جسکو ابھی کچھ دیر پہلے ہی کھانا کھلایا گیا تھا، اور پھر مانگنے آ گیا، حضرت عمر فاروق ﷺ نے اس سائل کو اپنے پاس بلوایا اور دیکھا کہ اس کی جھولی روٹیوں سے بھری ہوئی ہے، آپ نے اس کی جھولی کا ایک سرا پکڑ کر اونٹوں کے آگے جھاڑ دیا، اور اس کو

دُرّہ مار کر کہا کہ پھر ایسا نہ کیجیو، اور فرمایا کہ تو سائل نہیں بلکہ تاجر ہے، (گویا کہ آجکل تاجر بھی سائل بن گئے) اس طرح کے بہت سے نمونے ہر چھوٹے بڑے شہر میں دیکھنے کو مل جاتے ہیں، مجھے اور آپ کو بارہا اس کا مشاہدہ ہو چکا ہے، مانگنے والے کہیں بیماری کے نام پر، کہیں آپریشن کے نام پر، کہیں بیاہ شادی کے نام پر، کہیں مصائب وحوادثات کے نام پر سوال کرتے نظر آتے رہتے ہیں، اور گھر گھر گلی کوچوں میں بھکاری ہی بھکاری دکھائی دیتے ہیں، گویا کہ آج کل سوال کرنے والوں کی کمی ہی نہیں ہے، جو اصرار اور ضد کے ساتھ مانگتے ہیں، اور خلاف شرع سوال کرتے ہیں۔

حضرت تھانویؒ کا مشاہدہ

حکیم الامت، مجدد الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ تھانوی ایک روز اپنے بالا خانہ پر تصنیفی کام میں مشغول تھے، دروازہ پر ایک فقیر آیا، گھر والوں نے اس کے سوال کرنے پر کچھ دیدیا، مگر وہ بار بار اصرار کرتا رہا، حتی کہ حضرتؒ کے تصنیفی کام میں خلل واقع ہونے لگا، آپ از خود نیچے تشریف لائے، اور اس فقیر کو کہا کہ جو کچھ مل گیا لیکر جاؤ وقت خراب نہ کرو، ضد کر کے مانگنا ممنوع ہے۔

آجکل کے سوالیوں اور بھکاریوں کا یہ حال ہے کہ وہ نہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہمیں کس سے سوال کرنا ہے اور کس سے نہیں، نہ وقت اور موقع دیکھتے ہیں بلکہ یک طرفہ ہوکر مانگتے ہیں، مسلم ہو یا غیر مسلم، غنی ہو یا فقیر، صاحب استطاعت ہو یا نہ ہو، ہر ایک سے سوال کر بیٹھتے ہیں، اور بڑی بے غیرتی اور بے حیائی کا ثبوت دیتے ہیں۔

دوستو آجکل اسفار کے دوران دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض بھکاری

Scanned by CamScanner

اس طرح چمٹ جاتے ہیں کہ ان سے اپنی جان چھڑانے اور عزت بچانے کے لئے کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے، نہ دیں تو پاؤں پڑتے ہیں، دامن پکڑتے ہیں، ٹھوڑی پکڑتے ہیں، اچھی خاصی فضیحت کردیتے ہیں مگر لئے بغیر نہیں ٹلتے۔

نہ وہ مے ہے، نہ وہ ساقی ہے، نہ وہ پیمانہ
آج بدلا ہوا ہے میخانہ کا میخانہ
یک بیک بدلی ہے زمانہ نے یہ کروٹ کیسی
کہ جس طرف دیکھئے ویرانہ ہی ویرانہ

غیر مسلم مسلمان کو خوشی سے بھیک دیتا ہے

میرے پیارے بھائیو! آج ہم دیکھیں تو مسلمانوں میں فقیروں اور بھیک مانگنے والوں کی کثرت ہے، آج غیر مسلم بھی یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھکاری، سوالی بن کر رہ جائیں، چنانچہ ایک غیر مسلم کی دوکان پر ایک غیر مسلم بھیک مانگنے آیا تو اس دوکاندار نے اس کو بہت لعنت وملامت کی، کہ تم بھیک مانگتے ہو، دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہو، تم سے کوئی کام نہیں ہوتا، تم ٹھیلہ نہیں کھینچ سکتے، رکشہ نہیں چلا سکتے، مزدوری نہیں کر سکتے، الغرض اسکو خالی ہاتھ بھیج دیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک مسلمان اس دوکان پر پہنچ گیا، اور اس نے بھی دستِ سوال دراز کیا، لہذا اس نے اس کا سوال فوراً پورا کردیا، ایک لفظ بھی نہیں کہا، پھر اپنے پاس بیٹھنے والوں سے کہنے لگا کہ میں نے اپنے بھائی غیر مسلم کو اسلئے ڈانٹا ہے تاکہ وہ بھیک مانگنا چھوڑ دے، اور مسلمان کو بھیک اسلئے دی کہ بھیک مانگنے کا پیشہ اس سے نہ چھوٹے، تو میں نے اس کو مانگنے پر اور مضبوط کردیا، بہر حال دنیا کی تمام تر مشینریاں اور مخالف طاقتیں

اس بات پر تلی بیٹھی ہیں کہ اسلام اور اسلام کے چاہنے والوں کا صفایا ہوجائے، اس لئے مسلمان کو بھیک دیکر غیر مسلم خوش ہوتے ہیں، کیونکہ اس سے انسان حقیقت میں معطل اور بیکار ہوجاتا ہے، اور مانگنے سے بزدلی، کم ہمتی، ضعف اور سستی، اور دین سے دوری پیدا ہوجاتی ہے۔

اونٹ کے منھ بھیک کے ٹکڑے لگ گئے

ایک لطیفہ یاد آیا کہ ایک بڑھیا نے سرِراہ چارپائی بچھائی، اور اس پر بھیک کے ٹکڑے سکھانے کے لئے ڈال دئے، کہ اچانک چلتے چلتے ایک اونٹ نے گردن بڑھا کر اس سے دو چار ٹکڑے کھا لئے، بڑھیا کو طیش آیا اور اس نے اونٹ والے کو برا بھلا کہنا شروع کردیا، لوگ جمع ہوگئے، انہوں نے بھی اونٹ والے کو لعنت وملامت شروع کی، اونٹ والا بیچارہ رونے لگا، لوگوں نے اس سے رونے کا سبب معلوم کیا، بھائی تجھے کیا پریشانی لاحق ہوئی، روتے روتے کہنے لگا کہ بڑھیا سے زیادہ میرا نقصان ہوا ہے، اس کے صرف دو چار ٹکڑے ضائع ہوئے ہیں، لیکن میرا اونٹ تو ہمیشہ کے لئے بیکار ہوگیا، لوگوں نے پوچھا کہ بھائی! یہ کیسے بیکار ہوگیا، اس نے زہر تو کھایا نہیں، روٹی کھائی ہے، یہ تو گھاس سے بھی زیادہ اس کو طاقت پہونچائیگی، اونٹ والا کہنے لگا کہ اصل بات یہ ہے کہ اس کے منھ بھیک کے ٹکڑے لگ گئے ہیں، اب یہ کام نہیں کریگا، بلکہ کام چور ہوجائیگا، اللہ...... اللہ...... ہے تو یہ لطیفہ مگر سوچنے کی بات ہے کہ جب اونٹ بھیک کے دو چار ٹکڑے کھانے سے بیکار ہوجاتا ہے، تو ایسا انسان کہ جس نے بھیک ہی کو کاروبار بنالیا ہو تو اس کا، اس کے خاندان کا، اس کے سماج ومعاشرہ کا کیا حال ہوگا، یقیناً وہ قوم زندگی میں ترقی اور کامیابی کے میدان سے بہت دور ہوجائے گی۔

Scanned by CamScanner

ضرورت منداور مستحق ادارے محروم رہ جاتے ہیں

محترم بزرگواور دوستو! آج کل مانگنے والوں کی جو بھیڑ بھاڑ اور ہمہ ہمی نظر آتی ہے وہ ناگفتہ بہ ہے کہ اسی رَو میں اہل مدارس بھی بہہ جاتے ہیں، چنانچہ رمضان کے متبرک مہینہ میں ہمارے مدارس اسلامیہ کے اساتذہ، سفراء بھی نازیبا حرکتوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اپنے معیار سے بہت نیچے گر جاتے ہیں، اخلاقی گراوٹ پراتر آتے ہیں، دوچار پیسوں کے لالچ میں اپنا اور علماء کا وقار مجروح کرڈالتے ہیں گویا کہ دوسروں کو عزتِ نفس اور خودداری کی تعلیم دینے والے خود اپنی فکر چھوڑ دیتے ہیں۔ بقول علامہ اقبال ۔

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا غازی بن تو گیا کردار کا غازی بن نہ سکا

اسی وجہ سے بہت سے مخلص اور بے لوث حضرات اور مدرسوں کے سچے خادم بیٹھے رہ جاتے ہیں، زبان دراز اور چالباز حضرات تملق بازی، خوشامدی کا فریب دیکر اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتے ہیں، گویا کہ مستحق ادارے محروم رہ جاتے ہیں، اسی طرح وہ لوگ جو حقیقتاً ضرورت منداور محتاج ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کی وجہ سے محروم رہ جاتے ہیں، کیونکہ شرم وحیا کی بنا پروہ زبان کھولنا نہیں جانتے، کثرتِ سوال کو برا سمجھتے ہیں۔

بروز قیامت بھیک مانگنے والوں کا حشر

بہت سے سوالی بغیر ضرورت ہی کے سوال کرتے رہتے ہیں، محض مال میں اضافہ کی خاطر، یعنی سوال کا مقصد صرف مال بڑھانا ہوتا ہے، ایسے لوگوں کے لئے احادیث صحیحہ میں لعنت وملامت وارد ہوئی ہے۔

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ جو شخص مالی اضافہ کے لئے لوگوں سے مانگتا ہے وہ آگ کا انگارہ مانگتا ہے، خواہ وہ کم مانگے یا زیادہ مانگے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَايَزَالُ الرَّجُلُ يَسْئَالُ النَّاسَ حَتّٰى يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ. (متفق عليه)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہمیشہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا رہتا ہے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں ہوگا کہ اسکے منھ پر گوشت کی بوٹی بھی نہ ہوگی۔

گویا کہ جو لوگ بلاضرورت محض پیشہ کے طور پر سوال کرتے ہیں تو وہ قیامت کے دن ذلیل ورسوا کئے جائیں گے، ان کے منھ پر گوشت بھی نہیں ہوگا، میدان محشر میں، مخلوقِ خدا کے درمیان یہ کہکر بے آبرو اور رسوا کئے جائیں گے کہ یہ لوگ دنیا میں بھیک مانگتے پھرا کرتے تھے آج انہیں اسکی سزا مل رہی ہے، میرے دوستو سوال کرنے پر احادیث میں بڑی بڑی وعیدیں آئی ہیں۔

سوال کرنے پر وعید

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَسَائِلُ كُدُوْحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهٗ فَمَنْ شَاءَ اَبْقٰى عَلٰى وَجْهِهٖ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهٗ اِلَّا اَنْ يَّسْئَلَ الرَّجُلُ ذَاسُلْطَانٍ اَوْ فِيْ اَمْرٍ لَايَجِدُ مِنْهُ بُدًّا (رواه ابوداوٗد والترمذی والنسائی)

حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوال کرنا ایک زخم ہے جس کے ذریعہ انسان اپنا منھ

زخمی کرتا ہے، لہذا جو شخص اپنی عزت وآبرو کو باقی رکھنا چاہتا ہے وہ شرم سے سوال نہ کرے اور کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے اور جو شخص اپنی عزت وآبرو کو باقی رکھنا نہ چاہے وہ سوال کرکے اپنی عزت کو خاک میں ملالے، گویا کہ یہ سوال کرنے والے کے لئے تنبیہ وتہدید ہے کہ کسی سے سوال نہ کرنا چاہئے، ہاں اگر سوال کرنا ہی ہے تو پھر حاکم سے سوال کرے یا ایسی صورت میں سوال کرے کہ اس کے لئے واقعی کوئی ضرورت اور مجبوری ہو۔

غنیٰ سائل کے لئے وعید

محترم بزرگو اور دوستو! آج کل آدمی محض اس لئے سوال کرتا ہے کہ میں مالدار ہو جاؤں، ابوداؤد ترمذی، ابن ماجہ، نسائی وغیرہ کی ایک حدیث میں ہے جسکے راوی حضرت عبداللہ ابن مسعود ہیں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایسی چیز کی موجودگی میں سوال کرے جو اسے مستغنی بنادینے والی ہو تو قیامت کے دن وہ اس حال میں پیش ہوگا کہ اس کے منھ پر اس کا سوال بصورت خموش یا خدوش یا کدوح ہوگا، یعنی سوال کرنے والے کے منھ پر زخم ہوگا، جو شخص کم یعنی ادنیٰ درجہ کا سوال کرے گا تو اس کے منھ پر ہلکا زخم ہوگا، اور جو شخص سوال کرنے میں درمیانی درجہ اختیار کریگا تو اس کے منھ پر زخم بھی درمیانی ہوگا اور جو شخص بہت زیادہ سوال کریگا تو اس کے منھ پر گہرا زخم ہوگا۔

غنی کون ہے

ایک روایت میں ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ مستغنی ہونے کی کیا حد ہے کہ جس کی موجودگی میں دوسرے لوگوں سے مانگنا ممنوع ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جسکے پاس اتنی مقدار میں غذائی ضروریات موجود ہوں کہ وہ ایک رات ایک دن اپنا پیٹ بھر سکے وہ مالدار اور غنی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ

وہ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلائے، بعض روایتوں میں مالدار کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ جو شخص پچاس درہم کا مالک ہو گیا ہو تو اس کے لئے سوال کرنا حرام ہو گیا، عطاء بن یسار کی روایت میں ہے کہ جو شخص ایک اوقیہ یعنی چالیس درہم کا مالک ہوگا وہ مستغنی کہلائیگا، اسکے لئے کسی سے سوال کرنا مطلقاً جائز نہیں ہوگا۔

دوستو اور بزرگو! خلاصہ یہ ہے کہ اگر آدمی مالدار ہونیکے باوجود سوال کریگا تو وہ سخت وعیدوں کا مستحق ہوگا، اور یہ بات بعید نہیں کہ بلاضرورت بھیک مانگنے والوں کے چہرے اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں بگاڑ دیں، اللھم حفظنا منہ ۔

در کریم سے بندہ کو کیا نہیں ملتا
جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو

نیک بختوں سے سوال کرو

گرامی قدر معزز سامعین کرام! اگر سوال کرنیکی ضرورت پیش آجائے، بغیر سوال کے کام نہ چلتا ہو تو اپنی ضرورت نیک بخت، سعادت مند افراد کے سامنے رکھنی چاہئے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنِ بْنِ الْفِرَاسِیِّ اَنَّ الْفِرَاسِیَّ قَالَ قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَسْئَلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ لَاوَاِنْ کُنْتَ لَابُدَّ فَسْئَلِ الصَّالِحِیْنَ (رواہ ابوداؤد والنسائی)

ترجمہ: حضرت فراسی ﷺ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا میں لوگوں سے مانگ سکتا ہوں، تو حضور ﷺ نے فرمایا نہیں، ہاں اگر کسی شدید ضرورت اور سخت حاجت کی بنا پر مانگنا ہی ضروری ہو تو پھر نیک بخت لوگوں سے سوال کرو۔

Scanned by CamScanner

میرے بھائیو اور دوستو! نیک لوگوں سے مانگنے کے لئے اس لئے کہا جارہا ہے کہ ان کے پاس مال حلال ہوتا ہے، وہ بردبار اور مہربان ہوتے ہیں، وہ مانگنے والوں کی پردہ دری نہیں کرتے، وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں، ان کی بے عزتی نہیں کرتے، ان کے ناموں کو اچھالتے نہیں، وہ حلال وحرام میں تمیز کرتے ہیں، چنانچہ جب حلال لقمہ پیٹ میں جائیگا تو اعتقادات میں، عبادات میں، اعمال میں انوارات پیدا ہوں گے، اس لیے جہاں تک بھی ممکن ہو علماء، صلحاء، مخیر اور با اخلاق مسلمانوں سے سوال کرنا چاہئیے، یہی وجہ ہے کہ بغداد کے فقراء اور مساکین اپنی ضروریات کے وقت امام احمد ابن حنبلؒ کے دروازے پر جاتے اور ان سے ہی اپنی ضروریات بیان کرتے تھے، (ہرایرے، غیرے، نتھو، خیرے سے نہیں)

ہر وقت اور ہر جگہ سوال کرنا مناسب نہیں

میرے بھائیو! آجکل ہمارے فقراء ومساکین اور سائلین سوچ سمجھ کر سوال نہیں کرتے، ہمارے مدارس کے بھی بہت سے احباب بدعنوانیوں کا شکار ہو جاتے ہیں، جہاں دیکھا وہیں سوال کر بیٹھتے ہیں، موقع محل کی بھی فکر نہیں کرتے، اخلاق وکردار، آداب واطوار کو فراموش کر دیتے ہیں، مشکوۃ شریف میں ایک روایت ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ اَنَّہٗ سَمِعَ یَوْمَ عَرَفَۃَ رَجُلاً یَسْئَلُ النَّاسَ فَقَالَ اَفِیْ هٰذَا الْیَوْمِ وَفِیْ هٰذَا الْمَکَانِ یَسْئَلُ مِنْ غَیْرِ اللّٰهِ فَخَفَقَهٗ بِالدُّرَّۃِ.

ترجمہ: حضرت علی ﷜ سے منقول ہے کہ انہوں نے عرفہ کے دن ایک شخص کو لوگوں سے سوال کرتے ہوئے دیکھا، تو اس سے فرمایا کہ (بدنصیب) آج کے دن اور اس جگہ پر تو خدا کے علاوہ دوسروں سے

مانگ رہا ہے، پھر انہوں نے اس شخص کو درہ سے مارا۔

میرے پیارو، غور سے سنو! حضرت علی ﷜ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اس سائل کی بدنصیبی اور بدبختی کی بات ہے کہ آج کے دن جو کہ قبولیت دعاء کا دن ہے، حاجی لوگ رورو کر دعائیں کر رہے ہیں، اللہ نے قبولیت دعاء کا وعدہ کیا ہے، پھر بھی یہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا پھر رہا ہے، حالانکہ عرفات کا میدان انتہائی مقدس وبابرکت میدان ہے، اس میں اللہ کے علاوہ سے سوال نہ ہونا چاہئے، اس میدان میں سوال کرنے میں کسی غیر کی شرکت زیبا ہی نہیں۔

سب سے زیادہ بخشش کا دن

کیونکہ آج کا دن سب سے زیادہ بخشش کا دن ہے آج کے دن اللہ کی رحمت جوش میں آتی ہے، چنانچہ مشکوۃ شریف میں ایک حدیث ہے کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے، تو حق تعالیٰ شانہ سب سے نیچے کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ میرے بندوں کو دیکھو یہ میرے پاس ایسی حالت میں آئے ہیں کہ سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں، بدن اور کپڑوں پر سفر کی وجہ سے غبار پڑا ہوا ہے۔ لبیك اللھم لبیك کا شور ہے، دور دور سے چلکر آئے ہیں، تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کے گناہ معاف کر دیئے ہیں، فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ فلاں مرد اور فلاں عورت گناہوں کی طرف منسوب ہیں، حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہوتا ہے: کہ میں نے ان سب کی مغفرت کردی، حضورؐ نے فرمایا کہ اس دن سے زیادہ کسی دن بھی لوگ جہنم کی آگ سے آزاد نہیں ہوتے۔

دوستو! ایک حدیث میں اس طرح ہے کہ حق تعالیٰ شانہ فرماتے

ہیں: کہ یہ میرے بندے بکھرے ہوئے بالوں والے میرے پاس آئے ہیں، میری رحمت کے امیدوار ہیں اس کے بعد بندوں سے خطاب فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے گناہ ریت کے ذرات کے برابر ہوں، آسمان کی بارش کے قطروں کے برابر ہوں، سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں اور اس دنیا کے تمام درختوں کے پتوں کے برابر ہوں تب بھی تمہارے گناہ بخش دیئے گئے...... جاؤ بخشے بخشائے اپنے گھر چلے جاؤ، اس لیے سائلوں کو چاہیے کہ متبرک مقامات میں سوال کرنے سے پرہیز اور گریز کریں۔

سوال نہ کرنے والوں کے لئے جنت کی بشارت

دوستو! جو لوگ سوال کرنے سے پرہیز کرتے ہیں، اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو جنت کی خوشخبری دی ہے، ابوداؤد شریف اور نسائی کی روایت میں ہے حضرت ثوبان ؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میرے ساتھ اس بات کا عہد کرلے کہ وہ لوگوں کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کریگا تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں، حضرت ثوبان ؓ کہتے ہیں کہ میں نے عہد کیا کہ کبھی بھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاؤں گا، چنانچہ حضرت ثوبان ؓ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے تھے، خواہ وہ کتنی ہی تنگیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو جائیں۔

آنحضرتؐ نے ابوذرؓ سے سوال نہ کرنے کا عہد لیا

اسی طرح حضرت ابوذر ؓ کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور اس بات کا اقرار کرایا کہ کبھی بھی کسی سے کوئی چیز نہیں مانگو گے، چنانچہ میں نے اس بات کا اقرار کیا پھر آپ نے یہ فرمایا کہ اگر تمہارا کوڑا بھی گر جائے تو کسی سے نہ مانگو، یعنی کسی سے اٹھانے کے لیے مت کہو، بلکہ تم خود

سواری سے اتر کر اسے اٹھالو۔ (رواہ احمد)

سوال نہ کرنے میں نبیؐ کا انتہائی مبالغہ

دوستو! آنحضرت ﷺ نے انتہائی مبالغہ سے کام لیا کہ اپنا کوڑا کسی سے اٹھانے کے لئے بھی نہ کہو، حالانکہ اس میں سوال کرنا نہیں ہے، حقیقت میں وہ اُسی کی چیز ہے جسے وہ صرف اٹھانے کے لئے کہہ رہا ہے، لیکن چونکہ اس میں بھی ایک طرح کا سوال ہوتا ہے، اس لئے آپ ﷺ نے بطور مبالغہ اس سے بھی منع فرمایا۔

سوال کرنے والوں کے لئے نبیؐ کی تعلیمات

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے سوال کرنے والوں کو طرح طرح کی ہدایات اور تعلیمات دیں، چنانچہ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ ایک انصاری مرد جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر سوال کرنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے گھر میں کچھ ہے؟ اس نے کہا ہاں ایک کمبل ہے، ہم اس کے ایک حصہ کو اوڑھتے ہیں، اور ایک حصہ کو بچھاتے ہیں، اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ، راوی حدیث حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ وہ لے کر آیا، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو لیا، اور فرمایا کہ ان دونوں چیزوں کو کون خریدتا ہے؟ ایک شخص بولا ان دونوں چیزوں کو میں ایک درہم کے عوض لیتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے، یہ بات آپ ﷺ نے دو یا تین بار فرمائی، ایک شخص نے کہا کہ میں دو درہم کے عوض لیتا ہوں آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں اس کو

Scanned by CamScanner

دیدیں اور دو درہم لے لئے، اور اس انصاری مرد کو دیکر فرمایا کہ ایک درہم کا کھانے کا سامان یعنی اناج وغیرہ لیکر اپنے گھر میں رکھدو اور ایک درہم کی کلہاڑی لیکر آؤ، وہ کلہاڑی لیکر آیا، چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے لکڑی کا ایک مضبوط دستہ لگا دیا، اور فرمایا کہ جاؤ...... اور لکڑیاں کاٹ کر لاؤ...... اور بیچو...... پندرہ روز تک میں تمہیں یہاں نہ دیکھوں وہ شخص گیا اور لکڑیاں کاٹ کر لاتا رہا، اور فروخت کرتا رہا، پھر وہ شخص آیا، جبکہ اس نے دس درہم کما لئے تھے، ان میں سے اس نے کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ درہم کا اناج خریدا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے یہ اس سے بہتر ہے کہ تو قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ تیرے منہ پر داغ ہو، پس سوال کرنا درست نہیں مگر تین آدمیوں کیلئے، ایک وہ جو نہایت محتاج ہو، یعنی خاک میں لوٹتا ہو، دوسرے وہ جو بھاری گھبرا دینے والا قرض سر پر رکھتا ہو، تیسرے جس نے قتل کیا ہو، اور دیت اس پر لازم ہو اور وہ دیت ادا نہ کر سکے، تو ایسے آدمی بدرجہ مجبوری سوال کر سکتے ہیں۔

صرف تین طرح کے لوگوں کے لئے سوال کرنا جائز ہے

چنانچہ مسلم شریف میں وضاحت کے ساتھ ایک روایت موجود ہے جس میں تین طرح کے لوگوں کے لئے سوال کرنا جائز قرار دیا گیا ہے، اس روایت کے راوی حضرت قبیصہ بن مخارق ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک ایسے قرض کی ضمانت لی، جو دیت کی وجہ سے تھا، چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ ﷺ سے ادائیگی قرض کے لئے کچھ رقم یا مال کا سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کچھ دن ٹھہرے رہو، جب ہمارے پاس کہیں

سے کچھ مال آئیگا، اس میں سے تمہیں دینے کیلئے حکم فرما دیں گے، پھر آپ نے فرمایا: اے قبیصہ صرف تین طرح کے لوگوں کے لئے سوال کرنا جائز ہے۔

(۱) ایک تو اس شخص کے لئے جو کسی کے قرض کا ضامن بن گیا ہو یا بھاری قرض کے نیچے دب گیا ہو، یا دیت (خونبہا) کا قرضہ ذمہ لے لیا ہو۔

(۲) دوسرے اس شخص کے لئے جو کسی آفت ومصیبت یا قحط وسیلاب میں مبتلا ہو جائے، اور اس کا سارا مال ہلاک اور ضائع ہو جائے، اور اس کی جان کے لالے پڑ جائیں، تو ایسے شخص کے لئے بھی اس قدر مانگنا جائز ہے جس سے اس کی محتاجگی دور ہو جائے، اور اس کی زندگی کیلئے سہارا ہو جائے۔

(۳) تیسرے وہ شخص جو غنی ہو مگر اتفاقاً کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے جسے اہل محلہ بھی جانتے ہوں، مثلاً گھر کا تمام مال واسباب چوری ہو جائے، یا اور کسی مصیبت وحادثہ سے دو چار ہو جائے، اور قوم (محلہ وبستی) کے تین صاحبِ عقل اور صاحبِ فراست آدمی اس بات کی شہادت دیں کہ واقعی اسے سخت حاجت پیش آگئی ہے، تو اس کے لئے بھی اس قدر مانگنا جائز ہے جس سے اس کی ضرورت پوری ہو جائے، اور اس کی زندگی کا سہارا ہو جائے، اگر کوئی شخص ان تین مجبوریوں کے علاوہ دستِ سوال دراز کر کے کسی سے کچھ لیکر کھاتا ہے، تو وہ حرام کھاتا ہے۔

سوال نہ کریں تو کیا بھوکے مر جائیں؟

میرے پیارو اور باوقار دوستو اور بزرگو! یہ سب باتیں ہمارے سامنے آگئیں کہ سوال کرنا، بھیک مانگنا انتہائی سنگین اور بھیانک جرم ہے اور سوال نہ کرنے پر جنت کی بشارتیں موجود ہیں، مگر پھر بھی بار بار ذہن میں یہ

Scanned by CamScanner

بات ٹکراتی ہے، کہ اگر سوال نہ کریں، اپنی ضرورت دوسروں کے سامنے نہ رکھیں، تو کیا بھوکے مرجائیں، جان دیدیں، ہلاک ہوجائیں، جس انسان کو روٹی، کپڑا اور مکان نہیں ملیگا تو اس کا حشر کیا ہوگا، وہ مانگنے پر مجبور نہیں ہوگا تو اور کیا کریگا۔

آسان علاج

دوستو! اس کا صاف ستھرا جواب اور آسان علاج قرآن واحادیث کی روشنی میں یہ ہے کہ انسان کسبِ حلال اختیار کرے، رزقِ حلال تلاش کرے، تجارت کرے، زراعت کرے، مزدوری کرے، غرضیکہ مانگنے کے علاوہ کسی بھی پیشہ سے وابستہ ہوکر اپنی زندگی کی ضروریات پوری کرے۔

اپنی تمام تر ضروریات اللہ کے سامنے رکھیں

دوسرا صاف صاف جواب یہ ہے کہ مجھے بھی اور آپ کو بھی اور تمام روئے زمین کی مخلوق کو بھی اپنی ضرورت صرف اور صرف مالک حقیقی اور مولائے کل کے سامنے رکھنی چاہئیں، جو ہم سب کا خالق ومالک اور رازق وناصر ہے۔

بہت جلد مالدار بننے کا مجرب نسخہ

دوستو اور بزرگو! جب ہم اپنی ضروریات کو اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھیں گے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ بہت جلد ان کا تکفل فرمائیں گے، فائدہ اور اطمینان عطا فرمائیں گے، بہت جلد غنی اور مالدار بنادیں گے، حضرت عمران بن حصین ؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص کلیۃً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر ضرورت کو پورا فرماتے ہیں، اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا، اور

جو شخص ہمہ تن دنیا کی طرف لگ جاتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کو دنیا کے حوالے کردیتے ہیں (کہ تو جان تیرا کام یعنی محنت کر اور کمالے جتنی مشقت اٹھائیگا اس کے موافق ہم دیتے رہیں گے)

ایک دوسری حدیث جس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ ہیں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهٗ وَمَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ فَيُوْشِكُ اللّٰهُ لَهٗ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ اَوْ آجِلٍ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو فاقہ کی نوبت آجائے اور وہ اس کو لوگوں کے سامنے پیش کرے تو اس کا فاقہ بند نہ ہوگا، اور جو شخص اپنے فاقہ کو اللہ تعالیٰ پر پیش کرے تو حق تعالیٰ شانہ جلد اس کو روزی عطا فرمادیتے ہیں، فوراً مل جائے یا کچھ تاخیر سے میسر ہو۔

ایک دوسری حدیث میں یہ مضمون اسطرح وارد ہوا ہے کہ جو شخص اپنے فاقہ اور احتیاج کو حق تعالیٰ شانہ کے سامنے پیش کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ بہت جلد اس کے فقر کو دور فرماتے ہیں، جلدی کی موت سے یا جلدی کے غناسے، جلدی کے غناسے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کچھ دنوں کے بعد مالدار بنادیگا، تاکہ وہ اپنی حاجت اور ضرورت پوری کرکے اپنی زندگی میں اطمینان وسکون محسوس کرلے، اور جلدی کی موت کے دو مطلب شیخ العرب والعجم حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ نے فضائل صدقات میں بیان کیے ہیں۔

ایک مطلب تو یہ ہے کہ اس کا وقت اگر خود قریب آگیا تو اس کو

Scanned by CamScanner

فاقوں کی تکلیف میں مصیبت اٹھانے سے پہلے ہی حق تعالیٰ شانہ موت عطا فرمادیں گے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر جلدی کی موت نہ آئی تو کسی اور کی موت اس کے غناء کا سبب بن جائیگی، مثلاً کسی کی میراث کا وافر حصہ مل جائے یا کوئی شخص مرتے وقت یہ وصیت کر جائے کہ میرے مال میں سے فلاں شخص کو اتنا دیدینا۔

ایک عبرت آموز واقعہ

چنانچہ متعدد واقعات اس طرح کے موجود ہیں کہ بہت سے لوگوں نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرا مال فلاں شہر میں فلاں آدمی کے پاس بھیج دیا جائے، جیسے قبیلہ کرد میں ایک مشہور ڈاکو گذرا ہے، وہ اپنا قصہ خود بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کیساتھ ڈاکہ ڈالنے کے لئے جارہا تھا، راستہ میں ایک جگہ ہم بیٹھ گئے، دیکھتے کیا ہیں کھجور کے تین درخت ہیں، دو پر تو خوب پھل آرہے ہیں، اور ایک بالکل خشک ہے، ایک چڑیا بار بار آتی ہے اور پھلدار درختوں سے تازہ کھجور اپنی چونچ میں لیکر اس خشک درخت پر جاتی ہے، دس مرتبہ اس چڑیا کو کھجور لیجاتے ہوئے میں نے دیکھا، تو بڑا تعجب ہوا اور خیال پیدا ہوا کہ اس درخت پر چڑھ کر دیکھوں کہ یہ چڑیا ان کھجوروں کا کیا کرتی ہے، چنانچہ میں نے اس درخت کی چوٹی پر جا کر دیکھا کہ ایک اندھا سانپ منہ کھولے پڑا ہے اور چڑیا تروتازہ کھجور اس کے منہ میں ڈالدیتی ہے، یہ ماجرا دیکھ کر مجھے اس قدر حیرت ہوئی، اور نصیحت ملی کہ میں رونے لگا، میں نے کہا کہ اے میرے مولا یہ سانپ ایسا جانور ہے کہ جس کے مارنے کا آپ کے نبی ﷺ نے حکم دیا ہے، اور آپ نے اس سانپ کے ساتھ میں یہ معاملہ کیا ہے کہ یہ اندھا ہوگیا تو اس کی روزی پہونچانے کے لئے چڑیا کو مقرر کردیا، اور میں تیرا بندہ تیری توحید کا اقرار کرنے والا، میں لوگوں کو لوٹ مار کر روزی

حاصل کرتا ہوں، اس بات کے کہنے پر میرے دل میں خدا کی طرف سے یہ ڈالا گیا کہ میرا دروازہ توبہ کیلئے کھلا ہوا ہے، میں نے اسی وقت اپنی تلوار توڑ ڈالی، جو لوگوں کو لوٹنے میں کام دیتی تھی، اور اپنے سر پر خاک ڈالتا ہوا، "اقالۃٌ اقالۃٌ" (درگذر درگذر) معافی معافی کے الفاظ کے ساتھ چلانے لگا، مجھے غیب سے آواز آئی ہم نے تجھے درگذر (معاف) کردیا، پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا، وہ کہنے لگے تجھے کیا ہوگیا، میں نے کہا کہ میں مجبور تھا، یعنی اللہ کی رحمتوں سے چھٹا ہوا تھا، اب میں نے صلح کرلی یعنی اللہ سے معافی مانگ لی ہے، اللہ مجھ سے خوش ہوگیا، پھر میں نے سارا قصہ ان کو سنایا وہ کہنے لگے، ہم بھی معافی مانگتے ہیں، صلح کرتے ہیں، یہ کہکر سب نے اپنی اپنی تلواریں توڑدی، اور سب کے سب لوٹا ہوا سامان چھوڑ کر احرام باندھکر مکہ کے ارادہ سے چلدیئے، تیسرے دن ایک گاؤں میں پہونچے، تو ایک اندھی بڑھیا ملی اس نے ہمارے قافلہ سے میرا نام لیکر پوچھا کہ تم میں اس نام کا کوئی کردی ہے، میں نے کہا کہ ہاں ہے، تو اس بڑھیا نے کچھ کپڑے نکالے اور کہا کہ اب سے تین روز پہلے میرا لڑکا اللہ کو پیارا ہوگیا تھا، اس نے یہ کپڑے چھوڑے ہیں، اور مسلسل تین دن سے آنحضور ﷺ میرے خواب میں آرہے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ یہ کپڑے فلاں کردی کو دیدینا، بہرحال وہ کپڑے میں نے لے لئے اور ہم سب نے ان کو پہنا۔

اس قصہ میں دوستو دو چیزیں قابل عبرت ہیں، کہ اندھے سانپ کے لئے اللہ جل شانہ کی طرف سے روزی کا سامان مہیا ہونا، اور نبی ﷺ کی طرف سے کپڑوں کا عطیہ دستیاب ہونا، گویا کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بندہ کی مدد کرنے پر آتے ہیں، تو اس کے لئے اسی طرح کے اسباب پیدا فرمادیتے ہیں، اور اس کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner

میرے بزرگو اور دوستو! غناء اور فقر کے سارے اسباب وہی پیدا کرتا ہے، جلدی کی موت سے غناء کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ ایک شخص مرتا ہے دوسرے شخص کا فائدہ ہوجاتا ہے، چنانچہ مکہ کے قریب کا آدمی مرگیا، اور کردی کا فائدہ ہوگیا۔

میرے پیارو! اللہ کا نظام قدرت عجیب ہے، اس کا کوئی بھی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا، (فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَايَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ وَالْمَصْلِحَةِ) بات لمبی ہوتی جارہی ہے، شروع خطبہ میں آپ کے سامنے آیت کریمہ "وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجاً وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ" تلاوت کی گئی تھی، اسی آیت میں ہمارے سوال کا جواب اور علاج بھی موجود ہے، ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ.

ترجمہ: جو آدمی اللہ سے ڈرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نجات کا راستہ نکالدیتے ہیں، اور اس کو ایسی جگہ سے روزی پہونچاتے ہیں، جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا، آج یہ انسان اگر اللہ تعالیٰ کا ڈر، خوف، تقوی و پرہیزگاری اختیار کرلے تو دونوں جہاں کے خزانوں کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں آجائیں گی۔

پیارے بھائیو! اس راستہ میں تقوی اور توکل ہی اصل ہے ۔

دریں راہ فلاں بن فلاں چیزے نیست

تقوی ہی دینی اور دنیوی ترقیوں کا ذریعہ ہے، اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں، بے قیاس و بے گمان روزی ملتی ہے، گناہ معاف ہوتے

ہیں، جنت ہاتھ آتی ہے، اجر بڑھتا ہے، اور ایک عجیب قلبی سکون واطمینان ملتا ہے، جس کے بعد کوئی سختی سختی نہیں رہتی، تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کافور ہوجاتی ہیں۔

ابن ماجہ میں ایک حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر لوگ اس آیت کو پکڑلیں، یعنی اس پرعمل کریں، تو ان کے حق میں ایک آیت کافی ہوجائے، پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی: "وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجاً وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ"۔

تمام اسباب مشیتِ ایزدی کے تابع ہیں

دوستو اور بزرگو! آیت کا اگلا ٹکڑا اس طرح ہے "وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْراً".

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھو، اسباب پر تکیہ مت لگاؤ، کیونکہ اللہ کی قدرت ان اسباب کی پابند نہیں ہے، جو کام اسے کرنا ہے، وہ پورا ہوکر رہتا ہے، اسباب بھی اس کی مشیت کے تابع ہیں، ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ ہر چیز کا اللہ کے یہاں ایک اندازہ ہے اسی کے مطابق ہر چیز ظہور پذیر ہوتی ہے، اس لئے اگر کسی چیز کے حاصل ہونے میں دیر ہو تو متوکل کو گھبرانا نہیں چاہئے۔

تمام دنیا کے قلوب اللہ کے قبضہ وقدرت میں ہیں

دوستو اور بزرگو! جب ہمارا کوئی کام پورا نہیں ہوتا تو ہم بہت جلد گھبرا کر سوال کرنے اور بھیک مانگنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں، حالانکہ یہ کوئی

ضروری نہیں کہ ہمارا سوال پورا ہی ہوجائے، اس لئے کہ تمام دنیا کے قلوب صرف اسی ذات اقدس کے قبضہ میں ہیں، جو مالک الملک ہے، نفع ونقصان کا مالک ہے، بغیر اس کے ارادہ اور حکم کے کوئی حاکم اور کوئی دولت مند نہ کسی قسم کا نفع پہونچا سکتا ہے، اور نہ نقصان پہونچا سکتا ہے، کیونکہ پوری دنیا کے قلوب اسی کے ہاتھ میں ہیں، ہم ہزاروں اور لاکھوں مرتبہ کسی کی منت سماجت کریں مگر جب اس کا اپنا دل دوسرے کے قبضہ میں ہے، تو جب تک دلوں کے مالک کا ارادہ نہ ہو تو ہماری منت، سماجت سے اس کے دل پر کیا اثر ہوسکتا ہے، جب دلوں کا مالک کسی کام کو کرنا چاہے تو وہ بات خود بخود دوسروں کے دلوں میں اتر جائیگی، ہم لاکھ بے نیازی برتیں، اس کا دل اس کو خود مجبور کریگا، بار بار اس کے دل میں خیال آئیگا، اور بغیر تحریک کے اس کا دھیان اس طرف جائیگا، کہ میری حاجات مانگنے کا محل اگر ہے تو صرف وہی پاک ذات ہے، اور اگر عاجزی، منت وسماجت کرنیکی جگہ ہے تو اسی کا دربار ہے، ساری دنیا کے دل اسی کے تابع ہیں، اور ساری دنیا کے خزانے اسی کی ملک ہیں ۔

در کریم سے بندہ کو کیا نہیں ملتا
جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو

اللہ ہی سے مدد مانگو

میرے دینی بھائیو! ترمذی شریف کی حدیث ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”وَاِذَا سَئَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذِاسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ“

کہ جب تم سوال کا ارادہ کرو تو صرف اللہ تعالیٰ کے آگے دست سوال دراز کرو اور جب تم دنیا وآخرت کے کسی بھی معاملہ میں مدد مانگنا چاہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔

جو نہ مانگے اس سے تو بیزار ہے
ہر گھڑی دینے کو تو تیار ہے

نہ مانگنے پر اللہ کی ناراضگی

ایک حدیث میں وضاحت کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا اس پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے، درحقیقت اللہ تعالیٰ کے آگے ہاتھ پھیلانا اپنی عاجزی بے کسی، اور محتاجگی کا اظہار کرنا ہی شان عبدیت ہے، جو اللہ کو بہت پسند ہے۔

خطیب کا آخری پیغام

میرے بھائیو اور دوستو! یہ بات یاد رکھو کہ لوگوں سے سوال کرنا اور بھیک مانگنا ضرورتوں کو پورا نہیں کرسکتا، آج اگر ایک ضرورت کے لئے بھیک مانگی ہے، اور بالفرض وہ ضرورت پوری بھی ہوگئی، تو کل اس سے اہم کوئی اور حاجت پیش آجائیگی، گویا کہ انسانی احتیاج بدستور باقی رہیگی، ہاں اگر اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے تو یہ ضرورت بھی پوری ہوجائیگی، اور مزید برآں اس کو کوئی دوسری ضرورت پیش نہ آئیگی، اور اگر آئی تو اس کا انتظام مالک الملک خزانۂ غیب سے خود فرمادینگے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا جارہا تھا تو جبرئیل امین تشریف لائے، اور درخواست کی کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم فرمائیں، آپ نے فرمایا...... میری کوئی بھی حاجت، اور ضرورت آپ سے وابستہ نہیں، معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء، اولیاء، صلحاء کی نظر صرف اللہ کی طرف ہوتی ہے بندوں کی طرف نہیں۔

Scanned by CamScanner

اس لئے میرے عزیزو، پیارے بچو، دوستو اور بزرگو! ہماری نظر صرف اس احکم الحاکمین کے عطیات کی طرف ہونی چاہیئے، جو ہم سب کا خالق ومالک، رازق وناصر ہے، جو غفار بھی ہے، رزاق بھی ہے، جواد بھی ہے، وہاب بھی ہے، سب سے زیادہ دینے والا آقا اور داتا ہے۔

تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لئے
در تیری رحمت کے ہیں ہر دم کھلے
خدا کی دَین کا موسیٰ سے پوچھیئے احوال
آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا ہی محتاج رکھے بھیک مانگنے سے، سوال کرنے سے، ہماری حفاظت فرمائے، کہنے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالین.

بندوں کی ضرورتیں پوری کرنا صرف اللہ کا کام ہے، بندوں کا نہیں، حاجت پیدا بھی وہی کرتا ہے، پوری بھی وہی کرتا ہے، بیچ میں صرف بندہ کا امتحان ہے۔

Scanned by CamScanner

مانگنا توہین
دینا فخر
اور کمانا افضل ترین عبادت ہے

کسبِ حلال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔..............اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ الجمعۃ)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْہُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمِنَ الْحَرَامِ

(رواہ البخاری)

گرامی قدر حضرات اور برادران اسلام! گذشتہ جمعہ میں دست

سوال دراز کرنیوالوں اور بھیک مانگنے والوں سے خطاب تھا، آج کی اس نورانی اور ایمانی مجلس میں کسب حلال کی فضیلت وبرکت اور حرام مال کی مذمت وشناعت کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں اور اس کو اپنے لئے بھی اور آپ حضرات کیلئے بھی باعث اجروثواب سمجھتا ہوں، یقیناً بھیک مانگنے والوں کا علاج اسی میں ہے کہ انسان حرام روزی چھوڑ کر حلال روزی اور حلال کمائی کے ذرائع اپنائے، انشاءاللہ بہت جلد اس مرض سے چھٹکارا حاصل ہوجائیگا،

دوستو! آج ہمارے معاشرہ کا یہ حال ہوگیا ہے کہ حلال وحرام کی تمیز یکسر اٹھا کر رکھدی گئی ہے اور ہم لوگ، نفس امارہ کے تابع ہوکر رہ گئے ہیں، نہ حلال کو حلال سمجھتے ہیں، نہ حرام کو حرام، بلکہ جو دل میں آیا اسے کو کر ڈالا، حالانکہ یہ کامیابی وکامرانی کی دلیل نہیں ہے۔

کسب حلال ایک مستقل عبادت ہے

مسلمانو! شریعت اسلامیہ میں کسب حلال یعنی حلال کمائی کرنا ایک مستقل عبادت ہے، عبادت صرف مسجدوں، مدرسوں، تبلیغی جماعتوں اور دینی تنظیموں تک ہی محدود نہیں بلکہ مسلمانوں کی زندگی کا ہر ہر گوشہ اور ایک ایک لمحہ جو نبی ﷺ کے طریقہ پر گذرتا ہو، وہ عبادت میں داخل ہے، چنانچہ ہمارا کھانا، پینا، پہننا، اوڑھنا، حتیٰ کہ سونا اور جاگنا، بیوی بچوں سے بات چیت کرنا (ازدواجی تعلقات قائم کرنا) بیوی بچوں کے منھ میں محبت سے لقمہ دینا، اور ان کے ساتھ دل لگی کی باتیں کرنا بھی عبادت ہے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے لئے دوہدایتیں

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں

اپنے محبوب اور معصوم بندوں...... (حضرات انبیاء علیہم السلام) کو دوہدایتیں دی ہیں، ایک یہ کہ کھانا حلال اور پاکیزہ کھاؤ، دوسرے یہ کہ عمل نیک اور صالح کرو۔ ارشاد ربانی ہے:

يٰاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (مؤمنون)

ترجمہ: اے رسولو! عمدہ مال کھاؤ اور عمل صالح کرو، حضرات علماء نے لکھا کہ حلال غذا کا عمل صالح میں بڑا دخل ہے۔

یعنی جب غذا حلال ہوتی ہے تو نیک اعمال کی توفیق خودبخود ہونے لگتی ہے، اور اگر غذا حرام ہو تو نیک کام کا ارادہ کرنے کے باوجود بھی اس میں مشکلات پیدا ہوجاتی ہیں۔

عام مؤمنین کے لئے دوہدایتیں

اسی طرح عام مؤمنین کے لئے بھی باری تعالیٰ اپنے کلام پاک میں دوہدایتیں ارشاد فرماتے ہیں:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ. (سورہ بقرہ)

ترجمہ: اے ایمان والو کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو روزی ہم نے تم کو دی، اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اسی کی بندگی کرتے ہو۔

حضرات علمائے مفسرین لکھتے ہیں کہ آیت شریفہ میں خاص اہل ایمان کو خطاب ہے، یعنی اہل ایمان کو بھی دوہدایتیں دی گئی، (۱) حلال رزق کھاؤ (۲) اور اللہ کا شکر ادا کرو...... نعمت کے استعمال کرنے سے منعم کی محبت پیدا ہوتی ہے، اور شکر کرنے سے نعمت میں زیادتی ہوتی ہے۔

بعض مرتبہ اہل ایمان یہ سوچنے لگ جاتے ہیں کہ لذیذ اور پاکیزہ

Scanned by CamScanner

چیزوں کو ترک کردو، سیدھا، سادا لباس پہنو، موٹا جھوٹا کھانا کھاؤ، یہ عبادت ہے، حالانکہ یہ عبادت نہیں، بلکہ عبادت تو یہ ہے کہ آدمی اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو رغبت اور محبت کے ساتھ کھائے، جس طرح عاشق معشوق کے ہاتھ کی دی ہوئی ہر چیز کو شوق ورغبت سے کھاتا ہے، اسی طرح دوستو...... منعم حقیقی کی طرف سے جو نعمت آئے، اسکو بصد شوق ورغبت استعمال کرو، تا کہ منعم تم سے راضی اور خوش ہو جائے، یہ مت سمجھو کہ پاکیزہ، عمدہ اور صاف ستھری چیزوں کے استعمال سے خواہشات نفسانی میں گرفتار ہو جائیں گے، جو عبادت سے غفلت کا سبب بن جائیگا، اس کا علاج دوسری ہدایت ''وَاشْکُرُوْا'' میں فرمایا کہ تم کھا کر اللہ کا شکر ادا کرو۔

میرے دوستو اور بھائیو! جب ہم صاف ستھری لذت آمیز اور حلال چیزیں کھا کر اللہ کا شکر ادا کریں گے، تو یہ کھانا عین عبادت بن جائے گا، اس لئے کہ پاکیزہ رزق کھانے سے اللہ کی محبت پیدا ہوگی، اور محبت سے شکر نکلے گا، اور شکر ایک عظیم عبادت ہے، معلوم ہوا کہ رزق حلال میں اللہ کی رضا مضمر اور پوشیدہ ہے۔

عام مسلمانوں کے لئے ہدایات

بزرگو اور دوستو اور نوجوان بھائیو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے کل عالم کے مسلمانوں کو بھی حکم دیا ہے، خواہ وہ عرب کے ہوں یا عجم کے، کالے ہوں یا گورے، امیر ہوں یا غریب، یک طرفہ سب کے لئے اعلان فرمایا:

یٰاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (سورہ بقرہ) پ۲

ترجمہ: اے لوگوں کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال، پاکیزہ اور

پیروی نہ کرو شیطان کی، بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

آیت کی تفسیر میں علماء نے لکھا ہے کہ تمام رازقوں کا رازق اور تمام خالقوں کا خالق اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی ہے، وہ جس چیز کو حلال کرے، وہ حلال، اور وہ جس چیز کو حرام کرے وہ حرام، گویا کہ سب چیزیں اسی کی ملک میں ہیں، کسی کو اس کی ملک میں تصرف کا حق حاصل نہیں، کہ حلت وحرمت کا حکم لگائے۔

حلال کی تعریف

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ حلال وہ ہے جس کی شریعت میں ممانعت نہ آئی ہو۔

طیب کی تعریف

اور طیب وہ ہے جو بالکل پاک اور صاف ہو، کسی غیر کا حق اس سے متعلق نہ ہو، مثلاً غصب اور خیانت اور رشوت وسود یا کسی اور ناجائز طریقہ سے اس کو حاصل نہ کیا گیا ہو، اس لئے کہ جو چیز فی نفسہٖ حلال ہو مگر دوسرے کا حق اس کے ساتھ متعلق ہو، تو اس کا کھانا بھی جائز نہیں، جیسے کوئی چیز اصل میں تو پاک ہو اور بعد میں نجاست آلود ہو جائے تو اس کا کھانا جائز نہیں رہتا۔

حلال روزی کمانا ایک فرض ہے

رزق حلال کے سلسلہ میں سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ'' (مشکوۃ شریف)

حلال روزی کی طلب ایک فریضہ کے بعد دوسرا فریضہ ہے جس طرح اللہ نے نماز روزہ، حج، زکوۃ فرض کئے ہیں، اسی طرح اللہ نے حلال روزی کمانا بھی فرض کیا ہے۔

حلال روزی کمانے والا اللہ کا دوست ہے

میرے پیارو! حلال روزی کمانے والا اللہ کو بہت پسند ہے، میرے

Scanned by CamScanner

آقا ومولیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ'' یعنی اپنے ہاتھ سے کمانے والا اللہ کا حبیب اور دوست ہے، اللہ تعالیٰ کی دوستی بڑی ریاضتوں، محنتوں اور کوششوں کے بعد ملتی ہے، جس کو اللہ کی دوستی نصیب ہوگئی، وہ بڑی عظمتوں اور نعمتوں سے نواز دیا گیا۔

مبارک ہو تم کو اے اہل ہنر

چنانچہ کسب وکمائی کی اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے، ایک مرتبہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کیا، ان صحابی کی ہتھیلی میں کام کرنے کی وجہ سے کچھ نشانات اور کھردراپن آ گیا تھا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ داغ اور نشانات کیسے ہیں، عرض کیا اے اللہ کے رسول میں نعل بندی کا کام کرتا ہوں، اور اس سے اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہوں، نبی کریم ﷺ نے ان صحابی کے ہاتھوں کو چوم لیا، اور یہ فرمایا: ''ھٰذِہٖ یَدٌ لَاتَمَسُّہُ النَّارُ'' یہ تو وہ ہاتھ ہیں، جنہیں آگ نہیں چھو سکتی، ......دوستو! آپ اندازہ لگائیے کہ نبی کریم ﷺ نے جن ہاتھوں کو محنت اور کام کی بنیاد پر بوسہ دیا ہو، تو اس کسب وکمائی کی کتنی اہمیت ہوگی۔

پسندیدہ پیشے

دوستو اور عزیزو! حضرات فقہاء نے کسب معاش کے سلسلہ میں بہتر کسب وپیشہ جہاد کو بتلایا ہے، اس کے بعد تجارت، پھر زراعت، پھر دستکاری، پھر مزدوری۔

پہلا درجہ جہاد

فخر المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے لکھا کہ سب سے بہترین کمائی جہاد ہے، بشرطیکہ جہاد کے ارادہ کے وقت مال غنیمت کے حصول کا خیال دل میں قطعانہ ہو بلکہ نیت میں اخلاص ہو، چنانچہ جہاد کے نتیجہ میں جو مال میسر آئیگا وہ خالص حلال ہوگا، برکتی ہوگا، نورانی ہوگا، اور چونکہ جہاد افضل ترین عبادت ہے، لہذا اس کے ذریعہ جو مال ملیگا، وہ بھی افضل ترین ہوگا۔ (لیکن جہاد کی بہت سی شرطیں ہیں جن سے عام لوگ واقف نہیں اور یہ یقینا تنہا آدمی کا کام نہیں، جہاد کے لئے اجتماعیت ضروری ہے، کسب کے دیگر ذرائع میں اجتماعیت ضروری نہیں ہے)

دوسرے نمبر پر تجارت کا درجہ ہے

خاص طور سے وہ تجارت جو ایک ملک سے دوسرے ملک میں اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں، مسلمانوں کی ضروریات کی چیزوں کو لانے، لیجانے کا ذریعہ ہو، اس قسم کی تجارت کرنے والا شخص اگر حصول منفعت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی خدمت اور حاجت روائی کا جذبہ رکھتا ہو، تو اس کی یہ تجارت بھی بڑی عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔

تیسرے نمبر پر زراعت ہے

زراعت کا پیشہ بھی دنیاوی منفعت کے علاوہ اجر وثواب کا بڑا ذریعہ بن جاتا ہے، جبکہ اس میں مخلوق خدا یعنی انسان اور جانوروں کی غذائی ضروریات کی فراہمی پیش نظر ہو، اس کے علاوہ دیگر پیشے جتنے بھی ہیں جو دستکاری کے تحت آتے ہیں، فن کتابت کا پیشہ اچھا پیشہ ہے، اس معنی کر کہ اس

پیشہ کے ذریعہ علم کی خدمت ہوتی ہے، اور دینی علوم، شرعی احکام، انبیاء اور بزرگوں کے احوال کی حفاظت اور نشر واشاعت ہوتی ہے، اسی طرح ایسے آلات تیار کرنا جن سے جہاد کیا جاسکتا ہو، اسی طرح وہ مشینریاں بنانا جن سے دینی، اسلامی نشر واشاعت ہوسکتی ہو۔

دوستو اور بزرگو! ان اسباب وذرائع میں انسان کسی بھی ذریعہ کو استعمال کرے اور آگے بڑھے، اللہ کی عبادت کرتا رہے، اور اس سے مانگتا رہے، تو ضرور برکت ہوگی، مال میں بھی، اولاد میں بھی، علم میں بھی، صحت میں بھی، اور قلب میں بھی نور پیدا ہوگا۔

محترم ساتھیو! شریعت اسلامیہ میں حصول مال کا بہت اچھا اور عمدہ ذریعہ تجارت ہے، اس لئے حضرات علماء نے تجارت کے چھ قیمتی اصول تحریر فرمائے ہیں، اگر ہم چاہتے ہیں کہ کامیاب تاجر بنیں، تو ان اصولوں پر عمل کرنا ہوگا۔

پہلا اصول اصلاح نیت

میرے پیارو! آج ہمارے تاجر بھائی تجارت کے اصولوں سے ناواقف ہیں، جب تک ہم تجارت کے اصولوں کو نہیں اپنائیں گے، اس وقت تک ہم کامیاب نہیں ہوں گے، اس لئے تجارت میں اصلاح نیت بھی ضروری ہے، یعنی تاجر کو چاہیے کہ وہ اپنی تجارت کو فخر ومباہات کا ذریعہ نہ بنائے، بلکہ اس کی یہ نیت ہو کہ میں اس تجارت سے حلال روزی حاصل کروں گا، اور اپنے دیگر متعلقین اعزا واقربا، مساجد ومدارس، اور مکاتب کا خاص خیال رکھوں گا، اور اپنے تجارتی مال کو حتی المقدور پاکیزہ اور حلال رکھوں گا۔

دوسرا اصول محنت ومشقت

مسلمان بھائیو! تجارت کا دوسرا اصول محنت ومشقت ہے، ہر تاجر محنت ومشقت سے کام لے، آدمی جو بھی کام کرے اس کے لئے جان توڑ محنت کرے، پھر انشاء اللہ اس کے ثمرات نفع بخش نظر آئیں گے، عربی کا ایک مقولہ ہے "مَنْ جَدَّ وَجَدَ" یعنی جس نے کوشش کی اس نے پایا، قرآن پاک میں صاف صاف ارشاد ہے: "لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم)" انسان کو اس کی کوشش اور سعی کے مطابق ہی ملتا ہے۔

محنت ضروری ہے

میرے شیخ ومرشد حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے، دوستو محنت کرنی پڑیگی، بغیر محنت کے نہ دنیا کمائی جا سکتی ہے نہ آخرت، نہ دنیوی کامیابی میسر آسکتی ہے نہ دینی۔

ایک خوبصورت مثال

غور کیجئے یہ کھانا جو دونوں وقت ہمارے سامنے آتا ہے، اس کو پہلے انسان نے کھیت میں بویا، پھر کاٹا، اور دانہ کو بھوسہ سے الگ کیا، مزید برآں چکی میں پیس کر، مشین سے گوندھ کر روٹی پکا کر دسترخوان پر آگئی، مگر جب تک لقمہ توڑ کر منھ میں نہیں دیا جائیگا، تو منھ کے اندر کیسے جائیگا، اور اگر اس نے لقمہ منھ میں دے بھی دیا لیکن منھ کو نہیں چلایا، دانتوں سے نہیں چبایا، یعنی کچھ بھی محنت نہیں کی، تو معدہ میں کیسے چلا جائیگا، ......نہیں جا سکتا......معدہ میں پہنچانے کے لئے محنت ضروری ہے۔

اس لئے میرے محترم بزرگو اور دوستو! تجارت کو نفع بخش بنانے کے

Scanned by CamScanner

لئے محنت کرنی پڑیگی، بغیر محنت کے چارۂ کارنہیں۔

انتھک محنتیں

اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں، تو پتہ چلتا ہے، کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، نیز حضرات اکابرین اور سلف صالحین نے انتھک محنتیں دین ودنیا کے لئے کی ہیں، کتب تاریخ میں ان کی جفاکشی کے واقعات سنہرے حرفوں میں تحریر ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان

خلیفۃ المسلمین امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جوشخص روزی کا طلبگار ہواور وہ بغیر ہاتھ پیر چلائے اللہ سے یہ دعاء کرتا ہے کہ اے اللہ مجھے رزق عطاء فرما، تو اس کے لئے ہرگز یہ مناسب نہیں، کیوں کہ اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آسمان سے چاندی، سونا نہیں برستا۔

جانوروں میں محنت کا جذبہ

حضرات گرامی! انسان تو انسان ہی ہیں، مگر ہم دیکھتے ہیں، کہ اللہ کی دوسری مخلوقات، جانور، چرند، پرند بھی محنتیں کرتے ہیں، اور اپنا اپنا رزق اکٹھا کرتے ہیں، شہد کی مکھیوں کو دیکھو، کس انداز سے اپنا چھتہ بناتی ہیں، کہ جس کے چھتے میں مختلف قسم کے کمرے ہوتے ہیں جسمیں شہد جمع کرتی ہیں، معلوم نہیں کہاں کہاں سے پھلوں اور پھولوں کے ذریعہ سے اس کو چوس کر لاتی ہیں۔

دوستو! ہم کو بھی عبرت پکڑنی چاہیئے، کہ ہم تجارت میں اور دیگر امور میں محنت ومشقت سے کام لیں۔

تیسرا اصول خوش اخلاقی اور نرمی

میرے پیارے عزیزو اور بھائیو! تجارت کا تیسرا اصول یہ ہے کہ تجارت کے اندر لوگوں سے خوش اخلاقی اور نرمی سے پیش آئے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلاً سَمْحاً إذَا بَاعَ وَإذَا اشْتَرىٰ وَإذَا اقْتَضىٰ (مشکوۃ شریف ۲۴۳) ''نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید وفروخت کے وقت نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے۔

دوستو! جب تاجر خوش اخلاقی سے پیش آئیگا تو گراہک خوب آئیں گے، اور تجارت کو فروغ ملیگا، لیکن اگر تاجر غصہ اور سختی سے پیش آئیگا، ڈانٹ ڈپٹ والے جملے کسے گا، مثلاً خریدار کو یوں کہنے لگے کہ تمہیں لینا ایک، نہ دینا دو، بس آگئے وقت برباد کرنے، کبھی یہ چیزیں تمہارے بڑوں نے بھی خریدی ہیں، چلو راستہ پکڑو، سڑک صاف پڑی ہے وغیرہ وغیرہ۔

دوستو! اس بد اخلاقی اور غیر شریفانہ رویہ سے گراہک کی ناقدری ہوتی ہے، اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ لوگوں کے قلوب کو اس کی طرف سے پھیر دیتا ہے۔

چوتھا اصول سچ بولنا جھوٹ سے بچنا

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ چوتھا اصول یہ ہے کہ سچ بولو، جھوٹ مت بولو، حدیث میں آیا ہے: ''اَلصِّدْقُ يُنْجِيْ وَالْكِذْبُ يُهْلِكُ'' جب آدمی سچ بولیگا تو کاروبار میں برکت ہوگی، اور سچے تاجر کی حدیث شریف

میں تعریف بیان کی گئی ہے، آپ نے فرمایا: "اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ (مشکوۃ) " قیامت کے دن سچا امانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

پانچواں اصول امانت کالحاظ اور خیانت سے اجتناب

پانچواں اصول یہ ہے کہ ہمیشہ لین دین میں امانت کا لحاظ رہے اور خیانت کا شائبہ تک نہ ہو، دیکھئے قرآن کریم میں موجود ہے۔ "اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ" (پ۱۰ع۴) اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

اگر تجارت میں دو آدمی ساجھے دار ہیں تو جب تک دونوں شریک امانت کا خیال رکھیں گے، اور ایک دوسرے کی ہمدردی کریں گے، تو اللہ کی مدد یعنی خیر و برکت ان کے ساتھ ہوگی، اور جب ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کا معاملہ کریں گے، فریب اور دھوکہ سے کام لینا شروع کردیں گے تو اللہ کی مدد ان سے ختم ہوجائیگی، یعنی خیر و برکت اٹھالی جائیگی، اسی طرح جس مال کو دکھلایا وہی دیا جائے، کیونکہ یہ مال بکنے کے بعد امانت ہے، اور اگر یہ بدل دیا تھا یا کم تولا تو خیانت ہے۔

اس لئے میرے عزیزو! اگر ہم یہ چاہیں کہ کامیابی ہمارے قدم چومے، تو امانت کا خاص خیال رکھنا ہوگا۔

چھٹا اصول حقوق اللہ کی پاسداری

بزرگو اور دوستو! تجارت کا چھٹا اصول یہ ہے کہ تاجر کے سامنے

جب اللہ کا حق آجائے تو اس کی ادائیگی میں تجارت رکاوٹ نہ بنے، نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ اپنے اپنے اوقات پر ادا کئے جائیں، جو لوگ اپنے اپنے اوقات میں احکامِ خداوندی بجالاتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تعریف میں یہ آیت نازل فرمائی: "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ" ترجمہ: کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تجارت اور بیع ان کو اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی، بلکہ وہ لوگ وقت پر ذکر کرتے ہیں، اور نماز پڑھتے ہیں، اور زکوۃ ادا کرتے ہیں۔

تاجر کو چاہئے کہ تجارت کی مشغولیت کے دوران جب اذان سنے تو تمام کاموں کو چھوڑ کر مسجد میں جاکر نماز باجماعت ادا کرے، ...... میں نے شروع خطبہ میں بھی آپ کے سامنے آیت تلاوت کی تھی۔ "فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" روزی بھی تلاش کرو اور اللہ کا ذکر بھی خوب کرو، تب ہی کامیابی مل سکتی ہے۔

دوستو اور بزرگو! اگر آدمی ان اصولوں کے ساتھ تجارت کریگا تو اس کی تجارت کے آثار بہترین اور نمایاں نظر آئیں گے، جن لوگوں نے ان اصولوں کی روشنی میں تجارت کی ہے، ان کے چند نمونے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

حضرات صحابہ کی تجارت

ملک چین کے اندر آٹھ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تجارت کی غرض سے تشریف لے گئے، وہاں جاکر شرعی اصول کے مطابق،

Scanned by CamScanner

حسن اخلاق، اصلاح نیت، محنت ومشقت، سچائی اور امانت داری کے ساتھ تجارت شروع کردی، تو وہاں کے تاجروں پر صحابہ کی تجارت کا یہ اثر ہوا کہ ان تاجروں کی تجارتیں ماند پڑ گئیں، چنانچہ ان کے اندر حسد کی آگ بڑھک اٹھی، وہاں کے وزیر اعظم سے لوگوں نے شکایت کی، چنانچہ ان کو بلوایا گیا، اور ان سے یہ کہا گیا، کہ تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ، لیکن جب وہاں کی رعایا نے یہ معاملہ سنا تو وہ صحابہؓ کے ساتھ ہوگئی، وہاں کے حکام اور رعایا سب دب کر رہ گئے، گویا کہ یہ چند صحابہؓ ایک بڑے گروہ پر غالب آگئے، آج انہیں صحابہؓ کی برکت سے چین میں کروڑوں مسلمان آباد ہیں؛

خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی تمنا

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو اور کسی جگہ اپنا مرنا پسند نہیں آتا بجز اس کے کہ میں بازار جاتا ہوا ہوں، اور اپنے اہل وعیال کے لئے خرید وفروخت کرتا ہوا ہوں: (ما من موضع یاتینی الموت فیه الی من موطنِ السوق لاهلی ابیع واشتری) معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تجارتی کاروبار کو بہت پسند فرماتے تھے۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو تجارت نے بڑا مالدار بنادیا

صحابہ کرام میں حضرت عبد الرحمان بن عوف مہاجر صحابی ہیں، اور بڑے مالدار صحابی ہیں، جب یہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے ساتھ انکا بھائی چارہ قائم کیا، حضرت سعدؓ نے ان سے فرمایا کہ بھائی میں انصار میں بڑا مالدار ہوں، لہذا میں آدھا مال آپ کے نام کرتا ہوں، اور میری دو بیویاں ہیں، ایک کو تم پسند کرلو، میں اس کو طلاق

دیدوں گا، جب وہ حلال ہوجائے تو تم اس سے نکاح کرلینا۔

دوستو اور عزیزو!......غور کرنے کا مقام ہے کہ کتنی بڑی مدد اور ہمدردی کا وعدہ کیا جارہا تھا، اور بغیر محنت ومشقت کے کتنا مال ان کو مل رہا تھا، مگر عبدالرحمان بن عوف کی تربیت عجیب وغریب ہوئی تھی، ان کا مزاج بھی صحبت رسول ﷺ نے بڑا خوب بنایا تھا، آپ نے فوراً فرمایا "لاحاجة في ذالك" کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں، البتہ یہ بتاؤ کہ یہاں تجارت کی کوئی منڈی بھی ہے، انہوں نے کہا کہ ہاں، یہاں ایک قینقاع منڈی ہے، بس حضرت عبدالرحمانؓ رضی اللہ عنہ کو راستہ مل گیا، اور وہاں سے انہوں نے معمولی پنیر اور گھی سے کاروبار شروع کیا، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑا مالدار بنایا، اور اپنے راستہ میں خرچ کرنے والا بھی بنایا۔

غرضیکہ تجارت کسب کا ایک بہترین ذریعہ ہے، جس کی بہت زیادہ فضیلت واہمیت ہے، اور یہ سراسر دین ہے۔

اس لئے میرے عزیزو اور دوستو! ہر تاجر کو چاہئے کہ وہ اپنی تجارت کو تجارت کے اصول کے ساتھ انجام دے، انشاءاللہ ہماری تجارت میں خوب برکت ہوگی، اور ہماری یہ تجارت نفع بخش ثابت ہوگی، ترقی کی راہیں کھلتی چلی جائیں گی۔

تیس ہزار دینار کا صدقہ

حفص بن غیاث امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ساتھ کاروبار (تجارت) میں شریک تھے، ایک مرتبہ امام صاحب نے ان کو سامان تجارت دے کر تجارت کی غرض سے باہر بھیجا، اور یہ ہدایت فرمادی کہ جب خریدار آئے، اور سامان فروخت کیا جائے تو خریدار کو مطلع کردینا کہ اس سامان میں عیب ہے، چنانچہ

Scanned by CamScanner

حفص بن غیاث خریدار کو عیب سے آگاہ کرنا بھول گئے، بعد میں جب امام صاحب نے پوچھا کہ سامان کس کے ہاتھ فروخت ہوا تو حفص کو خریدار بھی یاد نہ تھا، جب حفص نے قیمت لاکر امام صاحب کی خدمت میں پیش کی، اور امام صاحب کے دریافت کرنے پر اپنی غلطی کا اعتراف کیا، تو امام ابوحنیفہؒ نے انہیں فوراً اپنے ساتھ تجارتی اشتراک سے علیحدہ کردیا، اور سارے سامان تجارت کی قیمت جسے حفص نے تیس ہزار دینار میں فروخت کیا تھا، صدقہ کردی، تا کہ مالِ مشکوک کے استعمال سے مکمل اجتناب ہو، یہ تھے دیانت وامانت کے پیکر کہ مشتبہ ہونے کی وجہ سے تیس ہزار دینار صدقہ کردیئے۔

موسم حج میں تجارت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس کو امام طحاویؒ نے نقل کیا ہے، کہ عکاظ، مجنہ، اور ذوالمجاز ایام جاہلیت کے بازار تھے، موسم حج میں یہاں کاروبار ہوتا تھا، اسلام آنے کے بعد مسلمانوں کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ موسم حج میں کاروبار کرنا اخلاص کے منافی ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں قرآن کی آیت نازل ہوئی "لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ" کہ موسم حج میں اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی حرج وگناہ نہیں ہے، معلوم ہوا کہ تجارت میں خیر ہی خیر ہے۔

اصل چیز یہ ہے کہ تجارت میں اصلاحِ نیت، امانت، دیانت، صداقت، اور خوش اخلاقی پیش نظر رہنی چاہیے۔

تاجر حضرات بہترین داعی ہیں

دوستو اور بزرگو! ہمارے تاجر بھائی دین کے بہترین داعی ہیں،

کیوں کہ کچھ لوگوں کی پہونچ صرف مساجد، مدارس یا مسلمانوں کے محلوں تک ہوتی ہے، جہاں وہ دین کی باتیں پہنچاتے ہیں، لیکن مارکیٹ اور بازار ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہر طرح کا آدمی آتا ہے، جب آپ سچائی اور دیانتداری سے کام لیں گے، تو چوں کہ دنیا کا ہر آدمی سچائی اور انصاف سے متاثر ہوتا ہے، اسلئے جب آپ کے حسنِ اخلاق، امانت ودیانت، صداقت وسچائی اور وعدہ کی پابندی کے نمونے مارکیٹ والوں کے سامنے آئیں گے تو نہ صرف آپ کا بلکہ آپ کے مذہب کا تعارف ہوگا، اور لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہوگی، اور وہ اسلام کو سمجھنے کی کوشش کریں گے، پھر انشاء اللہ العزیز ہمارے غیر مسلم بھائی بھی اسلام کے قریب ہوجائیں گے۔

لیکن ہمارا حال تو بہت برا ہے

مگر میرے عزیزو اور دوستو!...... کیا کیا جائے؟ ہمارا حال تو بہت برا ہو چکا ہے، دوسرے تاجروں کی طرح ہم نے بھی طرح طرح کی من مانی تجارت میں شروع کردی ہے، حالانکہ ہماری تجارت شرعی اصول کے مطابق ہونی چاہیئے، شریعتِ مطہرہ کا مکمل لحاظ رکھنا چاہیے، ایک ساعت اور گھڑی کے لئے بھی اللہ کے ذکر سے غفلت نہ ہونی چاہیے، بلکہ تجارت کے ساتھ ساتھ اللہ کا ذکر بھی خوب ہونا چاہیئے، ارشاد ربانی ہے: "وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوْا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"۔

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا

مسلمان تاجر دوستو! جو لوگ اسلامی احکام کا خیال نہیں کرتے، بلکہ دھوکہ دیتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، ایسے لوگ دنیا میں بھی رسوا ہوتے ہیں

Scanned by CamScanner

اور آخرت میں بھی، ایسے لوگوں کا کاروبار زیادہ دنوں تک پھل پھول نہیں سکتا، بلکہ اس جرم کی سزا اولاد تک کو بھگتنی پڑ سکتی ہے، اور آخرت میں تو ان کا حال برا ہے ہی، لہذا ایسے لوگوں کو یہ فرمان نبویؐ پڑھکر عبرت حاصل کرنی چاہیئے، "مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا" جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

پیارے دوستو! ایسا کاروبار کس کام کا کہ جسکی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی جماعت سے ہم لوگ الگ ہوتے ہوں، لہذا اس کی فکر کرنی چاہیئے کہ سچائی وامانت داری سے کام لیں، تاکہ اس لعنت وملامت سے بچ سکیں۔

کم از کم اسلام تو بدنام نہ ہو

میرے بھائیو! چاہیئے تو یہ تھا کہ غیر مسلموں کی بڑی تعداد ہمارے اخلاق وکردار دیکھ کر اسلام قبول کرتی، لیکن اگر ہمارے عادات واطوار اور معاملات سے اسلام کا بازار میں تعارف نہیں ہو رہا ہے تو کم از کم ہماری بازاری زندگی ایسی تو ہونی چاہیئے، کہ اسلام کا نام بدنام بھی نہ ہو، اور ہماری وجہ سے اسلام پر انگلی نہ اٹھے، قرآن پاک پر ہمارے اعمال کی وجہ سے اعتراضات نہ ہوں، اور ہماری وجہ سے کوئی نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑانے والا نہ بنے۔

دوسرا ذریعہ زراعت اور کاشتکاری

میرے محترم دوستو! سوال سے بچنے کا دوسرا ذریعہ زراعت ہے، اللہ تبارک وتعالٰی نے جہاں انسان پر اپنے بہت سے احسانات وانعامات شمار کرائے ہیں، ان میں سے ایک احسان وانعام زراعت اور کاشتکاری بھی ہے، چنانچہ اللہ نے جن لوگوں کو کاشتکار بنایا، ان لوگوں کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے، کہ اللہ نے اپنی صفت تخلیق میں ان کو بھی شامل کرلیا، حقیقت میں تو اللہ

ہی کھیتوں اور زمینوں میں غلہ پیدا کرتا ہے، فواکہ ومیوہ جات تیار کرتا ہے، سبزیاں اور نباتات اگاتا ہے، مگر ان تمام چیزوں کی پیدائش میں کاشتکار کو سبب بنادیا۔

کاشتکار کی نسبت معمولی نہیں ہے

مسلمانو! کاشتکاری کوئی معمولی چیز نہیں ہے، کاشتکار کی نسبت تو سیدالبشر حضرت آدمؑ سے ہے، سیدنا حضرت آدم بہترین کاشتکار تھے، انہوں نے آٹا بھی پیسا ہے، اور خود روٹی بھی پکائی ہے، اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھیتی کی ہے اور تعمیری کام بھی کئے ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ فضائل تجارت میں لکھتے ہیں، کہ میرے نزدیک تجارت کے بعد سب سے افضل زراعت وکاشتکاری ہے، اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کاشتکار کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ کوئی مسلمان جو درخت لگائے، یا زراعت کرے، پھر اس میں سے کوئی انسان یا پرندہ یا کوئی اور جانور کھالے، تو یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے، اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر ﷺ سے منقول ہے کہ اس میں سے کچھ چوری ہو جائے، تو وہ بھی اس کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے، (مشکوۃ ۱۶۸) تو اندازہ لگایئے کہ کاشتکار کے لئے کھیتی کرنا کتنے بڑے اجر وثواب کا باعث ہوا، اور کھیتی میں جو دنیا کا فائدہ ہے اس سے تو آپ واقف ہیں ہی۔

تیسرا ذریعہ دستکاری

میرے پیارو! تیسرا ذریعہ کسب ومعاش دستکاری ہے، انسان کو چاہیئے کہ وہ کسی صنعت وحرفت سے جڑے، بشرطیکہ وہ جائز ہو حرام نہ ہو، نبی

پاک ﷺ کا ارشاد ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ'' یعنی اللہ تعالیٰ دستکار مومن کو پسند کرتا ہے۔

انبیائے کرام اور دستکاری

عزیزو اور دوستو! یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو بھی کسی نہ کسی پیشہ سے منسلک رکھا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پیشوں کو بطور نعمت کے بیان کیا ہے: چنانچہ سورۂ سباء میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا ''وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ'' ہم نے ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا، ایک دوسری جگہ ارشاد ہے ''وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ'' ہم نے داؤد علیہ السلام کو زرہیں بنانے کی صنعت سکھائی تھی، تاکہ تمہاری لڑائی میں تمہارے لئے وہ بچاؤ ہو: اس کے علاوہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی نگرانی میں کشتی بنانے کا حکم دیا ''وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا'' اور حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سی کر اپنی روزی کماتے تھے، اور حضرت سلیمان علیہ السلام عظیم الشان سلطنت کے باوجود اپنے گزر بسر کے لئے ٹوکریاں اور زنبیلیں بناتے تھے۔

ہمارے اسلاف کی دستکاری

اسلاف کرام کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک طرف جہاں علم وفن، زہد وورع اور تقویٰ وطہارت کے امام تھے، تو دوسری طرف بہترین کاریگر اور ماہر دستکار بھی تھے، چنانچہ امام بخاریؒ کے استاذ حسن بن ربیع کوفیؒ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بوریئے بیچتے تھے، جس کی وجہ سے ان کا لقب بواری پڑ گیا تھا۔

حدیث کے ایک بہت بڑے استاذ

اسی طرح حدیث کے ایک بہت بڑے استاذ ابن رومیہ دوائیاں بناتے اور بیچکر اپنا گزارا کیا کرتے تھے، اسی طرح ابوالفضل دمشقی نجار یعنی بڑھئی کا کام کرتے تھے۔

فقہ حنفی کے مشہور عالم امام قدوریؒ

اور فقہ کی مشہور کتاب مختصر القدوری کے مصنف کا نام قدوری صرف اس وجہ سے پڑ گیا تھا کہ وہ ہانڈی بناتے تھے، اور حضرت معروف کرخیؒ موچی تھے، جو جوتے گانٹھتے تھے۔

حضرات گرامی! بزرگوں کے یہ واقعات ہماری اس بات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، کہ ہم اپنا بوجھ خود اٹھائیں، کسی پر بار نہ بنیں، اور کسی بھی صنعت وکاریگری میں مہارت حاصل کر کے خود اپنی اور دوسروں کی کفالت کا ذریعہ بنیں۔

چوتھا ذریعہ مزدوری

بزرگو اور بھائیو! اگر انسان کسب معاش کے ان تین طریقوں کو نہیں اپنا سکتا تو وہ مزدوری کر کے رزق حلال فراہم کرے، روکھا سوکھا کھائے، موٹا جھوٹا پہنے، یہ اس کے لئے مانگے ہوئے مرغ وبریانی سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا میں سب سے مقدس اور محترم جماعت حضرات انبیاء علیہ السلام کی بھیجی، چنانچہ حضرات انبیاء علیہم السلام نے کسب معاش کے مختلف ذریعے اختیار کیے۔

Scanned by CamScanner

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مزدوری کا مشہور واقعہ

دوستو! بنی اسرائیل کے مشہور و معروف پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ جسے قرآن مجید نے نقل کیا ہے، عبرت آموز اور سبق آموز ہے۔

جب آپ مصر سے ہجرت کر کے مدین پہنچے، اور کنویں پر حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیوں سے ملے، اور ان کی بکریوں کو پانی پلا کر ان پر احسان کیا، تو ان کے والد محترم حضرت شعیبؑ نے اپنی ایک لڑکی کو انہیں بلانے کے لئے بھیجا، اور اس نے آ کر درخواست کی: ''اِنَّ اَبِـیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَمَا سَقَیْتَ لَنَا '' (کہ میرے والد محترم نے آپ کو بلایا ہے، تاکہ آپ کو پانی پلانے کا بدلہ دیں) چنانچہ آپ حضرت شعیبؑ کی خدمت میں پہنچے، اور ان کے مہمان ہو گئے، اسی لڑکی نے پھر اپنے والد محترم سے یہ بھی عرض کیا کہ ان کو مزدور رکھ لیجئے، کیوں کہ یہ قوی بھی ہیں، اور صادق و امین بھی ہیں، اور ایسا ہی مزدور اچھا ہوتا ہے، ارشاد ربانی ہے: ''یَـا اَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ '' چوں کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طاقت و امانت کا اندازہ کر چکی تھی، پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ''اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ هَاتَیْنِ عَلٰی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمَانِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ '' کہ میں اپنی ایک بیٹی کا نکاح تم سے اس شرط پر کرنا چاہتا ہوں کہ تم میرے یہاں آٹھ سال تک بکریاں چرانے کی خدمت انجام دو، اور اگر دس سال کی خدمت پوری کر دو تو یہ تمہاری طرف سے ہے، یعنی تمہاری طرف سے ایک نفلی کام ہوگا، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دس سال تک حضرت شعیب علیہ السلام کے یہاں مزدوری کرتے رہے۔

مزدوری کی فضیلت واہمیت

میرے بزرگو اور دوستو! مزدوری کی فضیلت واہمیت پر میں ایک عجیب واقعہ آپ کو سناتا ہوں۔

کمالین جو مشہور و معروف کتاب تفسیر جلالین کی شرح ہے، اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عجیب واقعہ لکھا ہے، جس سے مزدوری کی افضلیت واہمیت واضح ہوتی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوارییّن آپ کی خدمت میں حاضر تھے، ان کو شدت کی بھوک، پیاس لگی، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے معجزہ سے فوراً ان کو کھلا پلا کر شکم سیر کر دیا، اس کے بعد مخلصین صحابہ نے عرض کیا: ''مَنْ اَفْضَلُ مِنَّا '' ہم میں سب سے افضل کون ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: ''اَفْضَلُ مِنْكُمْ مَنْ یَّعْمَلُ بِیَدِهٖ وَیَاْكُلُ مِنْ كَسْبِهٖ '' یعنی تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود کما کر کھائے، اپنے نبی کی زبان سے یہ ارشاد سنکر ان کے حوارییّن نے اجرت پر کپڑے دھونے شروع کر دیئے۔

مزدوری انبیاء کی سنت ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مجھے ایک اور واقعہ یاد آیا کہ بچپن میں ایک مرتبہ ان کی والدہ نے ان کو ایک رنگریز کے پاس چھوڑ دیا، اس کے پاس رنگنے کے لئے مختلف قسم کے کپڑے آئے ہوئے تھے، رنگریز کو کہیں جانا تھا، اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کام سمجھایا کہ الگ الگ رنگ کے کپڑے ہیں ان کو الگ الگ ہی رکھنا ہے، پھر وہ چلا گیا، جب وہ واپس آیا تو دیکھا کہ

Scanned by CamScanner

تمام کپڑے ایک ہی ماٹ میں ڈال رکھے ہیں، لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرمانے پر اس نے نکالے، تو سب علیحدہ علیحدہ مختلف رنگ کے نکل آئے، یہ دیکھ کر اس کو بڑا تعجب ہوا، اور سب دیکھنے والے ان کے معتقد ہوگئے، بہرحال اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مزدوری کوئی ذلت کی چیز نہیں ہے، بلکہ مزدوری انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

جس نے محنت کی اس نے پایا

بہرحال یہ بات ہمارے سامنے آگئی، کہ مزدوری انبیاء علیہم السلام تک نے کی ہے، اور یہ بات بھی سمجھ میں آگئی کہ انسان اپنا کیا پاتا ہے، اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں فرماتے: "اِنَّ اللّٰہَ لَایُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ" کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا۔

تیری کرنی کے ملیں گے تجھ کو پھل
جو بوئے گا آج تو کاٹے گا کل
جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

ہمارے نبی ﷺ نے بھی مزدوری کی ہے

میرے پیارے بچو اور نوجوانو!...... ہمارے نبی ﷺ نے بھی بچپن میں مزدوری کی ہے، ہم کس کھیت کے بتھوے ہیں جو آج ہم مزدوری کو برا سمجھیں، نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "مَابَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا رَعَی الْغَنَمَ. قَالُوْا: وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: نَعَمْ، کُنْتُ اَرْعَاھَا عَلٰی قَرَارِیْطَ لِاَھْلِ مَکَّۃَ (بخاری)" ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس

نے بکریاں نہ چرائی ہوں، صحابہؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا: ہاں میں چند قیراط پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔

ہے قوت بازو میں تیری راز سعادت
تو ڈھونڈتا پھرتا ہے اسے بال ہما میں

دوستو! مزدوری سے انسان کو کنارہ کشی نہ کرنی چاہیے، محنت ہی مقدر بدلتی ہے، دوسروں کی بیساکھی کے سہارے جینے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اوروں کے بنانے سے تقدیر نہیں بنتی
ہم جہد مسلسل سے تقدیر سنواریں گے

ہاتھ سے معذور رکشہ چلا رہا ہے

میرے پیارے دوستو! ہم نے ایک رکشہ والے کو دیکھا بیچارہ ایک ہاتھ سے معذور ہے، اس کو ایک ہاتھ نہیں ہے، لیکن بڑی محنت سے رکشہ چلا رہا ہے، حالانکہ وہ مانگ بھی سکتا تھا، اور اس کو مل بھی جاتا، مگر وہ محنت کی لذت سمجھتا تھا، اسی طرح ایک ریڑھے والے کو دیکھا کہ دائیں ہاتھ سے معذور ہے، وہ ایک بھرا ہوا ریڑھا کھینچ رہا ہے، ایسی ہی صورت دیوبند کے اندر دیکھی کہ ایک آدمی دونوں پاؤں سے اپاہج، مگر پاؤں کے بجائے ہاتھوں سے ریڑھا چلا رہا ہے، کیوں کہ وہ حلال کمائی کی اہمیت سمجھتا تھا، اسے محنت ومزدوری میں عار اور شرم محسوس نہیں ہوتی تھی، بلکہ مانگنے میں اور دست سوال دراز کرنے میں عار ہوتی تھی۔

یہ پھول کوئی مجھے وراثت میں ملے ہیں
کیا تم نے میرا کانٹوں بھرا بستر نہیں دیکھا

الغرض انسان بھیک مانگنے سے، سوال کرنے سے اور دوسروں کے

آگے ہاتھ پھیلانے سے کنارہ کشی اختیار کرے، اور حلال ذرائع پیدا کر کے اپنی بسر اوقات کرے، وہ لینے والا بننے کے بجائے دینے والا بنے، اوروں سے مانگنے کے بجائے دوسروں کی کفالت کرنے والا بنے۔

اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے

میرے پیارے دوستو اور نوجوانو! تم یہ نہ سمجھو کہ ہمارے پاس ہاتھ پھیلانے والے ہی آتے رہتے ہیں، دوستو یہ تو خوش قسمتی کی بات ہے کہ اللہ ہمیں اس لائق بنائے، اس ذاتِ اقدس کا انعام و احسان سمجھنا چاہیئے، شکر بجا لانا چاہیئے، کہ ہمارے ہاتھوں سے خیر کے کام کرا رہا ہے، خیر (مال) کی کنجیاں اللہ نے ہمیں عطا فرما دی ہیں، ورنہ وہ ہمارے ہاتھوں میں شر (بخل) کی کنجیاں بھی دے سکتا تھا، اسے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے: "وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"۔

حلال میں برکت بھی ہے لذت بھی

دوستو اور بزرگو! ایک بات اور یاد رکھو کہ حلال کماؤ اور حلال کمائی ہی میں سے خرچ کرو، پھر دیکھو حلال کمائی کی برکت اور اس کی لذت اور اس کی نورانیت کس طرح محسوس ہوتی ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ جس نے چالیس دن تک حلال رزق کھا لیا، اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو منور فرما دیتے ہیں، اور حکمت کے چشمے اس کے دل سے پھوٹ کر زبان سے جاری ہو جاتے ہیں، ارشاد ہے: "مَنْ اَكَلَ الْحَلَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ وَاَجْرٰى مَنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ"۔

دیوبند کے ایک بزرگ کا مشہور واقعہ

دوستو! پہلے اکثر لوگ طرح طرح کی مزدوری کر کے اپنی زندگی بسر کرتے تھے، کوئی کھیت میں ہل چلا کر، کوئی پھاوڑا چلا کر، کوئی پیڑ پودے لگا کر، کوئی روڈ اور سڑک بنا کر، کوئی بیچارہ گھاس کھود کر، گویا کہ وہ زمانہ فتوحات (مال کی ریل پیل) کا زمانہ نہیں تھا، سادگی تھی، لوگوں کے دل صاف تھے، خدا کا خوف تھا، اور رزق حلال کی برکت سے ان لوگوں میں بہت سی خوبیاں اور کمالات تھے، مگر آج حال یہ ہے، بقول شاعر ؎

نہ وہ مے ہے نہ وہ ساقی ہے نہ وہ پیمانہ
آج بدلا ہوا ہے میخانہ کا میخانہ
یک بیک بدلی ہے زمانہ نے یہ کروٹ کیسی
کہ جس طرف دیکھئے ویرانہ ہی ویرانہ

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ کا بیان کردہ واقعہ

چنانچہ حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے یہاں دیوبند میں ایک بزرگ جن کو "شاہ جی عبداللہ صاحب" کہتے تھے، بالکل امی، بے پڑھے لکھے تھے، مگر تھے صاحبِ نسبت، اللہ کی محبت میں مست، اور ذکر و شغل ان کا مشغلہ تھا، انہوں نے زندگی گزارنے کے لئے معاش کا یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا، کہ گھاس کھود کر بیچتے تھے، ان کی گھاس کی گٹھڑی کے چھ پیسے متعین تھے، نہ تو ایک پیسہ کم لیتے، نہ زیادہ، دیوبند کے لوگوں کا یہ حال تھا، کہ اپنے جانوروں کے واسطے گھاس لینے کیلئے ایک لمبی قطار باندھ لیا کرتے تھے، ان کے علاوہ اور بھی بہت سے

مرد، عورت گھاس بیچنے کیلئے اپنی اپنی گٹھڑیاں لئے ہوتے، مگر ان سے کوئی نہ لیتا، ہر ایک کا جذبہ یہ ہوتا کہ شاہ جی کی گٹھڑی خریدیں گے، گھر میں برکت ہوجائے گی، اس لئے سب انتظار میں کھڑے رہتے، اور جہاں دیکھتے کہ شاہ جی گٹھڑی لے کر آگئے، تو لوگ ان کی طرف دوڑتے، بس جسنے پہلے ہاتھ لگا دیا، شاہ جی گٹھڑی وہیں ڈالتے، کہ بس تو ہی لیجا...... چنانچہ گٹھڑی اس کی ہوجاتی اور اس سے چھ پیسے لے لیتے، اس مزدوری کا مصرف ان کے یہاں یہ تھا، کہ دو پیسے اسی وقت صدقہ کردیتے، اس زمانہ کے اندر پیسوں کے کچھ تانبے کے ٹکڑے آتے تھے، جن کو منصوری پیسہ کہا جاتا تھا، ایک پیسہ میں بہت سے ٹکڑے آجایا کرتے تھے، لہذا شاہ جی ایک پیسہ کے بہت سے ٹکڑے لے کر انکو غریبوں میں تقسیم کرتے تھے، علاوہ ازیں دو پیسہ روزانہ انکے گھر کا خرچ تھا، ایک پیسہ میں ادھیلہ کا آٹا اور کچھ تیل وغیرہ لے لیتے، بہرحال گھر کی ضروریات دو پیسوں میں پوری کرتے، اس کے علاوہ دو پیسے روزانہ جمع کیا کرتے تھے، سال بھر میں جب اس کے چھ سات روپے بن جاتے، تو اس رقم سے ہمارے بزرگانِ دارالعلوم کی دعوت کیا کرتے تھے، حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نانوتوی، حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ، جو دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرس تھے، حتیٰ کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ جب کبھی دارالعلوم آتے تو ان کی بھی دعوت کرتے، میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرماتے تھے، کہ سال بھر میں ہمیں انتظار رہتا تھا کہ وہ دعوت کا وقت آئے اور ہم شاہ جی کے گھر کھانا کھائیں، اور فرمایا کرتے تھے: کہ جس دن ان کے گھر کا کھانا کھاتے

ہیں چالیس چالیس دن تک قلب میں نورانیت رہتی ہے، اور یہ جذبہ اٹھتا ہے، کہ نماز پڑھوں، تلاوت کروں، ذکر اللہ میں مشغول رہوں...... یہی وجہ تھی کہ سال بھر شاہ جیؒ کی دعوت کا انتظار رہتا تھا۔

ایک دفعہ شاہ جیؒ بیچارے بیمار ہوگئے، تو مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے لکھ بھیجا کہ میں تو بیمار ہوں، آ نہیں سکتا، یہ سات آٹھ روپے رکھے ہوئے ہیں، آپ میری طرف سے ان بزرگوں کو کھلا دیں، یہ پیسے جب مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے پاس پہنچے تو غسل کیا، کپڑے بدلے، زمین کو پاک کیا، اس پر بیٹھکر کھانا پکایا، اور ان سب بزرگوں کی دعوت کی۔

سامعین کرام! دیکھا آپ حضرات نے کہ حلال لقمہ کا یہ اثر ہوتا ہے، کہ دلوں میں نورانیت پیدا ہوتی ہے، گناہوں سے نفرت اور طاعت وعبادت کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

عمل صالح کے لئے اکل حلال ضروری ہے

اس لئے میرے پیارو! عمل صالح کے لئے رزق حلال ضروری ہے، پیٹ میں حلال لقمہ جائے گا تو اچھے حالات پیدا ہوں گے، عبادت کا ذوق وشوق پیدا ہوگا، دل میں اچھی سوچ اور اچھی فکر، اور اچھے جذبات ابھریں گے، مگر آج دنیا میں معصیتوں کے طوفان اٹھ رہے ہیں، ہر طرف گناہوں کے سیلاب تباہی مچا رہے ہیں، دلوں سے محبت وخیر خواہی کے جذبات ختم ہوگئے ہیں، ہر طرف ظلم وجبر، مکاری وفریب کاری، جھوٹ اور جعل سازی کی تماشہ آرائی ہے، وہ سب اسی کی دین ہے، کہ ہم سے حرام وحلال کی تمیز ختم ہوگئی، ہمیں مال ودولت ملنا چاہیے، اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ حلال ہے یا حرام۔

شروع خطبہ میں جو حدیث بیان کی تھی، اس میں ہمارے پیارے آقا، ومولیٰ سرکار دو عالم تاجدار مدینہ، غمخوار امت، محمد عربی ﷺ نے اسی زمانہ کی طرف اشارہ کیا ہے، کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا، کہ آدمی رزق میں حلال

Scanned by CamScanner

وحرام کی تمیز نہ کرے گا، آج بالکل یہی صورت حال ہے کہ ہم لوگ مال ودولت سمیٹنے میں رات، دن لگے ہوئے ہیں اور اس کی کوئی تمیز نہیں کہ وہ حلال ہے یا حرام ہے۔

دوستو! اگر ہم حرام روزی کھائیں گے تو یاد رکھو ہر طرح کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہوجائیں گے، حتیٰ کہ ہماری دعائیں بھی مقبول نہیں ہوں گی۔

باری تعالیٰ ہم سب کو حلال ذرائع سے رزق حاصل کرنے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے، اور امت مسلمہ کو حلال وحرام کی تمیز عطا فرمائے آمین ......ثم آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین.

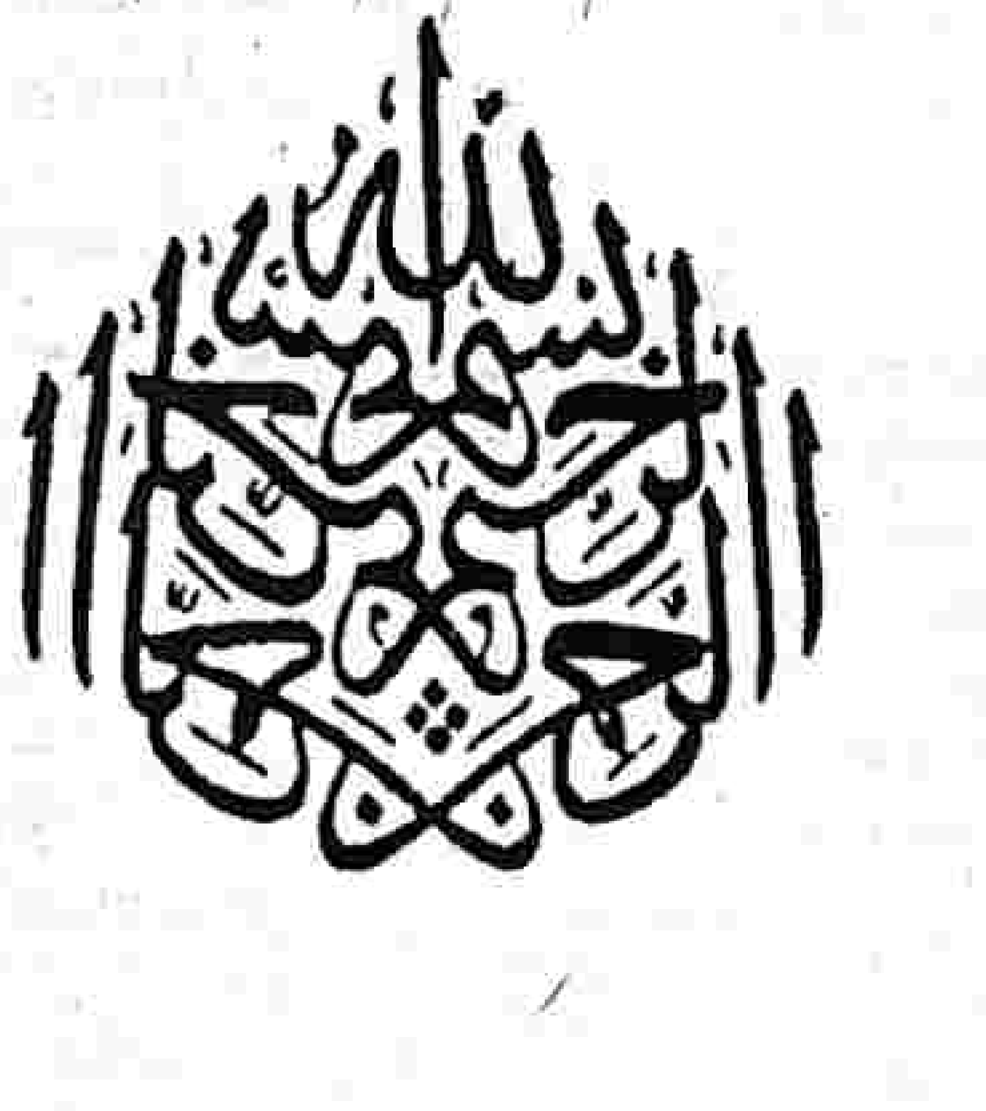

انبیائے کرام علیہم السلام کے پیشے

حضرت آدم علیہ السلام: زراعت وکاشتکاری کیا کرتے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام: بڑھئی تھے۔

حضرت ہود علیہ السلام: تاجر تھے۔

حضرت ادریس علیہ السلام: خیاط وخطاط تھے۔

حضرت صالح علیہ السلام: زراعت کیا کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کھیتی کیا کرتے تھے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام جال بنا کرتے تھے۔

حضرت اسحاق علیہ السلام بھیڑیں چرایا کرتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بھیڑیں چرایا کرتے تھے۔

حضرت ہارون علیہ السلام بھیڑیں چرایا کرتے تھے۔

حضرت داود علیہ السلام زرہیں بنایا کرتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام زرہیں بنایا کرتے تھے اور اپنی عظیم الشان سلطنت کے باوجود گذر بسر کے لئے ٹوکریاں اور زنبیلیں بنایا کرتے تھے۔

حضرت زکریا علیہ السلام برتن بنایا کرتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاحی کیا کرتے تھے اور رنگریزی کا کام بھی کیا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بکریاں چرایا کرتے تھے، اور اس کے علاوہ جہاد کیا کرتے تھے۔

Scanned by CamScanner

طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة

(بیہقی)

حضرت عبد اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش کرنا فرض ہے، فرض عبادت کے بعد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برکت والی روزی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ. وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّابَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى آمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اَحَدُهُمَا يَاْتِى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَالْآخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَى الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ النَّبِيَّ صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ (رواه الترمذى)

برادران اسلام گرامی قدر شرکائے اجلاس! آج ہم لوگ مدرسہ

تعلیم الاسلام کھیڑہ مغل کے سالانہ اجلاس میں شریک ہوئے ہیں، چنانچہ میرے اور آپ کے لئے بڑی سعادت کی بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے ہمیں گذشتہ سال کی طرح امسال بھی دین کی نسبت پر ایک جگہ جمع فرمایا، اور حضرت مولانا محمد عرفان صاحب مدظلہ جو اس مدرسہ کے مہتمم اور ذمہ دار ہیں وہ بھی قابل مبارک باد ہیں، کہ ہمیں اور آپ حضرات کو بلا کر اجتماعی شکل میں دین کی باتیں ایک دوسرے تک پہنچانے کا ذریعہ بنے ہیں، اللہ تعالی ہم سب کو اخلاص کامل کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

دوستو اور بزرگو اور نوجوان بھائیو! پچھلے سال بھی مجھ ضعیف اور کمزور کو آپ لوگوں نے اپنے جلسہ میں مدعو کیا تھا، مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے ''فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ '' کے موضوع پر تقریر کی تھی، کہ تم اللہ کی زمین میں چل پھر کر روزی تلاش کرو، اپنی روزی تلاش کرنے میں کوئی شرم کی بات نہیں، خواہ روزی کی تلاش میں تمہیں عرب وعجم کے ممالک کا سفر ہی کیوں نہ کرنا پڑے، گویا کہ روزی کی اہمیت وفضیلت آپ حضرات کے سامنے بیان کی گئی تھی، اس سال بھی اراکین مدرسہ کی دعوت اور آپ حضرات کی محبت مجھے یہاں تک کھینچ لائی ہے۔

لہذا آج کی اس پر رونق بزم اور نورانی محفل میں آپ حضرات کو بتلانا چاہتا ہوں کہ ہمیں کون سی روزی تلاش کرنی چاہیئے، ہم لوگ روزی کمانے کے سلسلے میں قرب وجوار، اور دور ودراز ملکوں کا سفر طے کر کے اپنے گزر بسر کے لئے اسباب مہیا کرتے ہیں، نتیجتاً بعض لوگ بڑے مالدار بن جاتے ہیں، بعض لوگ درمیانی زندگی گذارتے ہیں، اور بعض لوگ فقر وفاقہ میں مبتلا رہتے ہیں، تینوں طرح کے لوگوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ

سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

قسمت کیا ہر شے کو قسام ازل نے
جو شخص بھی جس چیز کے قابل نظر آیا

میرے محترم دوستو! وہ لوگ بھی خوش بخت اور خوش نصیب ہیں جو بڑے مالدار ہیں، اور اپنے مال کو دین کے کاموں میں صرف کرتے ہیں، اور حق سبحانہ وتعالی کا شکر بجالاتے ہیں، اسی طرح وہ لوگ جو متوسط (درمیانی) مالدار ہیں، اور صبر وشکر کے ساتھ اپنے مال کو خرچ کرتے رہتے ہیں، وہ بھی خوش قسمت لوگ ہیں، تیسرے درجے کے لوگ جو روزی کمانے کے باوجود فقر وفاقے میں مبتلا رہتے ہیں، مگر اس پر صابر وشاکر رہتے ہیں، وہ بھی اچھے لوگ ہیں کہ وہ اللہ کی مشیت اور خوشنودی پر راضی ہیں، تقوی وتوکل کے ساتھ فقیرانہ زندگی گذارتے ہیں، اس لئے کہ وہ لوگ جو فقر وفاقہ والی زندگی گذارتے ہیں، احادیث میں ان کی تعریف آئی ہے، چنانچہ فرمایا گیا: کہ فقرائے مہاجرین اغنیاء اور مالداروں کے مقابلے میں چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے، کیوں کہ مالداروں کو حساب وکتاب کی وجہ سے میدان محشر میں روک لیا جائے گا، (بخاری ومسلم)

معلوم ہوا کہ آدمی راضی برضائے مولی رہے، وہ جس حال میں رکھے، اس پر صابر وشاکر رہے، حریص اور لالچی بننے کی کوشش نہ کرے تو وہ اللہ کے نزدیک بہت پیارا ہے۔

انسان حریص اور لالچی ہے

حاضرین جلسہ! جب ہم انسان کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ ''اَلْاِنْسَانُ حَرِيْصٌ فِیْ مَا مُنِعَ '' کا مصداق نظر آتا ہے، اکثریت

Scanned by CamScanner

ہمارے معاشرے میں ایسے لوگوں کی ہے جو مال کی بہتات پر جان دیدیتے ہیں، اور مال کے جمع کرنے پر مرمٹتے ہیں، عزت وآبرو کی بازی لگا دیتے ہیں، مال جمع کرنے میں حلال وحرام کی تمیز یکسر اٹھا کر رکھدیتے ہیں، امانت ودیانت کو فراموش کردیتے ہیں، خاص کیا، عام کیا سب ہی اس مرضِ مہلک میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے، حرص وطمع والی زندگی سے ہمیں بچا کر رکھے۔

روزی من جانب اللہ مقدر ہے

دوستو اور میرے مخلص ساتھیو!...... حرص ولالچ اور طمع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ساری مخلوق کی روزی اپنے ذمہ لے لی ہے، تو جتنی روزی جس کے مقدر میں لکھدی گئی ہے وہ انشاء اللہ العزیز مل کر رہے گی، بڑی سے بڑی رکاوٹ اور دنیا کی کوئی سُپر طاقت بھی اس کو روک نہیں سکتی، اس لئے دوستو! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ جتنی روزی قسمت میں لکھدی گئی ہے، وہ مل کر رہے گی، نہ کم، نہ زیادہ، مگر ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ہماری قسمت میں کتنی روزی لکھی ہے، اس لئے پروردگار عالم کو اپنا حقیقی رزاق سمجھے، اور اپنی تمام تر ضرورتیں اسی قادر مطلق کے سامنے رکھے۔

ابوحازم تابعیؒ اور توکل علی اللہ

چنانچہ بنوامیہ کے ایک حاکم نے شیخ ابوحازم تابعیؒ کی طرف ایک خط لکھا، کہ اگر آپ کو کوئی ضرورت ہو تو تحریر فرمائیں، تاکہ وہ ضرورت پوری کردی جائے، حضرت ابوحازم نے جواب میں لکھا کہ میں نے اپنی تمام ضرورتیں مالکِ کل کی بارگاہ میں پیش کردی ہیں، جن کو وہ پورا کردیتا ہے خوش

ہوجاتا ہوں، اور جن سے وہ روک دیتا ہے، قناعت کرلیتا ہوں۔

دوستو.......... میرے بیان کرنے کا مطلب اور اس واقعہ کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ آدمی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے، اور روزی کمانے کی فکر نہ کرے.......... ضرور بالضرور کرے، کیوں کہ روزی کا تلاش کرنا تو فرض اور واجب کا درجہ رکھتا ہے، جہاں تک ممکن ہو کمانے میں جان توڑ محنت کرے، ہاں...... مگر اتنا نہ ہو کہ دینی احکامات کو فراموش کردے، اور دنیا ہی دنیا پیش نظر ہوجائے، بلکہ دنیا بھی کماؤ...... خوب کماؤ اور آخرت بھی کماؤ...... خوب کماؤ، مگر دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دو بقول شاعر۔

میں دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں
بازار سے گذرا ہوں خریدار نہیں ہوں

دوستو ہمیں چاہئے کہ ہم روزی کمانے میں اتنے منہمک نہ ہوجائیں کہ احکام شریعت اور اپنی موت وحیات کے مسائل بھی بھول جائیں۔

میرا مال میرا مال

آج کل یہی ہورہا ہے کہ ہر آدمی کی زبان پر ایک ہی رٹ اور دماغ پر ایک ہی بھوت سوار ہے "میرا مال میرا مال...... میرا مال میرا مال......

دوستو آج انسان غرور، تکبر، گھمنڈ کے جال میں پھنس کر رہ گیا ہے، جس طرح انسان جانوروں اور پرندوں کا شکار کرتا ہے، بعینہٖ اسی طرح دنیا نے اس انسان کو اپنے پھندے اور جال میں پھنسا کر خوبصورت انداز میں شکار کرلیا ہے، مالدار، غرباء، فقراء سب اس کے غلام نظر آرہے ہیں۔

مال ودولت میں انسان کا اصل حصہ

حالانکہ مال ودولت میں انسان کا اصل حصہ جو شریعت نے رکھا ہے

Scanned by CamScanner

وہ صرف اتنا ہے جو اس کے کام آئے، چنانچہ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ کہتا رہتا ہے کہ میرا مال ...... میرا مال حالانکہ اس کا مال صرف تین چیزوں میں منحصر ہے، ایک مال تو وہ ہے جو اس نے کھالیا، پس وہ ختم ہوگیا دوسرا مال وہ ہے جو اس نے پہنا پس وہ بوسیدہ اور پرانا ہوگیا، یہ دونوں مال دنیا میں ختم ہوگئے، اور تیسرا مال وہ ہے جو اس نے خدا کی راہ میں دیا اور آخرت کے لئے ذخیرہ کرلیا، پس یہ مال ایسا ہے جو باقی رہنے والا ہے، نفع بخش ہے، میدان حشر میں کام آئے گا، باقی ان تین چیزوں کے علاوہ سب زمین جائداد، مویشی، نوکر چاکر، روپیہ پیسہ، دیگر قیمتی چیزیں سب بیکار اور پرائی ہیں جن کو وہ دنیا کے لئے چھوڑ کر چلا جانے والا ہے، معلوم ہوا کہ انسان تن تنہا دنیا سے جاتا ہے، اپنے ساتھ کچھ نہیں لے جاتا، ہاں ...... صرف نیک اعمال ساتھ جاتے ہیں، اس لئے آدمی کو ایسی روزی تلاش کرنی چاہیے کہ جس میں دل کا غنا ہو۔

دوستو اور بزرگو! دل کا غنا یہ ہے کہ اپنے پاس جو کچھ بھی ہو اس پر قناعت کرے، مالداروں سے بے نیازی برتے، بلند حوصلگی اور عالی ہمتی کا ثبوت دے، حرص وطمع میں بالکل بھی مبتلا نہ ہو، اور نہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلائے، بلکہ اپنی فکر اور ذہن دینی بنائے، ہر وقت مال بٹورنے کی فکر میں نہ پڑے، مال کمانے کی مشین بن کر نہ رہ جائے، کسی نے خوب کہا ہے۔

فکر ملی نہ ہو اور ذہن دینی نہ ہو
اس قدر بھی آدمی مشینی نہ ہو
سانپ کے کاٹے سے میں ڈرتا نہیں
ہاں مگر وہ سانپ آستینی نہ ہو

کثرت مال کی حرص اچھی چیز نہیں

دوستو! جو لوگ کثرت مال کے حریص ہیں وہ حقیقت میں فقیر اور محتاج ہیں، خواہ ظاہر میں کتنے ہی بڑے مالدار کیوں نہ ہوں، ہاں ...... جو لوگ بقدر کفاف روزی پر قانع وراضی ہوں، اور زیادہ طلبی وحرص سے دور ہوں وہ ہی اصل تونگر اور مالدار ہیں، بقول شیخ سعدیؒ ۔

تونگری بدل است نہ بمال
بزرگی بعقل است نہ بسال

رزق انسان کی تلاش میں رہتا ہے

میرے محترم بھائیو ...... روزی کمانے کی اتنی فکر نہ ہوتی چاہیئے جتنی ہم کرتے ہیں، اس لئے کہ ہر ایک کی روزی اللہ نے مقدر کردی، حضرت ابو درداء ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح انسان کو اس کی موت ڈھونڈتی ہے (رواہ ابونعیم فی الحلیہ)

مطلب یہ ہے کہ رزق اور موت دونوں کا پہنچنا ضروری ہے، جس طرح کوئی شخص اپنی موت کو نہیں ڈھونڈتا بلکہ موت بہر صورت اس کے پاس پہنچ جاتی ہے، اسی طرح روزی کا معاملہ ہے کہ جو کچھ مقدر میں لکھا ہے وہ بہر صورت ملکر رہے گا، ہاں مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ رزق کو ڈھونڈنا نہ چاہیئے .... ضرور ڈھونڈنا چاہیئے، اس لئے کہ حصول رزق کے لئے سعی وتلاش بھی تقدیر الٰہی اور نظام قدرت کے مطابق ہے، کسی کو کچھ پتہ نہیں کہ میری تقدیر میں کیا لکھا ہے، رزق میں کمی بیشی تقدیری چیز ہے۔

Scanned by CamScanner

حصول رزق کا صحیح راستہ

اس لئے دوستو رزق کے حصول کا صحیح راستہ اور صحیح طریقہ حضرات علماء نے یہ بیان کیا کہ اولاً تو انسان کو خدا پر توکل اور اعتماد کرنا چاہیئے، اور پختہ یقین رکھنا چاہیئے کہ رزق کا ضامن تو اللہ تعالیٰ ہی ہے، دوسرے اپنی حاجت اور ضرورت کے مطابق حصول معاش کی سعی وکوشش میں لگنا چاہیئے، کیونکہ یہ بھی طریقۂ عبودیت ہے کہ اپنا رزق حاصل کرنے کے لئے مناسب جدوجہد اور سعی وکوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ کھانے کمانے سے منع نہیں کرتا

چنانچہ حج جیسے مبارک موقع پر جب صحابہؓ کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حج کے دوران تجارت کرنا، مال کمانا اچھی چیز نہیں ہے، بلکہ گناہ ہے، تو باری تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ" کوئی برائی اور گناہ نہیں ہے اللہ کی روزی تلاش کرنے میں۔

دوستو باری تعالیٰ تو ہر آدمی کو ہر موقع پر خوش حال دیکھنا چاہتا ہے، اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو دونوں جہاں میں خوش حالی وفراخی، اور کشادگی نصیب فرمائے۔

حاضرین جلسہ اور معزز سامعین!...... ہر مسلمان کو چاہیئے کہ کھانے کمانے، گذر بسر کرنے میں کسی سے پیچھے نہ رہے، حصول معاش کے سلسلے میں غفلت اور سستی نہ برتے، اپنے کام میں خوب چاق وچوبند رہے، البتہ اپنے آقا ومولیٰ احکم الحاکمین رب ذوالجلال کو نہ بھولے، کھانے پینے میں اور کسب وکمائی کے تمام تر اوقات میں اس کو یاد رکھے، اور اس کی رحمتوں، برکتوں اور عنایتوں والا مال تلاش کرتا رہے، البتہ مال ودولت کمانے کے

وقت یہ فکر دامن گیر رہنی چاہیئے کہ جو مال میں کما رہا ہوں اس میں من جانب اللہ برکت بھی ہے کہ نہیں، اور یہ ذریعۂ معاش اللہ کے یہاں مقبول اور پسندیدہ بھی ہے کہ نہیں، اس لئے کہ اگر وہ ذریعہ اللہ کو پسند ہوگا تو ضرور اس میں برکت ہوگی اور برکت کے معنی بڑھنے کے آتے ہیں، زیادتی کے آتے ہیں، اس لئے برکت والی روزی تلاش کرنی چاہیے۔

دوستو میں نے شروع خطبہ میں آپ کے سامنے آیت کریمہ "وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ" کی تلاوت کی تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آدمی ایمان لائے اور تقوی اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے ہیں۔

آسمان اور زمین کی برکتیں

محترم دوستو! آسمان اور زمین کی برکتوں سے مراد یہ ہے کہ جب آدمی تقوی وپرہیزگاری کی زندگی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر طرف سے برکت، خیر اور بھلائی کے دروازے کھول دیتے ہیں، چنانچہ آسمان سے برکت کا ظاہر ہونا یہ ہے کہ ضرورت کے مطابق وقت پر بارشیں ہوتی ہیں، خوشگوار اور نفع بخش ہوائیں چلتی ہیں جو کھیتیاں پکاتی ہیں، اور زمین سے برکت کا ظاہر ہونا یہ ہے کہ ہر چیز خواہش کے مطابق پیدا ہوتی ہے، یعنی زمین سے ضرورت کے مطابق غلے، کھیتیاں اور پھل وغیرہ بکثرت پیدا ہوتے ہیں، زمین سرسبز وشاداب ہو کر لہلہاتی ہے، مویشیوں کے گھاس، چارہ کی بہتات ہوتی ہے، جس کی وجہ سے خدمت گاری کے جانوروں میں بڑھوتری اور گھی، دودھ، مکھن وغیرہ میں اضافہ ہوتا ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان تمام نعمتوں اور برکتوں سے نفع اٹھانے اور راحت حاصل

Scanned by CamScanner

کرنے کے سامان جمع کردیئے جاتے ہیں کہ آدمی کوکوئی پریشانی اور فکر لاحق نہیں ہوتی کہ جس کی وجہ سے بڑی سے بڑی نعمت مکدر ہو جاتی ہے، الغرض ہر چیز میں برکت اور زیادتی ہوتی ہے۔

میرے پیارو! اس آیت سے ظاہر ہوا کہ آسمان وزمین میں جتنی چیزیں موجود ہیں ان تمام کی برکتیں ایمان اور تقوی پر موقوف ہیں، اگر ایمان اور تقوی کو اختیار کیا جائے تو آخرت کی فلاح کے ساتھ ساتھ دنیا کی فلاح اور برکتیں بھی ظاہر ہوں گی، اور ایمان اور تقوی کو چھوڑ دینے میں آخرت کی ناکامی تو ہے ہی مگر اس کے ساتھ ساتھ دنیا کی برکتوں سے بھی محرومی ہو جائے گی۔

آج دنیا سے برکت اٹھ گئی

میرے دوستو! اگر ہم دینا کے حالات پر غور کرتے ہیں تو یہ بات ایک حقیقت بن کر سامنے آتی ہے کہ آج زمین کی پیداوار پہلے کی بہ نسبت زیادہ ہے، اور استعمال کی چیزیں اور نئی نئی ایجادات اس قدر ہیں کہ پچھلی نسلوں کو ان کا تصور بھی نہ ہوسکتا تھا، مگر اس تمام ساز وسامان کی بہتات اور فراوانی کے باوجود آج کا انسان سخت پریشان، بیمار، تنگ دست نظر آتا ہے، آرام وراحت اور امن واطمینان زندگیوں سے اٹھ چکا ہے، دوستو...... اگر غور کریں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز سے برکت اٹھ گئی، جبکہ سامان سارے موجود بلکہ بکثرت موجود ہیں، اور وجہ اس کی وہی ہے جس کی طرف آیت کریمہ میں وضاحت ہے کہ آج ہمارے ایمان کمزور ہو چکے ہیں، ہماری زندگی سے تقوی وطہارت، خدا کا خوف اور پرہیز گاری ختم ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین سے خیر اور بھلائیوں کے دروازے ہم پر بند کردیئے ہیں، اور برکتیں روک دی ہیں۔

آج بارشیں بند ہیں، اور جہاں ہیں بھی وہاں عذاب ثابت ہو رہی ہیں، اسی طرح پانی زمین میں روز بروز نیچے اترتا چلا جارہا ہے، کنویں، چشمے، نل ٹھپ ہو رہے ہیں، فصلیں، کھیتیاں اور باغات پانی اور بارش نہ ہونے کی وجہ سے یا آسمانی آفتوں مثلاً آندھی، طوفان، پالے کی وجہ سے برباد ہو رہے ہیں، گرانی اور مہنگائی آسمان کو چھو رہی ہے، بیماریاں وبا کی شکل اختیار کررہی ہیں، الغرض آج چاروں طرف سے پوری انسانیت پریشانی اور مصیبت میں مبتلا ہے، لہذا اگر تمام پریشانیوں اور مصیبتوں کا علاج چاہتے ہو اور دنیا میں خوشحالی اور فارغ البالی دیکھنا چاہتے ہو تو رب کائنات کے بتائے ہوئے نسخہ پر عمل کرنا ہوگا، ایمان کو پختہ کرنا ہوگا تقوی اور پرہیز گاری کی زندگی اختیار کرنی ہوگی، پھر دیکھنا کہ آسمان وزمین کی برکتوں کے دروازے ہم لوگوں پر کس طرح کھلتے ہیں۔

ایک بزرگ کا واقعہ

لکھا ہے کہ ایک بزرگ کے بیٹے نے ان سے پوچھا کہ ابا حضور برکت کا لفظ تو بہت سنتے رہتے ہیں، مگر برکت ہے کیا؟ وضاحت سے سمجھا دیجئے، فرمانے لگے کہ ادھر آؤ! چنانچہ وہ بزرگ بیٹے کو گھر کے ہینڈ پمپ (نل) کے پاس لے گئے، اور کہا کہ یہ برکت ہے، وہ لڑکا بڑا حیران ہوا، کہنے لگا ابا جی یہ برکت کیسے ہوئی، بزرگ نے کہا کہ بیٹا آپ کی عمر بیس سال ہے، اور یہ آپ کی پیدائش سے پہلے میں نے لگوایا تھا، آج تک نل میں خرابی نہیں آئی، نہ تو اس کے ٹھیک کرانے میں میرا مال لگا، نہ وقت لگا اور نہ کوئی پریشانی ہوئی، اسی کو برکت کہتے ہیں، اسی طرح کسی کی تیس پینتس سال تک چیزیں خراب ہی نہیں ہوتی، تندرستی ایسی کہ ڈاکٹر کے پاس جانا آدمی کو یاد ہی نہیں

Scanned by CamScanner

ہوتا، کبھی سر میں بھی درد نہیں ہوتا، بس یہی برکت ہے۔

برکت کی مختلف صورتیں

محترم دوستو! کسی چیز میں برکت ظاہر ہونے کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں، کبھی تو برکت کیفیت کے طور پر نمایاں ہوتی ہے، کبھی کمیت کے طور پر نمایاں ہوتی ہے، اور کبھی ترتب آثار کے طور پر نمایاں ہوتی ہے، مثلاً ایک چیز دوگنی یا چوگنی ہوجائے یعنی برکت کی وجہ سے عدد بڑھ جائے، پہلے ایک شخص چار رکعت نماز نفل پڑھتا تھا مگر اس کو توفیق ہوگئی، اب وہ آٹھ رکعات پڑھنے لگا، یا کثرت سے پڑھنے لگا، تو یہاں عمل میں برکت ہوئی کہ عدد بڑھ گیا، کبھی برکت اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ عمر بڑھ جاتی ہے، کبھی اولاد بڑھ جاتی ہے، کبھی رزق بڑھ جاتا ہے، یا حالات بہتر سے بہتر ہوجاتے ہیں، یہ سب کمیت میں برکت کی صورتیں ہیں، اور کیفیت میں برکت کی صورت یہ ہے کہ چیز تو اتنی ہی رہے یعنی عدد میں بڑھوتری نہ ہو مگر اتنی مقدار جو دو آدمیوں کے لئے ناکافی تھی وہ دس آدمیوں کے لئے کافی ہوجائے، یا دو آدمیوں کے کھانے میں دس آدمی شکم سیر ہوجائیں، یا دس دن کا کام پانچ دن میں مکمل ہوجائے، یہ کیفیت میں برکت ہے، اور کبھی برکت کے معنی آتے ہیں کہ شئی کے اثرات مرتب ہوجائیں، اور اس کے فوائد ظاہر ہوجائیں، مثلاً آپ نے کھانا کھایا اور اس سے صحت وقوت اور فرحت بڑھ گئی، پس یہ بھی برکت ہے مگر اس میں کمیت اور کیفیت کو کوئی دخل نہیں، بلکہ اس میں برکت اس طور پر ظاہر ہوئی کہ کھانے کا مفاد ظاہر ہوگیا، اور اس کے اثرات مرتب ہوگئے جو کھانے کا اصل مقصد تھا، بہرحال برکت تین طرح سے ظاہر ہوتی ہے، کبھی کمیت میں برکت ہوتی ہے اور کبھی کیفیت میں برکت ہوتی ہے اور کبھی

برکت فوائد وآثار کے ظہور کی شکل میں نمایاں ہوتی ہے۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر کھانے میں برکت

دوستو! حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ غزوۂ تبوک کے دن توشہ کی کمی کے سبب جب صحابہ سخت بھوک میں مبتلا ہوئے، تو آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹ ذبح کرکے اپنی غذائی ضرورت پوری کرلیں، بہرحال آنحضرت ﷺ نے ان کو اجازت دیدی، لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! اگر آپ نے لوگوں کو اونٹ ذبح کرنے کی اجازت دیدی تو لشکر والوں کے لئے سواریوں کی قلت کا پریشان کن مرحلہ پیش آئے گا، لہذا آپ اونٹ ذبح کرنے کے بجائے یہ حکم کیجئے کہ جس کے پاس بچا ہوا توشہ ہو وہ آپ کے پاس لے آئے، پھر آپ اس توشہ پر برکت کی دعا فرمادیجئے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا اچھا...... پھر آپ نے چمڑے کا دسترخوان بچھوایا اور لوگوں سے بچا ہوا توشہ لانے کے لئے کہا، چنانچہ لوگ مختلف قسم کے توشے لے کر حاضر ہوئے، کوئی مٹھی بھر چنے لے کر آیا، کوئی مٹھی بھر کھجور لے کر آیا، کوئی روٹی کا ٹکڑا لے کر آیا، گویا کہ دسترخوان پر کچھ چیزیں جمع ہوگئیں، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا فرمادی اور لوگوں سے کہا کہ اپنے اپنے برتن بھرلو، چنانچہ سب لوگوں نے اپنے برتن بھرلئے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سارے لشکر نے (جو تقریباً ایک لاکھ مجاہدین پر مشتمل تھا) خوب پیٹ بھر کر کھایا، اور پھر بھی بہت سارا کھانا بچ گیا، گویا کہ تھوڑا سا کھانا بہت سے لوگوں کے لئے کافی ہوگیا، آنحضرت ﷺ کی دعا کے سبب اضافہ ہوگیا، اتنا اضافہ کہ چند آدمیوں کا کھانا ایک لاکھ

Scanned by CamScanner

کے لئے کافی ہوگیا، یہ آپ کی دعا کی برکت سے ہوا۔

حضرت عمرؓ کی آواز میں برکت کا ظہور

دوستو اور بزرگو! اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور مقرب بندوں کے اقوال وافعال میں اور احوال وکیفیات میں برکتوں کا ظہور فرما دیتے ہیں، حضرت عمرؓ نے ایک دفع ایک لشکر کا سپہ سالار حضرت ساریہ کو بنا کر نہاوند مقام پر بھیجا، حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں ایک دن جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، حضرات صحابہ میں سے حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور دیگر حضرات بھی موجود تھے، حضرت عمرؓ نے دوران خطبہ زور زور سے کہنا شروع کیا یا ساری الجبل اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ، یعنی میدان جنگ کا مورچہ چھوڑ کر پہاڑ کے دامن میں چلے جاؤ، اور اپنا مورچہ بنالو، لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ نہاوند یہاں سے سیکڑوں میل دور ہے وہاں پر آواز کیسے پہنچے گی، بہر حال چند دن کے بعد اس لشکر کا ایک ایلچی آیا، اس نے میدان جنگ کے حالات سنا کر کہا، کہ امیر المؤمنین! دشمنوں نے تو ہمیں گھیر لیا تھا، اور ہم شکست سے دو چار ہو ہی رہے تھے کہ اچانک ہمارے کانوں میں ایک شخص کی یہ آواز پڑی جو چلا چلا کر کہہ رہا تھا اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ، بس ہم نے یہ آواز سن کر اپنا مورچہ چھوڑ دیا، اور پہاڑ کی سمت جا کر پہاڑ کو اپنا پشت بان بنالیا، پھر اللہ نے دشمنوں کو شکست دی۔

دوستو...... حضرت عمر فاروقؓ کی آواز میں اللہ نے کیا برکت اور کرامت رکھی کہ سیکڑوں میل آواز پہنچ گئی، اور جنگ نہاوند کا منظر سیکڑوں میل کے فاصلہ سے دیکھ لیا، سیکڑوں میل سے جو مشورہ دیا اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی، دوستو اور بزرگو! جس طرح انبیاء اور صحابہ کرام

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال میں افعال میں برکت ہے اسی طرح وارثان نبوت ﷺ کے ہاتھوں میں بھی برکت ہوتی ہے، ان کے اقوال میں اور افعال میں بھی اللہ کی طرف سے برکت ہوتی ہے۔

حضرت نانوتویؒ کی دعاء میں برکت

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دار العلوم دیوبند کی ایک دفعہ ان کے ہمزلف شیخ عبد الرزاق صاحب نے دعوت کی، حضرت نانوتویؒ نے دعوت قبول کرلی، راستہ میں جو بھی ملتا اس سے فرماتے کہ چلو بھائی جان کے یہاں دعوت ہے، اتفاق سے تقریباً بیس پچیس آدمی جمع ہوگئے، وہ بیچارے بہت پریشان ہوئے، کبھی گھر میں آتے، کبھی باہر جاتے، حضرت نانوتویؒ سمجھ گئے کہ یہ پریشان ہے، حضرت نے فرمایا کہ کیا پکائے ہو، انہوں نے کہا کہ پلاؤ پکا رکھا ہوں، فرمایا کہ پردہ کراؤ میں گھر میں آنا چاہتا ہوں، پھر حضرت گھر میں تشریف لے گئے اور معلوم کیا کہ پلاؤ کہاں ہے کہا کہ اس ڈیگچی میں ہے، حضرت نے اس ڈیگچی میں اپنا ہاتھ ڈال کر ایک لقمہ تناول فرمایا، پھر اپنی چادر سے اس کو ڈھانپ دیا، اور فرمایا کہ کھولنا نہیں، نکالتے رہو اور کھلاتے رہو، انہوں نے ایسا ہی کیا کہ نکالتے رہے اور بھیجتے رہے، حتی کہ پورا مجمع کھانے سے فارغ ہوگیا، پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے چادر ہدیہ میں نہیں دی ہے وہ واپس کرو، چنانچہ کھانے کے اوپر سے چادر ہٹائی گئی تو ڈیگچی خالی ہوگئی، تو دوستو یہاں پر جو برکت آئی وہ مقدار کے اعتبار سے آئی، کہ تھوڑا سا کھانا بہت سے لوگوں نے کھالیا، معلوم ہوا کہ اہل اللہ، اولیاء، صلحاء کے ہاتھوں میں بھی اللہ نے برکت رکھی ہے، اسی لئے حضرات علماء نے فرمایا کہ بسم اللہ کہکر حسن نیت سے کھاؤ، تو ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہوجائے گا۔

Scanned by CamScanner

مہمان نوازی سے مال میں برکت

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے اپنی ایک مجلس میں فرمایا کہ حدیث شریف میں یہ بھی فرمایا گیا ہے، کہ جب کسی کے گھر مہمان آتا ہے، تو اپنی قسمت ساتھ لیکر آتا ہے، یعنی وہ میزبان کے گھر سے کچھ نہیں کھاتا، بلکہ من جانب اللہ اس کا جو حصہ مقدر ہوتا ہے، وہی کھاتا ہے، اور چلا جاتا ہے۔

دوستو...... مہمان آتا تو ہے اپنا لیکر اور جاتا ہے تو میزبان کے بہت سے گناہ لیکر یعنی میزبان کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اس سے زیادہ برکت کی اور کیا چیز ہوگی، کہ مہمان بھی کھانا کھانے سے نمٹ گیا، اور میزبان بھی بہت سے گناہوں سے پاک صاف ہوگیا، یہ مہمان نوازی کی برکت ہے کہ میزبان کا عمل گناہوں کا کفارہ بن گیا۔

قرآن میں برکت کا اصول

دوستو...... باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں برکت کا ایک اصول بیان کیا "وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ" یعنی جو کچھ تم اللہ کے لئے خرچ کروگے اب جو اس کی جگہ خالی ہوگی تو دوسری چیز اس کی جگہ پر آجائے گی، وہ جگہ خالی نہیں رہے گی یہ بھی برکت کا ایک اثر ہے کہ جتنا خرچ ہوا تھا بعینہ ایسی ہی چیز سے یا اس سے بہتر چیز سے وہ جگہ پر ہوگئی۔

برکتوں کا ظہور حسن نیت پر موقوف

یہ بات بھی یادرہے کہ تمام تر برکتوں کا ظہور حسن نیت پر موقوف ہے اگر حسن نیت اور اخلاص کے ساتھ ہم مہمان کو کھانا کھلائیں گے، یا کسی مدرسہ کا

تعاون کریں گے، یا کسی مسجد کی امداد کریں گے، یا کسی کے ساتھ ہمدردی کا معاملہ کریں گے تو اللہ کی طرف سے برکت کا وعدہ ہے، اور اگر حسن نیت نہ ہو بلکہ رسمی طور پر نام ونمود کے لئے کھانا کھلایا جارہا ہے، ہمدردی جتلائی جارہی ہے، مدارس ومساجد کا تعاون کیا جارہا ہے، تو اس پر برکت کا کوئی وعدہ نہیں ہے، برکت کا وعدہ اسی وقت ہے جب آدمی فریضہ شرعی سمجھ کر حسن نیت سے امور انجام دے، اگر نیت صاف نہیں، مخلص نہیں، محض بدنامی کے ڈر سے مجبوراً کھلا رہا ہے، مجبوراً ہمدردی کررہا ہے، مجبوراً رشتے ناطے قائم ہیں، گویا کہ حسن اخلاق اور اخلاص شامل نہیں ہے تو اس پر برکت کے آثار مرتب نہ ہوں گے، کیونکہ یہ دنیوی چیز ہوگئی اخروی نہ رہی۔

ایثار میں برکت

دوستو اور بزرگو...... شروع خطبہ میں ایک حدیث پڑھی تھی جس کا مطلب اور خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کسب وکمائی، اور کسی ہنر اور پیشے کے ذریعہ حصول رزق کو اپنا کمال نہ سمجھے، حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں دو بھائی تھے، ایک ان میں سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رہتا تھا، دوسرا بھائی کوئی کام کرتا تھا، کھانا پہننا دونوں کا ایک ساتھ ہوتا تھا، کمانے والے بھائی نے ایک روز اپنے دوسرے بھائی کی نبی ﷺ کے پاس شکایت کی کہ میرا بھائی نہ تو کام کاج میں ہاتھ بٹاتا ہے، نہ خود الگ سے کوئی کام کرکے کماتا ہے، بلکہ اس کے کھانے پینے کا خرچ مجھے ہی برداشت کرنا پڑتا ہے، حضور ﷺ نے اس کی شکایت سن کر فرمایا کہ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ تمہیں اسی کی برکت سے رزق دیا جاتا ہو، اس لئے کہ تم اس کے ساتھ ایثار کا معاملہ

Scanned by CamScanner

کرتے ہو، دوستو...... حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی اپنے غریب اعزاء، اقرباء رشتہ دار، بھائی بہن اور ضرورت مند اہل علم کی خبر گیری کرے تو رزق میں وسعت و برکت ہوتی ہے۔

برادران اسلام اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں برکت والی روزی نصیب ہو تو ہمیں اچھے اعمال کرنے ہوں گے، اپنے والدین کی خدمت کرنی ہوگی، توبہ وانابت اور ذکر خداوندی میں مشغول رہنا ہوگا، صبر وشکر بجالانا ہوگا، اپنے اموال کی زکوۃ دینی ہوگی، دیانت اور امانت داری کے ساتھ روزی کمانا ہوگی، تقوی اور توکل کو مضبوطی سے تھامنا ہوگا، تب جاکر ہم برکت والی روزی کے مستحق ہوسکتے ہیں، اللہ ہم سب کو برکت والی روزی عنایت فرمائے۔ آمین

ہارون رشید کے صاحبزادہ کا عجیب وغریب واقعہ

میرے نوجوان دوستو...... جب آدمی محنت سے کام کرتا ہے اور دیانت وامانت کا لحاظ رکھتا ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ برکتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں، شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ نے آپ بیتی کے ضمیمہ میں لکھا ہے کہ ہارون رشید کا ایک لڑکا بڑا نیک، صالح، عابد، زاہد تہجد گزار تھا، معمولی لباس میں رہتا تھا، ایک دفعہ اپنے باپ ہارون رشید کی مجلس میں حاضر ہوا، بدن پر معمولی کپڑا اور سر پر پھٹی پرانی لنگی باندھ رکھی تھی، اراکین سلطنت نے دیکھ کر کہا کہ اس پاگل احمق لڑکے نے امیر المؤمنین کو بھی دوسروں کی نظر میں ذلیل کردیا، اگر امیر المؤمنین اس کو تنبیہ کردیں تو شاید یہ باز آجائے بادشاہ نے بلاکر تنبیہ کی کہ بیٹا تو نے مجھے ذلیل کردیا ہے، تو بیٹے نے کچھ جواب نہیں دیا بلکہ صرف اتنا کہا کہ ابا جان آپ جو دنیا سے محبت کر

رہے ہیں، اس نے مجھے رسوا کررکھا ہے، اب میں نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ آپ سے جدائی اختیار کرلوں، یہ کہکر وہاں سے چلدیا اور ساتھ میں ایک قرآن شریف لے لیا، چلتے وقت اماں نے ایک بہت قیمتی انگوٹھی بھی دیدی تاکہ وقت ضرورت فروخت کرکے کام میں لے آئے، بہرحال یہ جوان بیٹا بصرہ کی طرف نکل گیا، وہاں جاکر اس نے مزدوری شروع کی، صرف ہفتہ میں ایک دن یعنی شنبہ کے دن مزدوری کرتا تھا، باقی ایام میں بیٹھکر کھاتا تھا، اور عبادت کرتا رہتا، قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہتا، گویا کہ چھ روز برابر ذکرو اذکار میں مشغول رہتا، عامر بصری کا بیان ہے کہ میری ایک دیوار گرگئی میں معمار کی تلاش میں نکلا، کسی نے بتایا کہ یہ جوان معمار بیٹھا ہوا ہے اسے لیجاؤ، عامر نے کہا بیٹا مزدوری کروگے، اس نے کہا کیوں نہیں مزدوری کے لئے تو پیدا ہی ہوئے ہیں، آپ بتائیں کیا خدمت مجھ سے لینی ہے اس نے کہا کہ گارے مٹی یعنی تعمیر کا کام کرانا ہے، اس نے کہا کہ میری دو شرط ہیں، پہلی شرط یہ ہے کہ ایک درھم اور ایک دانق (درہم کا چھٹا حصہ) مزدوری ہوگی، دوسری شرط نماز کے اوقات میں کام نہیں کروں گا، مجھے نماز کے لئے جانا ہوگا، میں نے اس کی شرطیں منظور کرلیں، اور اس کو کام پر لگادیا، مغرب کے وقت جب دیکھا تو اس نے دس آدمیوں کے بقدر کام کیا، میں نے خوش ہوکر مزدوری میں دو درھم دیئے، تو اس نے انکار کردیا کہ شرط سے زائد نہیں لوں گا، چنانچہ ایک درھم اور ایک دانق لیکر چلا گیا، دوسرے دن پھر میں اس کی تلاش میں گیا وہ نہیں ملا، لوگوں سے معلوم کیا، بتایا کہ وہ صرف ہفتہ میں ایک ہی روز شنبہ کے دن کام کرتا ہے، باقی دنوں میں نہیں، چنانچہ عامر بصری کا

Scanned by CamScanner

بیان ہے کہ میں نے کسی مزدور سے کام نہیں کرایا، ایک ہفتہ تک انتظار کیا، کیوں کہ اس کے کام سے انتہائی رغبت پیدا ہوگئی تھی، کام صاف ستھرا امانت ودیانت داری سے کیا تھا، ایک ہفتہ بعد پھر گیا تو مجھے قرآن شریف پڑھتا ملا، میں نے سلام کیا مزدوری کے بارے میں معلوم کیا، پھر وہی دو شرطیں لگائیں، میں نے منظور کرلیں اور اس مرتبہ میں نے چھپ کر دیکھا کہ اس کے کام کرنے کا انداز اور طریقہ کیا ہے جو تن تنہا دس آدمیوں کا کام کردیتا ہے، بہرحال میں نے دیکھا کہ وہ گارا لیکر دیوار پر ڈالتا ہے اور پتھر، اینٹ اپنے آپ ہی ایک دوسرے کے ساتھ جڑتے چلے جاتے ہیں، مجھے یقین ہوگیا کہ یہ اللہ کا ولی ہے اور اللہ کے اولیاء کے کاموں کی غیب سے مدد ہوتی ہے، ان کے کاموں میں برکت ہوتی ہے، دیکھئے کہ صرف ایک درھم اور ایک دانق ہفتوں کے لئے کافی ہوجاتا تھا، یہ تھی برکت والی روزی ایسی روزی تلاش کرنی چاہئیے، گویا کہ آدمی جب کام کو امانت ودیانت کے ساتھ کرے گا اس میں برکت ہوتی چلی جائے گی، اس شہزادہ کی روزی میں جو برکت ہوئی وہ نماز کی پابندی کی وجہ سے ہوئی، ہم لوگوں کا حال نماز کے بارے میں جو ہے وہ ہم سب بخوبی جانتے ہیں، اللہ ہماری حفاظت فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

حسن سلوک میں برکت

میرے عزیز واور بھائیو! اگر ہم چاہیں کہ ہماری روزی میں برکت ہوتو والدین، اعزاء واقرباء کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہوگا، حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ اس کی عمر دراز کرے اور اس کا رزق بڑھائے، اس کو چاہئیے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن

سلوک کرے، اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ (درمنثور)

صالح فرزند کی روزی میں برکت

قرآن پاک کی دوسری سورت سورہ بقرہ میں گائے کے واقعہ کے تحت حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک صالح اور نیک بخت آدمی تھا، اس کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا بہت کم عمر، اور اس مرد صالح کے پاس ایک گائے کا بچہ تھا جس کو وہ مرنے سے پہلے جنگل میں چھوڑ آیا تھا، اس مرد صالح کا انتقال ہوگیا اور وہ بچھیا جنگل میں چرا کرتی تھی، خداوند قدوس کی حفاظت میں وہ پرورش پاتی رہی، یہ لڑکا اپنے والدین کا خدمت گذار اور انتہائی فرمانبردار تھا، اس نے رات کے تین حصہ کئے، ایک میں سوتا، دوسرے حصہ میں نماز پڑھتا، تیسرے میں اپنی والدہ کے سرہانے بیٹھ جاتا، اور صبح سویرے جنگل سے لکڑیاں لاکر بازار میں فروخت کرتا، اور اس کی قیمت کے تین حصے کرتا، ایک حصہ تو اللہ کی راہ میں دیتا اور ایک حصہ اپنی والدہ کو دیتا اور ایک حصہ میں اپنے آپ کھاتا پیتا، ایک دن اس کی والدہ نے کہا بیٹا! تیرا باپ تیرے لیے ایک گائے میراث میں چھوڑ گیا ہے، اور وہ فلاں جنگل میں اللہ کی نگرانی میں ہے، تو جا...... اور یہ کہکر آواز دے کہ اے ابراہیم واسماعیل کے معبود وہ گائے عنایت فرمادیجئے جس کو میرا باپ چھوڑ کر گیا تھا۔

وہ جوان اپنی والدہ کے حکم پر جنگل پہنچا اور اسے چرتے دیکھا تو جس طرح والدہ نے پکارنے کو کہا تھا اس نے پکارا تو وہ گائے بحکم الٰہی دوڑ کر سامنے چلی آئی، جوان گردن پکڑ کر کھینچنے لگا، گائے بولی اے والدہ کے خدمت گذار مجھ پر سوار ہوجا! تجھ کو آرام ملیگا، جوان نے کہا میری والدہ کا یہی حکم ہے کہ گردن پکڑ کر لانا نہ کہ سوار ہوکر، گائے بولی اے میرے جوان تو

Scanned by CamScanner

میرے کہنے سے اگر سوار ہو جاتا تو پھر میں ہرگز تیرے قابو میں نہ آتی، اور اپنی امّاں کی فرمانبرداری کی وجہ سے تیرا وہ مرتبہ ہے کہ اگر تو پہاڑ کو حکم دے تو وہ بھی تیرے ساتھ چلنے لگے۔

الغرض جوان گائے لیکر اپنی ماں کے پاس پہنچا، ماں نے کہا بیٹا تو فقیر ہے دن میں لکڑیاں لانے اور رات میں قیام کرنے کی وجہ سے تجھ پر سخت مشقت و تکلیف ہے، اس لئے مناسب یہ ہے کہ اسے فروخت کردے، جوان نے قیمت دریافت کی، ماں نے کہا کہ تین دینار میں دیدینا، ساتھ ہی ماں نے یہ حکم دیا کہ جب بیچنے لگے تو مجھ سے پوچھ لینا، جوان والدہ کے حکم کے مطابق گائے کو بازار لے گیا، ادھر حق تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھلانے اور اس جوان کو اس کی والدہ کی اطاعت و فرمانبرداری جانچنے کے لئے ایک فرشتہ بھیجا، آتے ہی اس نے قیمت دریافت کی، تو جوان نے کہا تین دینار مگر شرط یہ ہے کہ میں اپنی والدہ سے معلوم کرلوں، فرشتہ نے کہا کہ تو مجھ سے چھ دینار لے لے اور گائے دیدے، والدہ سے معلوم کرنے کی ضرورت نہیں، اس جوان نے کہا اگر تو مجھے اس گائے کے برابر سونا بھی دے گا، تو میں اپنی والدہ کی اجازت کے بغیر نہیں دوں گا، یہ کہکر اپنی والدہ کے پاس آیا اور کیفیت بیان کی، والدہ نے کہا کہ جاؤ، اور چھ دینار لے لینا مگر خریدار سے میری رضامندی کی شرط لگادینا، جوان پھر بازار گیا اور اس سے ملا اس نے کہا کہ تو نے اپنی والدہ سے دریافت کرلیا، کہا کہ ہاں میں نے دریافت کرلیا، مگر ساتھ یہ بھی کہا کہ میری رضامندی کی شرط لگادینا، اس خریدار یعنی فرشتہ نے کہا اپنی ماں سے نہ پوچھ اور مجھ سے بارہ دینار لے لے، جوان نے انکار کیا اور اپنی ماں کے پاس آکر سارا قصہ بیان کیا ماں نے کہا وہ فرشتہ ہے وہ تیرا امتحان لیتا

ہے، اب اگر اس سے ملاقات ہو تو یہ پوچھ کہ ہم اسے فروخت کریں یا نہیں، جب وہ بازار گیا اور اس فرشتہ سے ملاقات ہوئی تو جوان نے بیچنے کی بابت دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اپنی والدہ سے کہنا کہ اس کو ابھی فروخت نہ کریں، بنی اسرائیل اسے ایک مقتول کے معاملہ میں خریدیں گے، تم اسے کھال بھر دینار سے کم میں فروخت نہ کرنا، چنانچہ اس کو انہوں نے فروخت نہیں کیا، حتی کہ وہ وقت آگیا، کہ اس گائے کو کھال بھر دینار میں فروخت کیا گیا۔

میرے عزیزو اور دوستو! یہ گائے جو کھال بھر سونے میں فروخت ہوئی اور یہ کثیر رقم جو اس بچہ کو ملی، یہ ماں کی خدمت اور محبت کے نتیجہ میں میسر آئی، کیوں کہ جو اولاد جس قدر اپنے ماں باپ کی مطیع اور فرمانبردار ہوتی ہے تو اس کی روزی میں اُتنی ہی خیر و برکت ہوتی ہے، حضرات علماء نے لکھا کہ اگر تم کو مال کی زیادتی کی ضرورت ہے تو والدین کی خدمت کرو، ور اگر علم کی زیادتی کی ضرورت ہے تو حضرات اساتذہ کی خدمت کرو،

مدارس کا تعاون کرنا باعث برکت ہے

میرے شیخ و مرشد حضرت اقدس مفتی مظفر حسین صاحب قدس سرہ العزیز نے ایک دفعہ فرمایا کہ صاحبو...... تم مدارس میں اپنا مال خرچ کرو اللہ تمہارے گھروں میں برکت عطا فرمائے گا اور فرمایا کہ اگر تم مال کے ذریعہ مدد نہیں کر سکتے تو مشورہ سے مدد کرو، اور مشورہ کے ذریعہ مدد نہیں کر سکتے تو مدارس کی مخالفت نہ کرو، اگر مخالفت کروگے تو تمہارے گھروں میں علم نہیں پہونچے گا، مال پہونچ جائیگا، طرح طرح کی موٹر کاریں، اور گاڑیاں پہونچ جائیں گی، مگر قرآن نہیں پہونچے گا، اللہ ہماری حفاظت فرمائے، مدارس سے محبت و عقیدت قائم فرمائے اور زیادہ سے زیادہ تعاون کی توفیق عطا فرمائے۔

Scanned by CamScanner

ایک دینار کی برکت

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک مرید پریشان ہوکر کہنے لگا حضرت حج کو جانا چاہتا ہوں، مگر میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، حضرت نے ایک دینار دیا، مرید دینار لیکر باہر نکلا، ایک قافلہ ملا، قافلہ والوں نے مرید سے کہا، کہاں کا قصد ہے؟ اس نے جواب دیا کہ حج کے لئے جارہا ہوں، قافلہ والوں نے اس کو اپنے ساتھ لے لیا، سواری بھی دی، اور کھانا بھی دیا، مکمل اخراجات انہوں نے پورے کئے، جب یہ مرید واپس آیا تو حضرت جنید بغدادیؒ نے پوچھا تمہارا کچھ خرچ بھی ہوا؟ جواب دیا کہ نہیں، فرمایا: کہ پھر میرا دینار واپس کرو۔

دوستو...... دیکھ لیا آپ نے، اللہ والوں کا ایک دینار بھی خرچ نہیں ہوتا، اسے کہتے ہیں برکت کہ ایک دینار بھی خرچ نہیں ہوا، اور سفر حج مکمل ہوگیا۔

حج وعمرہ کی برکت

اسی طرح جولوگ حج کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی روزی میں اضافہ فرماتے ہیں، اور جولوگ کثرت کے ساتھ عمرہ کرتے ہیں ان کی روزی میں بھی خیر وبرکت ہوتی ہے، اوران کی زندگی میں کبھی فقر وفاقہ نہیں آتا۔

زکوۃ کی برکت

گرامئی قدر دوستو...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے زکوۃ کو صاحب نصاب لوگوں پر فرض کیا ہے، جولوگ پابندی کے ساتھ زکوۃ ادا کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے مال کو بڑھاتے رہتے ہیں، کبھی گھٹنے کا سوال ہی پیدا

نہیں ہوتا، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ" اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو...... بات لمبی ہوتی چلی جارہی ہے بس، باپ کی خدمت کا ایک واقعہ سنا کر رخصت ہونا چاہتا ہوں، زیادہ بولنے کی مجھ میں طاقت اور قوت بھی نہیں ہے۔

باپ کی خدمت کے نتیجہ میں برکت ہی برکت ہے

حضرت طاؤسؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص کے چار بیٹے تھے، وہ شخص بیمار ہوا ان بیٹوں میں سے ایک نے اپنے تین بھائیوں سے کہا کہ اگر تم باپ کی تیمارداری اس شرط پر کرو کہ تم کو باپ کی میراث میں کچھ نہیں ملیگا تو تم کرو...... ورنہ میں اس شرط پر تیمارداری کرتا ہوں کہ میراث میں سے کچھ نہ لوں گا، وہ اس پر راضی ہوگئے کہ تو ہی اس شرط پر تیمارداری کر ہم نہیں کرتے، اس نے خوب خدمت کی جب باپ کا انتقال ہوگیا، اور شرط کے موافق اس نے کچھ نہ لیا تو رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ فلاں جگہ سو دینار یعنی اشرفیاں گڑی ہوئی ہیں وہ تو لے لے...... اس نے خواب میں ہی دریافت کیا کہ ان میں برکت بھی ہوگی؟ اس نے کہا کہ برکت ان میں نہیں ہے، صبح کو بیوی سے خواب کا ذکر کیا، اس نے ان کے نکالنے پر اصرار کیا اس نے نہ مانا، دوسرے دن پھر خواب دیکھا، جس میں کسی نے دوسری جگہ دس دینار بتائے، اس نے پھر وہی برکت کا سوال کیا، اس نے کہا کہ برکت ان میں بھی نہیں ہے، اس نے صبح کو بیوی سے اس کا بھی ذکر کیا، اس نے پھر اصرار کیا، کیونکہ عورتیں حریص ہوتی ہیں، مگر اس نے نہ مانا، تیسرے دن اس

نے پھر خواب دیکھا، کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ فلاں جگہ جاؤ...... وہاں تجھے ایک دینار حلیگا اس کو لے لے، اس نے پھر وہی برکت کا سوال کیا اس شخص نے کہا کہ ہاں اس میں برکت ہے، تو جا کر وہ دینار لے آیا، اور بازار میں جا کر اس سے دو مچھلیاں خریدیں، گھر آ کر جب ان کا پیٹ چاک کیا تو ان میں سے ہر ایک کے اندر سے ایک ایسا موتی نکلا کہ اس جیسا کسی نے عمر بھر بھی نہیں دیکھا تھا، بادشاہ وقت نے ان دونوں کو بہت اصرار سے نوے خچروں کے بوجھ کی بقدر سونے سے خرید لے۔

دوستو دیکھو! باپ کی خدمت کے نتیجہ میں اللہ نے ایک دینار میں کیسی برکت رکھی کہ ایک دینار کے عوض نوے خچر بوجھ کی مقدار سونا ملا، یعنی نوے خچر جتنا سونا اٹھا سکتے ہیں اتنا سونا ملا سبحان اللہ! کیا ہی شان ہے باری تعالیٰ کی کہ جب دینے پر آتے ہیں تو بے حد وحساب اور وہم وگمان سے زائد دیدیتے ہیں۔

ماں کی خدمت میں روحانی برکت

دوستو اور عزیزو! جس طرح باپ کی خدمت سے مال میں برکت ہوتی ہے اسی طرح ماں کی خدمت سے بھی جان و مال میں برکت کے ساتھ ساتھ روحانی برکتیں بھی میسر آتی ہیں، چنانچہ ماں کی خدمت کرنے سے اویس قرنیؒ مستجاب الدعوات بن گئے، امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہ عمر اگر تمہاری ملاقات اویس قرنیؒ سے ہو تو ان سے دعائے مغفرت کراؤ، اندازہ لگایئے کہ حضرت عمرؓ صحابی ہیں، امیر المؤمنین ہیں خلیفۃ المسلمین ہیں، ان سے کہا جا رہا ہے کہ

اویس قرنیؒ سے دعا کراؤ، دوستو اویس قرنیؒ کو یہ رتبہ اور مقام ماں کی خدمت کی وجہ سے ہی تو ملا، کیوں کہ ماں کی خدمت کی خاطر اویس قرنی صحابیت کے مقام سے بھی محروم رہ گئے، اسلئے کہ اویس قرنی کی ملاقات نبی کریم ﷺ سے نہیں ہوئی، اس لئے کہ ان کی والدہ بیمار تھی، وہ ملک یمن میں رہتے تھے، ان کو آنحضرت ﷺ تک جانے کا موقع نہیں ملا، بہر حال اللہ نے ان کو مستجاب الدعوات بنا دیا، اور اپنے خاص بندوں میں ان کا شمار فرمالیا گویا کہ تقوی وتوکل کے اعلیٰ مقام پر ان کو فائز کر دیا۔

تمام برکتیں تقوی وتوکل میں مضمر ہیں

آنحضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں ایسی آیت جانتا ہوں اگر لوگ اس پر عمل کرلیں تو وہ آیت ان کے گذر بسر کے لئے کافی ہوجائے، آیت یہ ہے "وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" دوستو اس آیت شریفہ کی تفسیر حضرات علماء کے پاس بیٹھکر سیکھیں، سنیں، عمل کریں انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا، چاروں طرف برکتیں ہی برکتیں نظر آئیں گی، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جان و مال، ایمان وعمل اور کاروبار میں خوب خوب ترقی عطا فرمائے۔ آمین

وما توفیقی الا باللہ

تلبیة

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ
لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ
إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ
وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسافران حرم کو خطاب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ. اَمَّابَعْدُ.

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم: مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ (الحدیث)

یثرب کو جانے والے میرا اسلام لیجا میرا پیام لے جا
تیری مرادمندی تجھکو پکارتی ہے آ باریاب ہوجا

محترم بزرگو اور دوستو! اللہ رب العزت کا عظیم فضل واحسان ہے کہ آپ حضرات کچھ دنوں کے بعد سرزمین حجاز پر قدم رکھنے والے ہیں، آپ بڑے خوش نصیب اور قابل مبارکباد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے گھر کی زیارت اور اپنی خصوصی مہمان نوازی کا شرف بخشا ہے، اور دنیا کے لاکھوں کروڑوں انسانوں میں سے آپ کا انتخاب کیا ہے، اس پر اللہ رب العزت کا

جتنا بھی شکر ادا کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔

اس مقدس سرزمین پر فرشتوں کو رشک ہے

میرے دوستو......کچھ دنوں کے بعد آپ اس سرزمین مقدس پر چلتے ہوں گے کہ جس سرزمین کی عظمت وتقدس پر فرشتوں کو رشک ہے، اس متبرک زمین کے ادب واحترام کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہاں سر کے بل چلا جائے۔

زمین حرم پہ قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے اے جانے والے

یعنی بجائے قدم رکھنے کے سر رکھنے کا موقع ہے، بلکہ اگر ہم سر کے بل بھی چلیں تو حق ادا نہیں ہوسکتا، جس زمین پر انبیاء چلے، سید الانبیاء سرکار دوعالم ﷺ چلے، ہزاروں لاکھوں صحابۂ کرام چلے، نہ جانے کتنے صلحاء اولیاء قطب اور ابدال چلے، قسمت کی خوبی دیکھئے کہ اس مقدس سرزمین پر چلنے کے لئے آپ حضرات کو رب کعبہ بلا رہا ہے، اب تک نعتوں، نظموں میں روضۂ اقدس مدینہ طیبہ کی تعریف وتوصیف سنتے رہے ہیں، اب آپ چل کر خود اپنی آنکھوں سے سبز گنبد کو نہاریں گے، کعبۃ اللہ پر نور وانوار کی مسلسل بارش ہوتی ہے، اب تک کتابوں میں پڑھا، یا حاجیوں سے سنا تھا، اب خود جا کر اس کی دید سے آپ لوگ اپنی آنکھوں کو اور دل وجگر کو منور کریں گے، بیت اللہ کے گرد عاشقوں کا ہجوم آپ خود چل کر اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے، اور روضۂ پاک پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھیں گے۔

روضۂ اقدس پر حاضری کی فضیلت

میرے دوستو.....اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا "مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ شَفَاعَتُهٗ" جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے، معلوم ہوا کہ مدینہ پاک جا کر مزار اقدس پر زیارت کے لئے حاضر ہونا اس کی بھی ایک فضیلت ہے، جب سے ہوش سنبھالا اور شعور بیدار ہوا یہ تمنائیں اور آرزوئیں دل میں مچل رہی تھی۔

دکھادے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

کہ کاش وہ دن آئے کہ ہم اس مقدس مقام کی زیارت کریں جہاں محبوب رب العالمین آرام فرما ہیں، جہاں عاشقان نبوت کا جمگھٹا اور انوار وبرکات کی رم جھم ہے، آج ان ایام حج میں زندگی بھر کی آرزوئیں پوری ہو رہی ہیں، مدینہ پاک کی حاضری اور کعبۃ اللہ کے دیدار کا موقع نصیب ہو رہا ہے۔

بیت اللہ پر ہر وقت رحمتوں کا نزول

محترم دوستو......بیت اللہ جو ہم سب کا مرجع اور قبلہ ہے، بڑی ہی رحمتوں اور برکتوں والا گھر ہے، ہر وقت جس طرح انسان کعبۃ اللہ کا طواف کرتے رہتے ہیں، اسی طرح بے شمار فرشتے بھی اس کا طواف کرتے رہتے ہیں، حتی کہ جب فرشتے آسمان سے اترتے ہیں تو پہلے کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہیں، پھر اس کے بعد دنیا میں پھیلتے ہیں، اور اپنے اپنے کاموں میں لگ جاتے ہیں، بیت اللہ پر ہر وقت ۱۲۰ رحمتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے، جسمیں سے ۶۰ رحمتیں طواف کرنے والوں کے حصہ میں آتی ہیں، ۴۰ نماز پڑھنے والوں کے حصہ میں آتی ہیں اور جو صرف بیت اللہ کو بیٹھے بیٹھے محبت سے دیکھتے ہیں ۲۰ ان کے حصہ میں آتی ہیں۔

Scanned by CamScanner

بڑے دربار کی حاضری

اب آپ سوچئے کہ آپ کہاں جارہے ہیں، آپ کوکون آواز دے رہاہے، آپ کتنے بڑے دربار میں حاضر ہورہے ہیں، جس شہر کی پروردگار عالم نے اپنے مقدس کلام میں قسم کھائی "وہذا البلد الامین" اسی مقدس شہر میں مہمانان حرم بننے جارہے ہیں، اتنے بڑے دربار کی حاضری کوئی معمولی حاضری نہیں، ایسے دربار میں داخل ہونے اور نکلنے کے، وہاں رہنے اور قیام کرنے کے آداب بھی اتنے ہی اہم ہیں، لہذا ان کو سیکھ کر جانے کی ضرورت ہے، جب آپ اس عظیم الشان دربار میں تمام آداب واصول کی رعایت کے ساتھ داخل ہوں گے تو فوراً رب کائنات کی نظر کرم اور نظر رحمت آپ کی طرف متوجہ ہوگی، اور آپ کو ڈھانپ لے گی، آپ محسوس کریں گے، اور حج کے بعد بالیقین آپ کو معلوم ہوگا کہ دل میں روشنی اور نور پیدا ہوا ہے، آپ کو اپنی زندگی میں ایک تبدیلی اور انقلاب نظر آئے گا، اور اگر بغیر اصول وآداب سیکھے اور اپنے آپ کو اس عظیم الشان دربار کے قابل بنائے بغیر اور اپنے ظاہر وباطن کو مزکی ومجلی کئے بنا اور گناہوں کی گندگی میں لت پت اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی وضع قطع اور طور وطریق اختیار کرنے کے ساتھ حاضر ہوئے، اور وہاں جاکر بھی اپنی سابقہ حالت پر قائم رہے تو دوستو کہنے کو تو آپ حاجی بن جائیں گے، مگر حج بیت اللہ کے انوار وبرکات اور اس کے فیوض وفوائد سے محروم رہیں گے، اور محض تضیع مال ووقت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

روحانی رخت سفر لیجئے

آج ہر حاجی کو دیکھو تو وہ سفر کی تیاری میں لگا ہے، بازار سے کپڑے،

برتن، ناشتہ اور کھانے پینے کا سامان خرید رہا ہے، ہر ایک کو اس کی فکر ہے کہ ضرورت کی ہر چیز ساتھ ہو، دوران سفر کسی طرح کی دقت نہ ہو، کسی سے کچھ مانگنا نہ پڑے، بعض ساتھیوں نے کاغذ پر تمام ضروری سامان کی فہرست لکھ رکھی ہے تاکہ روانگی کے وقت کوئی ضروری استعمال کی چیز چھوٹ نہ جائے، خیر اچھا ہے میں اس سے منع نہیں کرتا کہ زادسفر نہ لیں اور رخت سفر کا اہتمام نہ کریں، بلکہ جسمانی ضرورتوں کے لئے یہ بھی ضروری ہے، لیکن میرے دوستو...... میں تو یہ کہتا ہوں کہ جس طرح آپ نے جسم کی ضرورت کے لئے رخت سفر باندھا اسی طرح روح کی غذا اور اس کی ضرورت کے لئے بھی تو کچھ ساتھ لیجئے، اس لئے کہ یہ سفر تو محض روحانی سفر ہے، حج مقبول ومبرور آپ کو کس طرح حاصل ہو اس کی بھی تو فکر کیجئے، حج پر جانے سے پہلے آپ کے پاس تمام ضروری احکام ومسائل اور حج کے ارکان واعمال کا علم ہو، چہرے، مہرے، لباس وپوشاک اور وضع قطع میں ہر جگہ سنت وشریعت کی مطابقت ہو، اس کی بھی تو فکر کیجئے۔

ایک حاجی سے ملاقات

میرے دوستو...... ایک مرتبہ کا واقعہ ہے ایک حاجی صاحب حج کے لئے تشریف لے جارہے تھے، ملاقات کے لئے آئے، انہوں نے روانگی کے وقت خوب دیگیں پکوائی تھی، عزیز واقارب اور دوست واحباب کو مدعو کیا تھا، دعوت طعام کا بڑا زبردست پروگرام کیا تھا، اب آخر میں فقیر سے ملنے آئے، تو میں نے کہا حاجی صاحب! ذرا تلبیہ تو سناؤ کہنے لگے حضرت یاد نہیں ہے، میں نے کہا بھئی دعوت طعام کام نہیں آئے گی، دلی پہونچ کر احرام بندھے گا اور تلبیہ پڑھنا ہوگا، میں نے متعدد بار یاد کرایا، مگر یاد نہ کر سکے

Scanned by CamScanner

، آخر میں نے ان سے کہا کہ حاجی صاحب آپ کو دلی پہنچنے میں پانچ چھ گھنٹے لگیں گے اس دوران یاد کرلینا، اب سوچئے کہ بعضوں کو زندگی میں ایک بار ہی حج کی توفیق ہوتی ہے، اس میں بھی حج صحیح ادا نہ ہو تو کتنا بڑا نقصان ہے، میرے پیارو حج کے آداب وارکان سیکھو، حج کے صرف پانچ دن ہیں، موٹے موٹے ارکان ہیں، یاد کرنا کچھ مشکل نہیں، فقیر نے ان پانچ دنوں کے ارکان کو مختصراً ایک ورق پر بڑے صاف اور سادہ طریقہ پر لکھکر شائع کرادیا ہے، جس کا نام ''حج کے پانچ دن'' ہیں ، لہذا شائقین حضرات ہمارے یہاں مدرسہ کے دفتر سے اس پرچہ کو حاصل کرسکتے ہیں، بہرحال حج سے پہلے حج کے احکام یاد کرنے کی ضرورت ہے، اسلئے جہاز پر بیٹھنے سے پہلے خوب مشق کرلو، اللہ تعالیٰ سب کو حج مقبول عطا فرمائے۔

حضور ﷺ کا فرمان حاجیوں کے نام

آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من حج لله الخ '' کہ جس شخص نے اللہ کے لئے حج کیا، اور اس میں نہ بے حیائی کی بات کی، اور نہ فسق وفجور کیا، تو وہ حج کے بعد ایسا لوٹتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو، اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا، غفور رحیم سب معاف فرمادیتے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ حج خالص اللہ کے لئے ہو، دکھلاوا اور شہرت مقصود نہ ہو کہ لوگ حاجی کہیں گے، عزت بڑھے گی اس کا یہ خیال نہ ہو، رب کائنات کی رضا مقصود ہو، دل میں اخلاص ہو کہ یہی تمام اعمال کی روح ہے، بڑے سے بڑا عمل جس میں اخلاص نہ ہو وہ بے جان ہے، اور اللہ کے یہاں مقبول نہیں، اخلاص اور حسن نیت ہی عمل کی مقبولیت میں اصل ہے۔

حضرت جندع بن ضمرہ لیثی ﷛ اور حسن نیت کا صلہ

میرے محترم دوستو! ہمیں اپنی نیت درست کرنی چاہئے، اور خلوص و للّٰہیت اختیار کرنی چاہیئے، حضور اکرم ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے، تو صحابئ رسول حضرت جندع بن ضمرہ لیثی ﷛ جو ضعیف اور بیمار تھے، ان کو معلوم ہوا تو کہنے لگے میں ہجرت سے مستثنیٰ نہیں ہوں، اپنے جوان لڑکوں کو بلا کر کہا مجھے مدینہ منورہ پہونچادو، جہاں میرے محبوب چلے گئے ہیں، خدا کی قسم مکہ مکرمہ میں ایک رات ٹھہرنا بھی مشکل ہے، حالانکہ بوڑھے ہیں، بیمار ہیں اور معذور ہیں، مگر عشق رسول کی آگ سینے میں لگی ہے، تڑپ رہے ہیں مجھے مدینہ لے چلو، فرمانبردار لڑکے بوڑھے باپ کو چارپائی پر لٹا کر مدینہ پاک کے ارادہ سے چلتے ہیں، مکہ مکرمہ سے مدینہ کا فاصلہ تین سو میل ہے، پیدل سفر ہے، جب اپنے باپ کو لے کر مقام تنعیم میں پہونچے، تو ان کی وفات کا وقت آگیا، انہوں نے اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور کہا اے اللہ یہ داہنا ہاتھ تو آپ کا ہے اور یہ بایاں ہاتھ میرے محبوب ﷺ کا ہے، جن چیزوں پر آپ ﷺ نے بیعت کی ہے، انہیں پر میں بیعت کرتا ہوں، یہ کہا اور انتقال فرماگئے، یہ خبر جب مدینہ پہونچی تو صحابہ کرام نے کہا کاش وہ مدینہ پہونچ جاتے، تو ان کا اجر کتنا بڑا ہوتا، اور مشرکین مکہ نے بھی سنکر طعنہ دیا، کہ جس مطلب کے لئے نکلے تھے، وہ پورا نہ ہوا، چنانچہ اللہ نے قرآن کریم میں آیت نازل فرمائی ''وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ '' جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف اپنے گھر سے ہجرت کے ارادہ سے نکل جائے، اور راستہ میں اس کو موت آجائے، تو اس کا اجر اللہ نے اپنے ذمہ لے لیا، غور کیجئے ......

Scanned by CamScanner

کہ ابھی تو وہ صحابی حرم سے باہر بھی نہ نکلنے پائے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ، یہ اجر کس چیز کا ہے؟ حسن نیت ہی کا تو ہے۔

عمل کا دارومدار نیت پر ہے

محترم دوستو! ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص تو ایسا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے مال بھی دیا اور علم بھی دیا، وہ اپنے علم سے اچھے اچھے مواقع دیکھ کر اللہ کے راستے میں خوب خرچ کرتا ہے، اور ایک وہ شخص ہے جسے علم دیا، مال نہیں دیا، یہ شخص پہلے شخص کو خرچ کرتے دیکھ کر آرزو اور تمنا کرتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے بھی مال دیتا تو میں بھی اسی طرح اللہ کی راہ میں خرچ کرتا، حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ”فَهُمَا فِي الْاَجْرِ سَوَاءٌ“ یہ دونوں اجر میں برابر ہیں، اس سے صاف ظاہر ہوا کہ عمل کا ایک وجود آدمی کی نیت اور پختہ عزم ہی سے ثابت ہو جاتا ہے۔

حسن نیت بڑی عجیب چیز ہے

اللہ کے مہمانو! زائرین حرم غور فرمائیں...... حدیث شریف میں آتا ہے ”مَنْ خَرَجَ حَاجًا فَمَاتَ كُتِبَ لَهٗ اَجْرُ الْحَاجِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ كُتِبَ لَهٗ اَجْرُ الْمُعْتَمِرِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ“ کہ اگر حج وعمرہ پر جانے والے راستہ میں مر جائیں، تو صرف نیت کی وجہ سے عند اللہ ماجور ہوں گے، قیامت تک حج وعمرہ کا ثواب ملتا رہے گا، یہ سب نیت کی وجہ سے ہے، ابھی آدمی مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوا، بیت اللہ کا طواف نہیں کیا، حجر اسود کو نہیں چوما، منیٰ ومزدلفہ اور عرفات کی حاضری نہیں ہوئی، مگر رب کعبہ کا کرم دیکھئے کہ عمل کے وجود کے بغیر کتنا بڑا اجر دیدیا

ع بھر دیا میرا دامن پھیلانے سے پہلے

پتہ چلا کہ حسن نیت بڑی عجیب چیز ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمائیں۔

حسن نیت پر ایک ایمان افروز واقعہ

میرے دوستو...... ایک واقعہ یاد آیا بخاری ومسلم کی حدیث ہے جناب محمد عربی ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا واقعہ بیان فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا، بہت بڑا گنہگار، مجرم اور پاپی، جس نے ننانوے قتل کئے تھے، اب اس کے دل میں احساس جرم پیدا ہوا، اور خوف کی لہریں اٹھنے لگیں، مرنے کے بعد حساب وکتاب کا فکر ہوا، یہ احساس اتنا بڑھا کہ وہ اپنے گناہوں کی معافی اور توبہ کے لئے تڑپ اٹھا، لہذا اس نے کسی بزرگ اور عالم کے متعلق پوچھ گچھ شروع کی، تاکہ اس سے اپنی معافی کی سبیل دریافت کرے، اور اس کے ہاتھ پر توبہ کرے، لوگوں نے اسے ایک بزرگ راہب کا پتہ دے دیا، چنانچہ یہ بے چارہ سفر کر کے اس راہب کی خدمت میں آیا، اور اس سے اپنے تمام گناہوں کی داستان سنا کر پوچھا، کہ کیا مجھ جیسے مجرم قاتل کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے جواب دیا نہیں، ”ستر چوہے کھا کے بلی حج کو چلی“ اوپر سے راہب نے اس کو بڑی لعنت ملامت کی، اس کے گناہوں پر اس کو خوب لتاڑا، یہ بیچارہ مایوس ہو گیا، اور دل میں کہا کہ چلو ننانوے قتل کئے ہیں ایک اور سہی، چنانچہ اس راہب کو بھی قتل کر دیا، اب پورے سو آدمیوں کا قاتل ہو گیا، وہاں سے واپس ہوا مگر سینے میں برابر آگ لگی رہی، اور اس کا نفس اس کو ملامت کرتا رہا، اور جرم کا احساس دلاتا رہا، آخر اس نے ہمت نہ ہاری، اور پھر کسی بڑے عالم کی تلاش شروع کر دی، اب پھر لوگوں نے ایک نیک عالم کی طرف رہنمائی کر دی، یہ بیچارہ اس عالم ربانی کے پاس آیا، آکر اس سے کہا کہ میں بڑا مجرم ہوں، اور ایک سو انسانوں کا قاتل ہوں، کیا اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر سکتے ہیں؟ میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

Scanned by CamScanner

اس مرد خدا نے اس کو دلاسا دیا، اور اس کو اللہ کی رحمت سے پر امید کیا، اور فرمایا کون ہے جو تیری توبہ اور تیرے درمیان حائل ہوجائے، تم اپنی بستی کو چھوڑ دو، اور نصرہ جو نیک لوگوں کی بستی ہے وہاں جاکر توبہ کرو، امید ہے اللہ تعالیٰ ضرور تم کو معاف فرمادیں گے، لہذا اس نے فوراً اللہ والوں کی اس بستی کی طرف سفر شروع کردیا، ابھی جا ہی رہا تھا کہ زندگی کے لمحات پورے ہوگئے، اور وقت موعود آپہونچا، مگر وہ اب بھی برابر نیک لوگوں کی بستی کی طرف بڑھ رہا تھا، اور اس کا یہ حال تھا۔

مریض محبت انہیں کا فسانہ
سناتا رہا دم نکلتے نکلتے

پاؤں جواب دے گئے، مگر زمین پر جسم کے بل اسی جانب گھسٹتا رہا، روح نکالنے کے لئے فرشتے آگئے، عذاب کے فرشتے بھی آگئے، اور رحمت کے فرشتے بھی، رحمت کے فرشتے کہہ رہے تھے کہ یہ توبہ کی نیت سے چلا تھا، ہم اس کی روح نکالیں گے، اور چونکہ توبہ ابھی تک متحقق نہیں ہوئی تھی، اس لئے عذاب کے فرشتے کہہ رہے تھے کہ ہم روح لیکر جائیں گے، چنانچہ رب العالمین نے آسمان سے اسی وقت ایک تیسرا فرشتہ بھیجا اور یہ فیصلہ سنایا کہ زمین کی پیائش کی جائے، اگر یہ شخص اپنے گھر کے قریب ہے تو عذاب کے فرشتے لے جائیں گے، اور اگر نصرہ یعنی اللہ والوں کی بستی کی طرف بڑھ گیا ہے تو رحمت کے فرشتے لے جائیں گے، جب زمین ناپی گئی تو ایک بالشت کے قریب وہ آدمی نیکوں کی طرف زیادہ بڑھ چکا تھا پس فیصلہ کے مطابق رحمت کے فرشتے آگے بڑھے، اور اس کی روح نکال کر لے گئے۔

تو میرے دوستو...... دیکھا آپنے حسن نیت کی وجہ سے کتنا بڑا مجرم بخشش کا حقدار ہوگیا، اس لئے ہر عمل کے لئے اصلاح نیت ضروری ہے۔

حج میں ایک قدم چلنے پر سات کروڑ نیکیاں

محترم سامعین! حج بڑی عظیم الشان عبادت ہے جس کو صحیح ادا کرنے سے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، انسان اللہ کا مقرب بن جاتا ہے، اور نیکیوں سے اپنا نامۂ اعمال بھر لیتا ہے، حدیث شریف میں آتا ہے جو شخص مکہ مکرمہ سے عرفات تک پیدل چل کر حج کریگا، اس کو ہر قدم پر سات سو نیکیاں ملتی ہیں، اور حرم مقدس کی ہر نیکی کے بدلے میں ایک لاکھ نیکیاں ملتی ہیں، اور ایک لاکھ کو سات سو میں ضرب دینے سے سات کروڑ بن جاتی ہیں، لہذا مکہ مکرمہ سے عرفات تک پیدل چلکر حج کرنے سے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملتی جائیں گی، حدیث میں ہے "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلّى الله عليه وسلّم يَقُوْلُ مَنْ حَجَّ مِنْ مَكَّةَ مَاشِيًا يَرْجِعُ إِلىٰ مَكَّةَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ سَبْعَ مِائَةٍ مِثْلَ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ. قِيْلَ وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ قَالَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ مِائَةُ أَلْفِ حَسَنَةٍ (مستدرك جديد ج ٢ ص٦٤٨")

ایک حاجی چارسو آدمیوں کی شفاعت کریگا

محترم دوستو...... اللہ تعالیٰ نے حاجی کو بڑا اونچا مرتبہ عطا فرمایا ہے، وہ خود تو اللہ تعالیٰ کے یہاں بخشش کا حقدار ہوگا ہی مگر اس کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوگا کہ وہ چارسو افراد کی شفاعت کرے اور ان کو جنت میں داخل کرے، بلکہ بعض حدیثوں سے تو یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ حاجی کو چارسو گھرانوں کی شفاعت کا اختیار دیا جائے گا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے "قَالَ اَلْحَاجُّ يَشْفَعُ فِيْ

أَرْبَعِ مِائَةِ أَهْلِ بَيْتٍ أَوْ قَالَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَتَخْرُجُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ (الحديث الترغيب والترهيب ۲/۱۰٦)"

اور حاجی اپنے تمام گناہوں سے پاک صاف ہوکر اس طرح لوٹے گا جیسا کہ نومولود بچہ تمام گناہوں سے پاک صاف ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔

کثرت حج سے تنگ دستی دور ہوتی ہے

محترم حضرات......حج کی توفیق ملنا بڑی خوش نصیبی کی بات ہے، حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین اپنی غربت ومسکنت اور تمام مشغولیات کے باوجود کثرت سے حج وعمرہ کیا کرتے تھے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے زندگی میں پچپن حج کئے، لہذا جن بھائیوں کو اللہ پاک نے صحت وفراخی عطا فرمائی ہے وہ حج فرض پر اکتفانہ کریں، بلکہ موقع بموقع حج کرنے کی کوشش کریں، اور کم از کم ہر چار یا پانچ سال میں تو کر ہی لیا کریں، اور بار بار حج کرنا گرچہ فرض یا واجب نہیں ہے، لیکن بے مثال اجر وثواب کا باعث ہے، بار بار حج کرنے سے تنگ دستی اور فقر ومحتاجگی دور ہوتی ہے۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کہ جس شخص کو میں نے صحت اور فراخی عطا کی، پھر اس نے ہر پانچ سال میں میرے پاس حاضری نہیں دی، تو وہ رحمت سے محروم ہے، چنانچہ آج کل سعودیہ حکومت نے قانون بھی بنادیا کہ پانچ سال سے پہلے حج کے لئے نہ جائیں، اس پر بھی عمل کرنا چاہئے، کثرت مال کی صورت میں آدمی دوسرے مصارف میں اپنا پیسہ خرچ کرے انشاء اللہ ان میں بھی حج جیسا ہی ثواب ملیگا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ جناب رسول کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں فرمایا: "قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ إِنَّ عَبْدًا صَحَّحْتُ لَهُ جِسْمَهُ

وَوَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِي الْمَعِيْشَةِ تَمْضِيْ عَلَيْهِ خَمْسَةُ أَعْوَامٍ لَا يَفِدُ إِلَيَّ لَمَحْرُوْمٌ (صحیح ابن حبان)"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بار بار اپنے گھر کی حاضری اور اپنے پاک اور پیارے حبیب ﷺ کے روضہ کی بار بار زیارت نصیب فرمائے آمین۔

حج مقبول کی علامتیں

محترم دوستو......ہمارا حج قبول ہوا یا نہیں، اس کے بارے میں بھی ہمیں فکر کرنی چاہئے، اور اس کی پہچان یہ ہے کہ آدمی حج کے بعد پہلے والی زندگی تبدیل کردے، اگر پہلے گناہوں اور معصیتوں میں مبتلا تھا تو حج کے بعد پاکیزہ زندگی اختیار کرے، اگر پہلے نماز میں سستی تھی، لاپرواہی تھی مگر بعد میں یہ باتیں نہ رہیں، ایسے ہی اگر حج سے پہلے زکوۃ دینے میں حیلے بہانے کرتا تھا، اب ایسا نہیں ہے، پہلے ڈاڑھی منڈاتا تھا، اب چہرے پر سنت بھی ہے، ایسے ہی حج سے پہلے لڑائی جھگڑے، گالی گلوچ، غیبت وچغل خوری میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا تھا، لیکن حج کرنے کے بعد بالکل بدل گیا ہے، تو سمجھ لیجئے کہ آپ حج کی سعادت اور خدا کی رحمت سے مالا مال ہوکر لوٹے ہیں، اور خود آپ کی زندگی گواہی دے رہی ہے کہ آپ خدا کے گھر سے فیضیاب ہوکر لوٹے ہیں، اور آپ کا حج مقبول ہوگیا ہے، اور یہ بات طے شدہ ہے کہ حج مقبول کا صلہ جنت کے سوا کچھ نہیں، چنانچہ حدیث شریف میں ہے "اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ جَزَاءُهُ إِلَّا الْجَنَّةُ (بخاری)" اور اگر حج کے بعد بھی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، وہی معصیت سے بھری زندگی اب بھی ہے، اور آپ کی نگاہ میں صرف حج کرنے سے دنیا ہی دنیا کی بھلائی مقصود تھی، ریاکاری، شہرت ونام ونمود کی غرض سے سفر کیا تھا، تو سمجھ لیجئے کہ بیت اللہ تک

Scanned by CamScanner

رہو مجھے اور ارکان حج ادا کرنے کے بعد بھی آپ حج کی سعادت سے محروم لوٹے ہیں، کیونکہ حج کا سفر ہار اور جیت کا سفر ہوتا ہے، اس کی ہار بھی ایسی کہ اس کے برابر کوئی ہار نہیں، کہ اللہ کے گھر جائے اور خالی ہاتھ آئے، بلکہ الٹی گناہوں کی گٹھری پیٹھ پر لاد کر لائے، اور جیت بھی ایسی کہ کوئی فتح و کامرانی اس کے برابر نہیں، کہ اگر حج مقبول ہو گیا تو گناہوں سے ایسا پاک صاف اور دھلا دھلایا لوٹے گا کہ جیسے ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہو۔

اس لئے میرے بھائیو! حج جیسا عمل کرنے کے بعد ہمیں اپنی زندگی تبدیل کرنی چاہیئے، سنت و شریعت کی پابندی کرنی چاہیئے، یہی اس نعمت کی قدر دانی ہے۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام حازمین کے حج کو قبول فرمائے، اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو حج و زیارت کی توفیق عطا فرمائے، حرمین شریفین کی محبت و عظمت ہمارے دلوں میں پیوستہ فرمائے۔ آمین

مدینہ کو جاؤں پلٹ کر نہ آؤں
وہیں گھر بنانے کو جی چاہتا ہے
دکھا دے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

اللہ تعالیٰ بار بار ہمیں یہ مبارک مواقع عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Scanned by CamScanner

مفکرِ ملت حضرت اقدس مولانا محمد اسلم صاحب مد ظلہ العالی کے مفید ترین خطبات کا مجموعہ

خطباتِ اسلم

۸ رجلدیں جو اپنی عجیب وغریب اور مندرجہ ذیل خصوصیات کے ساتھ اہل علم میں مقبول ہو چکی ہیں۔

- سادہ وعام فہم، سہل وسلیس، پُرکشش اور جامع خطبات کا حسین مرقع۔
- مناسب آیات، برمحل احادیث، عبرت آموز واقعات اور خطیب محترم کے طویل تجربات کا انوکھا سنگم۔
- خلوص ودردمندی، جذب وشوق، عشق ومحبت اور قلبی سوز وگداز جیسے تمام معنوی کمالات سے بھرپور۔
- دلکش عناوین، پُرمغز مضامین اور پُرسوز انداز بیان۔
- طالبین حق کیلئے ہادی ورہنما اور روحانی بیماریوں کیلئے ایک مخلص معالج۔
- ایک ایسی کتاب کہ جس کے مطالعہ سے زندگی کے بے آب وگیاہ میدان میں علم وعمل اور رشد وہدایت کے پھول اُگنے لگتے ہیں۔

SHAREEF BOOK DEPOT

JAMIA ISLAMIA KASHIF-UL-ULOOM

Chhutmalpur Pin. 247662

Distt. Saharanpur (U.P.) INDIA

HUZAIFA Computer 9411457187 UsMaN

Scanned by CamScanner